مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ‘ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ‘

جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس یقیناً اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

(آثار صحابہؓ کے اقوال، کیمیائے سعادت)

نفس کا بیان

تالیف: سکندر نقشبندی

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا بے شک اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

(آثار صحابہؓ کے اقوال، کیمیائے سعادت)

نفس کا بیان

تالیف: سید سبط سکندر نقوی حنفی نقشبندی



نام کتاب: نفس کا بیان
تالیف: سکندر نقشبندی
ٹیلیفون: (001) 647 890 1317
sikander.naqshbandi@gmail.com
Link:https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi
سرورق: سید حماد الرحمان - ٹورنٹو کینیڈا
پروف ریڈنگ: محترم امیر قادر ۔ مسی ساگا ۔ کینیڈا
تعداد:
سنِ طباعت: 2017ء
قیمت:

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندھی فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست کی جا سکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان) 0300-2380285
نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان) 0300-3512712
عبدالرشید خان (ورجینیا امریکہ) (001) 703-785-4737
منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا) 0614-2490-4151
قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا) (001) 647-898-4640
سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا) 001)403-926-5171

آدمی کے علم کا اندازہ تو
ایک دن میں ہو جاتا ہے
لیکن نفس کی خباثتوں کا پتا
برسوں بھی نہیں چلتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نفس کا بیان

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
3.22	نخوت	169
3.23	حرص و طمع، لالچ	169
3.24	جھوٹ	174
3.25	دھوکہ و فریب	176
3.26	بےحیائی	177
3.27	چوری	180
3.28	نفرت	183
3.29	فحش گوئی	184
3.30	بد گمانی	185
3.31	فضول خرچی	187
3.32	غفلت	189
3.33	ضد	191
3.34	سود کھانا	192
4.0	**گناہ اور نافرمانی**	**194**
4.1	گناہِ کبیرہ	197
4.2	گناہِ صغیرہ	206
5.0	**جنت کی اقسام**	**211**
5.1	جنت الفردوس	211
5.2	جنت العدن	215

☆☆☆☆☆

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

عقل مند وہ ھے جو اپنے نفس کو عبادت میں لگائے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے جب کہ بے وقوف وہ ھے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔

(جامع ترمذی)

سیدی مرشدی ومولائی شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر

حضرت حافظ منیر احمد خان نقشبندی مدظلہٗ

سندھ یونیورسٹی۔ جام شورو۔ پاکستان

تقریظ

انسان کے اندر ایک قوت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش اچھائی کی ہو یا برائی کی، اس کو اصطلاح میں نفس کہتے ہیں۔ نفس کی تین اقسام ہیں۔

۱۔نفس امّارہ ۲۔نفس لوامہ ۳۔نفس مطمئنّۃ

خواہش کی وہ قوت جو انسان کو برائی کی طرف مائل کرے برائی سے لذت و اطمینان حاصل کرے اور اس پر اس کو ندامت بھی نہ ہو، اس کو نفس امارہ کہتے ہیں۔ یعنی وہ نفس جو برائی کی طرف زیادہ امر (حکم) کرنے والا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''اِنّ النّفس لامّارۃ بالسوٓء الّا ما رحم ربّی . . .''الآیۃ (یعنی: بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جبکہ میرا رب رحم فرمادے)۔ نفس کے اس مرتبہ کو ھَوَیٰ بھی کہتے ہیں۔ نفس امارہ میں کبھی کبھی اچھائی کی خواہش پیدا ہونا اس کو امارگی سے نہیں نکالتا۔ لیکن زیادہ حکم کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ ہی برائی کا حکم کرے۔ برائی کرنے کے بعد جب نفس کو ندامت وملامت بھی ہونے لگے تو اس کو لوّامہ کہتے ہیں۔ لوّامہ کے معنی ہیں بہت ملامت کرنے والا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:'' وَلا اُقسم بالنّفس لوّامۃ '' (یعنی: اور قسم کھاتا ہوں میں

بہت ملامت کرنے والے نفس کی)۔ اسی طرح جب نفس کی کامل اصلاح ہو جائے' نیکیوں کی طرف مائل ہو جائے اور نیکیوں سے اس کو قرار و اطمینان حاصل ہونے لگے تو اس کو نفس مطمئنّہ کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یٰاایتھاالنفس المطمئنة o ارجعی الیٰ ربک راضیة مرضیة"

(یعنی: اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ چل' تُو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی)۔

نفس کا یہی وہ مرتبہ ہے جب وہ اپنے رب کی مرضی میں راضی ہو جاتا ہے یہی شریعت کا اصل مقصود ہے۔

حضور انور ﷺ کی بعثت اور قرآن و سنت کی تعلیمات کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کو ترک کر کے شریعتِ اسلام پر مکمل عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لے۔ اللہ پاک ہم سب کو کامل طور پر شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن پاک میں مختلف جگہوں پر نفس کا ذکر مختلف معنوں میں آیا ہے۔ قرآن و احادیث میں "نفس" کے معنی شخص' جاندار (ذی روح)' دل اور ضمیر کے لیے بھی آئے ہیں۔

ہمارے محترم سکندر نقشبندی صاحب نے اس کتاب میں قرآن و سنت کی روشنی میں نفس کی اقسام کی تشریح' نفس امارہ کی برائیاں اور اس سے بچنے کی تدابیر'

نفس وشیطان کے وسوسوں میں فرق، جنت ودوزخ کی اقسام، صغیرہ وکبیرہ گناہوں اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ وناپسندیدہ لوگوں کی تفصیل کو وضاحت کو ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنا ہر مسلمان کے لیے بہت مفید ہوگا۔

اللہ پاک اپنے محبوب ﷺ کے صدقے سکندر نقشبندی صاحب کو دونوں جہاں میں سرفراز وسربلند فرمائے اور ان کی دینی وعلمی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امت مسلمہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

(احقر) ۔ منیر احمد خان

۱۷ستمبر۲۰۱۴ء ۔ حیدرآباد۔ پاکستان

جو مصیبت تمھیں اللہ کی طرف
متوجہ کر دے
وہ مصیبت نہیں نعمت ھے
اور
جو نعمت تمھیں اللہ تعالیٰ سے
غافل کر دے
وہ نعمت نہیں مصیبت ھے

پیش لفظ

سکندر نقشبندی صاحب پیشہ کے اعتبار سے مکینیکل انجینیر ہیں۔ لیکن آپ انجینیر ہوں، ڈاکٹر ہوں، فقیہ ہوں، بادشاہ ہوں یا رعایا، سب ہی کو دل اور نفس سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کا حق بنتا ہے کہ اس کے بارے میں تحقیق کرے اور معلومات حاصل کرے تاکہ ان کو صحیح طریقے سے استعمال کر کے دنیا میں بھی کامیاب رہے اور آخرت میں بھی۔ بیشک وہ دل جو انسان کے جسم میں دھڑک رہا ہے جس کا کام دماغ اور جسم کے ہر حصہ کو خون پہنچانا ہے۔ وہ تو دل کے ڈاکٹروں کا موضوع ہے۔ لیکن ہم جس دل اور قلب کی بات کر رہے ہیں۔ وہ قلبِ روحانی ہے۔ جس کا قرآن میں بار بار ذکر کیا گیا ہے۔

ہمارے سکندر صاحب نے اس سے پہلے اسی قلب کا تفصیلی بیان اپنی پہلی کتاب " دل کی اقسام " میں کر چکے ہیں۔ جس دل کی باتیں انہوں نے کی ہیں وہ ڈاکٹروں والا دل نہیں بلکہ قلبِ روحانی ہے۔ قلبِ روحانی کے بعد موصوف نے اب انسان کے نفس جو اس کے وجود میں ایک بہت ہی اہم رول رکھتا ہے کا مفصل بیان اس کتاب یعنی " **نفس کا بیان** " میں کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سیریز اس وقت مکمل ہوگی جب سکندر صاحب روح اور عقل پر بھی قلم اٹھائیں گے۔

جہاں تک اس کتاب کا تعلق ہے تو موصوف نے قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے نفس کا حال یکجا کر دیا ہے اور جہاں ضرورت پڑی تو اہل اللہ کے اقوال سے بھی مدد لی گئی ہے۔ ہر زاویہ سے نفس کا جائزہ لیا ہے اور ہر (Aspect) بیان کیا گیا ہے۔

نفس کی بُرائیاں، نفس کس طرح انسان کا دشمن ہے یہ سب کچھ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ نفس شیطان سے بھی بڑا دشمن ہے۔ اس لئے کہ شیطان بیشک انسانوں کو بہکاتا ہے۔ لیکن شیطان کو کس نے بہکایا تو وہ اس کا نفس تھا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مومن اور صاحبِ ایمان اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی نفس کی آگاھی حاصل کرے۔ نفس کے حملے بڑے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور انسان بے خبری میں ان کا شکار ہو جاتا ہے۔ سکندر صاحب نے پہلے ہی باب میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ انتہائی اہم موضوع ہیں اور اس کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جاتا تو بہتر تھا۔

موضوعات کو کتاب میں کافی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ نفس کی تین (3) اقسام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح جنت کی چودھا (14) اقسام بتائی گئی ہیں اور دوزخ کی آٹھ (8) اقسام۔ نفس کی چونتیس (34) بُرائیوں کا ذکر ہے۔ گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ کی فہرست دی گئی ہے۔ اسی طرح سے "اللہ کے ناپسندیدہ لوگ" کے عنوان کے تحت اٹھارہ (18) قسم کے لوگ گنوائے گئے جو نفس کا شکار ہوئے۔ اور اسی طرح سے "اللہ کے پسندیدہ لوگ" کا باب باندھا

گیا ہے جس میں تیرہ (13) قسم کے مومنین کا ذکر ہے۔

یہ کتاب ایک عام انسان اور اردو لکھنے پڑھنے والے کے لئے لکھی گئی ہے اور انتہائی آسان ہے۔ کسی زمانے میں ہم بحیثیت طالب علم کے کورس کے علاوہ کتابیں پڑھتے تھے جن کا عنوان اس طرح ہوا کرتا تھا (Algebra Made Eazy or Physics Made Eazy) اور (Chemistry Made Eazy etc) اسی طرح اگر انگریزی میں اس کتاب کا عنوان لکھا جائے تو اس طرح ہوگا (Understanding of self Made Eazy)

"نفس کے حملے اور اس کے بچاؤ کی تدبیر" کے عنوان سے جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں مزید اضافہ کی اس طرح ضرورت ہے کہ اس میں وہ تفصیل موجود نہیں جو نفس کے علاج کے تحت ہونی چاہیے۔ سینکڑوں اہل اللہ صرف اور صرف اسی کام کے لئے امتِ محمدیہ (ﷺ) میں تشریف لائے کہ مومنوں اور اصل اسلام کا تزکیہِ نفس کیا جائے۔ اور انہوں نے انتہائی کامیابی سے اپنا مشن مکمل کیا۔ اس کا بیان اگر شامل ہوجائے تو کتاب ہر لحاظ سے پایہِ تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔

مجموعی طور پر سکندر نقشبندی صاحب جو کہ میرے پیر بھائی بھی ہیں۔ اس کوشش پر قابلِ مبارک باد ہیں اور دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور لکھنے والے، چھاپنے والے اور پڑھنے والے کے لئے

توشۂ آخرت بنائے۔

آمین ثم آمین

پروفیسر ڈاکٹر اقبال علی

حال مقیم: مارکھم۔ ٹورونٹو ۔ کینیڈا

۱۸ر شوال ۱۴۳۵ھ بمطابق ۵ر اگست ۲۰۱۴ء

سابق پروفیسر: این۔ای۔ڈی یونیورسٹی آف انجینیر نگ کراچی۔ پاکستان

شاہ فہد جامعہ البپیٹر ول المعادن۔ الزھران۔ سعودی عرب

یونیورسٹی آف انجینیر نگ اینڈ ٹیکنالوجی۔ لاہور۔ پاکستان

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُ ہٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسَناوَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ يَّهْدِ هِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مِنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِ یَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَ ہٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّد نَا وَسَنَدَ نَا وَ نَبِيِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدً ا عَبْدُ ہٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ☆ اَمَّابَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ عَرَفَ نَفْسَه‘ فَقَدْ عَرَفَ رَ بَه‘

جس نے اپنے نفس کو پہچانا بے شک اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰل اِبْرَاهِيْمِ اِنَّکَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِ نَا

مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اس کی وجہ وہ خوبیاں اور صلاحیتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو ہی عطا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دو انتہاؤں کا شعور عطا فرمایا۔ اگر انسان اللہ کی اطاعت اور نیکی کی طرف بڑھنا شروع کر دے تو وہ فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے اور عروج کی اس انتہا کو پہنچ جاتا ہے جہاں فرشتے بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اگر یہی انسان برائی، گمراہی، نافرمانی اور گناہ کی طرف بڑھنا شروع کر دے تو یہی انسان وہ وہ حرکتیں کر بیٹھتا ہے جو آج تک شیطان نے بھی نہیں کیں اور ذلت اور پستی کی اس گہرائی تک پہنچ جاتا ہے جہاں دوسری کوئی مخلوق نہیں پہنچی۔

انسان کا عروج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت کی بے شمار نعمتیں اور بادشاہت رکھی ہیں۔ اس تک پہنچنے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اکرام کو بھیجا تاکہ وہ اس کے متعلق بتائیں اور اس تک پہنچنے کا طریقہ سکھلائیں۔ انسان کا زوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دو دشمنوں کی نشاندہی کر دی کہ ان سے ہمیشہ بچتے رہنا اور ان کے ورغلانے میں نہیں آنا۔ وہ دو دشمن شیطان اور انسان کا اپنا نفس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا انسان پر ایک یہ بھی بڑا احسان ہے کہ اس نے انبیاء اکرام علیہ السلام کے ذریعہ ان دشمنوں کی نشاندہی کر دی ہے اور ان کے حربوں کے متعلق

بتایا ہے اور ان سے کس طرح بچا جائے اس کے طریقے بھی بتائے ہیں۔ تا کہ انسان روزِ محشر میں یہ نہ کہہ سکے کہ ہم دشمن کی باتوں میں اس لئے آ گئے کہ کسی نے ہمیں اس کے متعلق بتایا ہی نہیں اور ہم صحیح اور غلط راہ میں فرق نہ کر سکے۔

یہ دونوں دشمن اپنے اپنے طریقوں سے واردات کرتے ہیں۔ دونوں کا مقصد انسان کو دنیا کی عارضی زندگی کی لذّات میں الجھانا ہے اور اس کے پیدا کرنے کے اصل مقصد سے ہٹانا ہے۔ کتابِ ہٰذا میں کوشش کی گئی ہے کہ انسان کو شیطان سے بھی بڑے دشمن **نفس** کی پہچان کرائی جائے۔ اس کے حربوں اور طریقۂ واردات سے آگاہی کرائی جائے اور ان سے کس طرح بچا جائے وہ طریقے بتائے جائیں۔

شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی عزت کی قسم کھا کر کہا تھا کہ مجھے مہلت دی جائے میں آدم (علیہ السلام) اور اس کی نسلوں کو برباد کر دوں گا اور ان سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اتنی بڑی قسم کھا کر شیطان ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے مشن سے غافل نہیں ہوا۔ وہ انسان پر حملہ کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ لیکن ہم شیطان اور اس کے ایجنٹوں کے فریب میں آ جاتے ہیں اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر لیتے ہیں۔ ہم شیطان کے فریب میں صرف اور صرف اس لئے آ جاتے ہیں کہ اس کا ایک ساتھی اور ہمارا دوسرا دشمن نفس شیطان کا پورا پورا ساتھ دیتا ہے اور اس کی اطاعت کرنے کے لئے طرح طرح کی تاویلات دیتا ہے۔

دراصل نفس بدن کا ہی حصہ ہے اور یہ ہمارے اندر خواہشات اور شہوات پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی خواہشات وشہوات کے پورا کرنے کے لئے تمام جائز صورتیں رکھی ہیں۔ انسان اپنی خواہشات وشہوات حق کے دائرے میں رہتے ہوئے پوری کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انسان پر یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے انسان کو اپنی خواہشات وشہوات کو جائز طریقوں سے پورا کرنے پر بھی ثواب رکھا ہے۔

نفس انسان کو اس کی مرغوب اشیاء کی طرف راغب کرتا ہے۔ اگر وہ جائز طریقوں سے حاصل کرنے میں مشکل ہوں تو یہ ناجائز طریقے سکھلاتا ہے اور ہر قیمت میں اپنے پیٹ اور جنس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اکساتا ہے۔ ان لذّات کو حسین دلکش اور خوش ذائقہ بنا کر پیش کرتا ہے اور عیش وعشرت کی طرف دیوانہ وار بھاگتا ہے۔ یہی احساس دلاتا ہے کہ بس یہی ایک زندگی ہے جتنی عیش و عشرت سے گزارلو اچھا ہے۔ نفس کے کہنے میں آ کر اگر انسان ایک کام کر لیتا ہے تو یہ پھر دوسرے کی طرف راغب کرتا ہے اور اس کو اتنا ضروری کر کے پیش کرتا ہے کہ جیسے اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتے۔ نفس ایک ناسمجھ بچے کی طرح ایک کے بعد ایک چیز کی فرمائش کرتا رہتا ہے اور انسان کو خیر و شر، نیکی وبدی، جائز و ناجائز کی ہر تمیز سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ شریعت کی پابندیوں کو ظلم سمجھتا ہے اور اس سے ہر طرح سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام پابندیوں سے آزاد ہو کے حرص و ہوس کی گمراہیوں میں مبتلا ہو کے حلال وحرام کی تمیز کھو بیٹھتا ہے اور اپنے لئے جہنم کی

آگ تیار کرتا ہے۔

نفس کا ایک کام یہ ہے کہ دل میں جو خواہش پیدا ہو وہ اگر ناجائز ہو یا گناہ کی بات ہو تو نفس بڑی صفائی سے اور ہمدردانہ طور پر اس کو پورا کرنے کے لئے مختلف تاویلات پیش کرتا ہے اور پھر اس کی مدد کے لئے شیاطین کے لشکر کام کرتے ہیں۔ یہ شیاطین جنوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔

جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الناس میں کیا ہے۔

مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ☆ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُورِ النَّاسِ ☆ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ☆

(سورۃ الناس:6-4)

(شیطان) وسوسہ انداز کی بُرائی سے جو (اللہ کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔۴۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔۵۔(خواہ وہ) جنات میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔۶۔

یہ انسان کو ہر گناہ کا کام اس طرح خوبصورت کر کے پیش کرتے ہیں کہ اس میں خیر کا پہلو ظاہر ہو۔ یہاں تک کہ نفس انسان کو اتنا قائل کر لیتا ہے کہ وہ انسان ان شیطانی کاموں میں شیطان کا آلہ ٔ کار بن جاتا ہے، ان کا داعی بن جاتا ہے اور پھر دوسروں کو گمراہ کرنے میں شیطان اور نفس کی مدد کرتا ہے۔ اس لئے ایک مسلمان

کے لئے یہ سب سے ضروری ہے کہ وہ نفس اور شیطان کو اور ان کے حربوں کو پہچانے۔ اس کے بعد یہ وہ اس بات کا انتظام کر سکتا ہے کہ ان سے کس طرح بچا جائے اور اللہ تعالی کی نظر میں سرخرو ہو اور روزِ محشر جہنم کی آگ سے محفوظ ہو۔

نفس اور شیطان کے دو بنیادی ہتھیار ہیں۔ ایک تو وہ دل میں وسوسے ڈالتے ہیں اور دوسرے انسان کے چھوٹے چھوٹے نیک اعمال کو بہت بڑا کر کے پیش کر کے دکھاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے گناہوں کو بہت چھوٹا کر کے دیکھاتے ہیں اور ان کی اس طرح سے تاویل کرتے ہیں کہ انسان ان گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ بلکہ ان کو وہ اچھا کام سمجھ کر کر رہا ہوتا ہے۔ برائی اور گناہ کے کاموں کے حملوں میں دو عوامل شامل ہوتے ہیں ایک تو اندرونی تحریک جو کہ نفس کا کام ہے وہ اکساتا ہے اور دوسرے بیرونی تحریک، یہ شیطان اور اس کے ایجنٹ انسان مل کر مختلف قسم کے پروپیگنڈوں کے ذریعہ، دلفریب تقاریر، اشتہارات اور نعروں کے ذریعہ کرتے ہیں۔ مختلف قسم کے مذاکرے ہوتے ہیں تا کہ ان کی تشہیر کی جائے اور ان کو برائی نہیں بلکہ اچھائی کر کے پیش کیا جائے۔ اس کی گندگی اور غلاظت کو حسین کر کے پیش کیا جائے تا کہ لاعلم انسان دھوکہ کھا کر ان کے جال میں پھنس جائے۔

برائی کے ان حملوں سے بچنے کے لئے اللہ کا ذکر، قرآن کی تلاوت اور دعا بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ تھوڑی سی استقامت بھی چاہیے ہوتی ہے۔ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا ہوتا ہے ورنہ کہا گیا ہے کہ انسان کی خواہشات

کبھی ختم نہیں ہوتیں اور انسان قبر میں پہنچ جاتا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں نفس اور شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھے۔ اس کتاب کو مجھے اور پڑھنے والوں کے لئے شیطان سے بچنے کا ذریعہ بنائے۔ میری اس کوشش کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور میرے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

﴿ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْب ﴾

(سورۃ ھود ۔ ۸۸)

اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

طالبِ دعا

سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)
04 / ذوالحجہ 1435ھ بروز پیر
بمطابق 29/ستمبر 2014ء
ٹورنٹو ۔ کینیڈا
Tel: (001) 647 890 1317
Email: sikander.naqshbandi@gmail.com
Link:
https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

انسان کی سب

سے بڑی غلطی

اپنی غلطیوں سے

بے خبر رہنا ھے

1.0 - نفس

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہ‘ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہ‘

جس نے اپنے نفس کو پہچانا بے شک اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

(آثار صحابہؓ کے اقوال، کیمیائے سعادت)

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہ ☆

(سورۃ قٓ ۔ 16)

اوران وسوسوں کو (بھی) جانتے ہیں جواس کا نفس (اس کے دل ودماغ میں) ڈالتا ہے۔

انسان کے اندرایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا بُرائی کی اس کونفس کہتے ہیں۔ بھلائی اور برائی کی دونوں خواہشیں نفس ہی سے متعلق ہیں البتہ ہرخواہش کے اسباب الگ الگ ہوتے ہیں۔ بعض تو مشاہدے میں ہیں جیسے نیکی کی خواہش، نصیحت و نیک صحبت وغیرہ۔ اوربعض اسباب ایسے ہیں جو مشاہدے میں نہیں آتے جیسے فرشتہ کا دل میں القاء کرنا بھلائی کی خواہش کے لئے، یا شیطان کا القاء کرنا برائی کرنے کے لئے۔ بزرگوں نے احتیاطاً رخصت کوچھوڑ کرعزیمت پرعمل کیااورمباحات کے ترک کرنے کواپنے اوپرلازم کرلیا۔ وہ اس لئےنہیں کہ مباحات کی خواہش ہوائےنفس ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خواہش گناہ کی طرف لے جانے والی نہ ہو۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ساری کائنات میں انسان اپنے نفس سے زیادہ کسی چیز سے قریب نہیں ہوتا۔ جب اتنے قریب ہونے کے باوجود اپنے نفس کو نہیں پہچان سکا تو اور چیزوں کو کیا پہچانے گا۔ اگر انسان نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو سمجھو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ جس طرح ہم اپنے جسم کے ظاہری حصے ہاتھ، پیر، سر منہ وغیرہ کو پہچانتے ہیں اسی طرح ضروری ہے کہ ہم اپنے جسم کے باطنی حصوں کو بھی پہچانیں۔ جیسے انسان کو جب بھوک لگتی ہے تو کھانا کھاتا ہے، جب غصہ آتا ہے تو لڑتا ہے اور جب شہوت غالب آتی ہے تو نکاح کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ انسان کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ میں کہاں سے آیا ہوں اور کدھر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں کس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ اچھائیاں اور نیکیاں کروں گا تو کیا صلہ ملے گا اور برائیاں اور گناہ کروں گا تو کیا سزا ملے گی۔ کوئی ایسی طاقت ہے جو مجھ سے جواب طلبی کرے گی۔ اگر کوئی انسان دنیا میں آ کر کھانا پینا، نفس کی خواہشات پوری کرنا اور جنسی تسکین حاصل کرنے کو ہی زندگی سمجھتا ہے تو ایسی زندگی جانور کی بھی ہوتی ہے پھر انسان اور جانور میں کیا فرق ہوا۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے افضل ترین مخلوق کیوں کہا۔ ایسی کیا خوبی تھی جس کی وجہ سے انسان تمام مخلوقات میں افضل قرار دیا گیا۔

جب انسان کو نفس کے وجود کے بارے میں علم نہیں ہے تو پھر وہ اس کی حقیقت کو کیسے پہچانے گا۔ اور جب تک اس کی حقیقت کو نہیں پہچانے گا تو اس کے حربوں کو نہیں سمجھ سکے گا۔ اگر اس کے حربوں کو نہیں سمجھا تو پھر اس کے حملے اور

ترغیبات کا مقابلہ کیسے کر سکے گا۔ جب انسان اپنے ہی نفس کو نہ سمجھے اور اس کی چالوں اور شرارتوں کو نہ پہچانے تو یہ انتہائی مشکل ہے کہ وہ اللہ کی پہچان کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے جب دنیا میں انسان کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی محبت اور قربت کا احساس دلانے کے لئے فرشتوں سے کہا کہ میں دنیا میں انسان کی شکل میں ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں جو دنیا میں میرا خلیفہ ہوگا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ؕ

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ O

(سورۃ البقرہ ۔ 30)

ترجمہ: اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو اس میں ایسے (شخص) کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کُشت وخون کرتا پھرے؟ اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

فرشتوں نے اپنی دانست سے کہا کیوں کہ فرشتوں کی تخلیق کا مادہ خیر ہی خیر ہے۔ اس لئے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ انسان جن اجزاء سے بنایا جا رہا ہے اسی میں سے ایک جزو آگ سے شیطان اور جنّات کو بھی اس سے پہلے پیدا کیا جا چکا تھا۔ انہیں نے دنیا میں بہت خونریزی اور فساد پھیلایا ہوا تھا تو فرشتوں نے عرض کیا یا اللہ! تو ایک ایسی مخلوق بنانے جا رہا ہے جو دنیا میں خونریزی کرے گی اور فساد پھیلائے گی۔ تو اس پر اللہ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرما دیا۔ فرشتوں سے ذکر کرنا ان سے اجازت لینے کے لئے نہیں تھا بلکہ اطلاع دینے کے لئے تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی چیز کے پیدا کرنے کے لئے صرف کن ؐ کہہ دینا کافی ہوتا ہے۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئاً أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ☆
فَسُبْحَانَ الَّذِىْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ☆
(سورۃ یٰسں: 82-83)

ترجمہ: اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

کائنات کا نظام دو عالموں سے چل رہا ہے۔

۱) عالمِ امر ۲) عالمِ خلق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ط (سورۃ الاعراف۔54)

اللہ ہی کا ہے امر بھی اور خلق بھی

عالم امر سے اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو فرما دیتا ہے "کن" یعنی ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰس کی آیت 83-82 میں فرمایا۔ (جو پیچھے گزر چکی ہے)۔

عالمِ خلق کا معاملہ مختلف ہے۔ جو چیز بتدریج وجود میں آئے اس کا تعلق عالمِ خلق سے ہے۔ اس میں ناپ، مقدار اور کمیت کا دخل ہوتا ہے۔ جس طرح ایک بچہ دنیا میں آنے سے پہلے نو ماہ تک مختلف مدارج طے کرتا ہے۔ اس کا تعلق عالمِ خلق سے ہوتا ہے۔ اسی طرح پھر پیدا ہونے کے بعد پروان چڑھنے میں پیدائش سے موت تک مختلف دور سے گزر کر واپس لوٹ جاتا ہے۔

انسان کے اندر شر کا مادہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو فرشتوں سے افضل قرار دیا۔ فرشتوں اور انسان کی تخلیق میں کیا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے نورِ خاص سے پیدا فرمایا اور انسان کو پانچ چیزوں کا مرکب بنایا۔ اس میں چار چیزیں سفلی اور ایک چیز نوری ہے۔ جو اشیاء سفلی ہیں وہ اس زمین سے لی گئی ہیں جن میں مٹی، پانی، ہوا، آگ شامل ہیں۔ اس میں سے آگ کے مادہ سے جنّات کو بھی انسان سے پہلے پیدا کیا گیا تھا اور ایک چیز اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ خاص

سے پیدا کی وہ انسان کی "روح" ہے۔

جب یہ روح اور جسم مل جاتے ہیں تو زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ دونوں جدا ہو جاتے ہیں تو موت واقعہ ہو جاتی ہے۔ دونوں کے مجموعہ کو انسان کہتے ہیں۔ اس کو دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ روح مکین ہے اور جسم مکان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں اپنی ذات کے علاوہ ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔ اگر ہم بڑے پیمانے پر دیکھیں تو آسمان وزمین، دن ورات، زندگی وموت، روشنی واندھیرا، مرد وعورت وغیرہ۔ غرض ہم کوئی ایسی چیز کی نشاندھی نہیں کرسکتے جس کا جوڑا یا ضد نہ ہو۔ اسی طرح ہم عناصر کے سب سے چھوٹے ذرہ یعنی ایٹم کو توڑتے ہیں تو اس میں سے بھی نیوٹرون (Newtron) اور پروٹون (Proton) کا جوڑا نکلتا ہے۔ آج کل ہماری زندگی کے لئے ایک انتہائی ضروری شے بجلی میں بھی مثبت(+) اور منفی(-) کا جوڑا نہ ہو تو وہ کام نہیں کرسکتی۔

انسان اور فرشتوں کی تخلیق میں دو باتوں کا بنیادی فرق ہے جس سے انسان کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ انسان کے اندر خواہش، اختیار اور فیصلہ کرنے کی قوت رکھی جو فرشتوں میں نہیں ہے۔ ان صلاحیتوں کی وجہ سے انسان اچھائی کی طرف بھی جاسکتا ہے اور برائی کی طرف بھی جاسکتا ہے۔ جیسے اس کی خواہش ہوتی ہے اور اختیار ہونے کی وجہ سے اس پر عمل درامد بھی کرسکتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا انسان پر احسانِ کریم ہے کہ اس نے اسے پیدا کرنے کے بعد

یوں ہی نہیں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَيَحۡسَبُ الۡإِنسَانُ أَن يُتۡرَكَ سُدًى ☆

(سورۃ القیامۃ۔36)

کیاانسان خیال کرتا ہے کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟

قرآن مجید کے مخاطبین ایمان لانے کو تیار نہ تھے اور جب انہیں قیامت اور وہاں کے حساب کتاب اور جنت وجہنم کے داخلے کی باتیں بتائی جاتی تھیں تو وہ ان سب کو جھٹلا دیتے تھے اور یوں سمجھتے تھے کہ دنیا ہی میں رہیں گے اور مزے اڑاتے رہیں گے۔

دنیا میں آئے وقت پورا کیا چلے گئے، موت کے بعد پوچھ گچھ جزا سزا کچھ نہیں ان لوگوں کی تردید کرتے ہوے فرمایا گیا انسان سمجھتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟ یہ استفہام انکاری ہے اور مطلب یہ ہے کہ انسان کا اپنے بارے میں یہ سوچ لینا کہ میں یوں ہی بلاحساب چھوڑ دیا جاؤں گا بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

(انوارالبیان)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے اس کی راہ نمائی کے لئے اس کی پیدائش سے لے کر روئے زمین کے آخری انسان کے مرنے تک انبیاء اکرام کے ذریعہ اپنے پیغام اور اپنے نیک بندوں کے ذریعہ ایک مضبوط اور غلطیوں سے پاک نظام قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً انسان کی ضرورت اور حالات کے مطابق

اپنے انبیاءعلیہ السلام کواس دنیا میں بھیجا جوانسان کی ہدایت وراہ نمائی فرماتے رہے۔ اورایمان لانے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ O

(سورۃ العنکبوت۔2)

کیالوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ(صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اوران کی آزمائش نہیں کی جائے گی؟

حسبان سے مراد گمان کرنا اوراستفہامِ انکاری ہے یا تنبیہ کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کیا لوگ اپنے آپ کو یوں ہی متروک بے امتحانی سمجھ بیٹھے ہیں کہ صرف اٰمَنَّا کہہ دینے سے چھوٹ جائیں گے۔ ایسا نہیں ہوگا بلکہ اللہ ان کومصائب اوردشواریوں میں مبتلا کر کےان کا امتحان لے گا مثلاً وطن سے ہجرت کرنا، جہاد کرنا اورطرح طرح کی مالی، جانی اوراولاد کے دکھ ان کواٹھانے ہوں گے تا کہ مخلص اورمنافق کے درمیان امتیاز ہوجائے اوردین پر ثابت قدم رہنے والا اورتردد وشک کرنے والے سے الگ ہوجائے اورصبرکرنے والے کواونچے مراتب ملیں گے۔

بغویؒ نے ذکرکیا ہے کہ شروع میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایمان کاحکم دیا تھا۔ پھرنماز، زکوۃ اوردوسرے قوانین فرض کئے۔ بعض لوگوں کواس کی تعمیل میں دشواری ہوگئی اوران پر یہ حکم شاق ہوا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس شانِ نزول

پر آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ کیا لوگوں کو یہ خیال ہے کہ ایمان لانے سے (بغیر شرائع کے) ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور دوسرے اوامر ونواہی بھیج کر ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ صرف ایمان لانا ہی دوامی جہنمی ہونے سے روکتا ہے اور جنت میں (کبھی نہ کبھی) داخل ہونے کا مستحق بنا دیتا ہے۔لیکن حصولِ درجات تو ادائے طاعات اور ترکِ خواہشات سے وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس سے پہلے لوگوں کی (سخت) آزمائش کر چکے ہیں۔ یعنی انبیاء اور مؤمنین کی سخت آزمائش ہم کر چکے ہیں۔ بعض انبیاء کو آروں سے چیرا گیا۔ بعض کو قتل کر دیا گیا۔ بنی اسرائیل کو فرعون بدترین عذاب دیتا رہا۔ مراد یہ ہے کہ یہ اللہ کا پرانا دستور ہے کہ نیک لوگوں کو سخت آزمائش میں مبتلا کر کے پرکھا جاتا ہے تمام امتیں اسی آزمائشی دور سے گذری ہیں، تو کیا اس زمانہ میں اس سنتِ قدیمہ کی خلاف ورزی ہوسکتی ہے۔

اللہ تو ہمیشہ سے سچوں کو بھی اور جھوٹوں کو بھی جانتا ہے اس لئے حصولِ علم مقصود نہیں ہے بلکہ اس کے علمِ ازلی کا سچوں کی سچائی اور کاذبوں کے جھوٹ سے بالفعل (بعد عمل) تعلق پیدا کرنا مقصود ہے تا کہ سچے ایمان والے جھوٹے منافقوں سے ممتاز ہوکر الگ ہو جائیں اور ان سے ثواب یا عذاب کا تعلق ہو جائے۔ بعض کے نزدیک آیت کا مطلب اس طرح ہے کہ اللہ سچوں کو جھوٹوں سے الگ کر کے ظاہر کر دے گا تا کہ اللہ کے ازلی علم کا فعلی ظہور ہو جائے۔ بعض نے اس طرح معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا بدکاریاں کرنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری گرفت سے نکل جائیں گے۔ بدکاریوں سے مراد کفر اور معاصی ہے۔ مطلب اس طرح ہے کہ اہلِ ایمان یہ نہ یال کریں کہ ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ مصائب میں مبتلا کر کے امتحان ضرور لیا جائے گا تا کہ تم کو اونچے مراتب تک پہنچایا جائے اور تمہارے دشمن کو بھی یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں عذاب نہیں دے گا۔ دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں (قتل وقید کی صورت میں) اور آخرت میں براہ راست خدا کی طرف سے (دوزخ کی صورت میں)۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کو مصائب میں مبتلا کر کے آزمائش ضرور کی جائے گی اور نتیجہ میں ان کو غلبہ حاصل ہوگا۔ (تفسیرِ مظہری)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی اور موت کا تعلق بھی نفس سے بیان فرمایا ہے اور انسان کی آسودگی اور آزمائش ومشقت کے لئے بھی نفس کی طرف ہی اشارہ کیا ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے!

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ O

(سورۃ الانبیاء۔35)

ہر نفس (انسان) کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ O

(سورۃ العنکبوت۔57)

ہر نفس (انسان) موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آ ؤ گے۔

قیامت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَن نَّفْسِهَا وَتُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ ☆

(سورۃ النحل۔111)

جس دن ہر شخص اپنے نفس کی طرف سے جھگڑا کرنے آئے گا اور ہر نفس کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کا نقصان نہیں کیا جائے گا۔

سورۃ غافر آیت 17 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ☆

آج کے دن ہر نفس کو اس کے اعمال کا بدلا دیا جائے گا آج (کسی کے حق میں) بے انصافی نہیں ہوگی بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

سورۃ الجاثیہ آیت 22 میں ارشاد ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ☆

تا کہ ہر نفس اپنے اعمال کا بدلا پائے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سورۃ القیامہ آیت 14 میں فرمایا۔

بَلِ الْإِنسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ☆

بلکہ انسان اپنے نفس پر گواہ ہے۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ☆

(سورۃ النازعات۔40)

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو

خواہشوں سے روکتا رہا۔

إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ☆

(سورۃ الطارق۔4)

کوئی نفس نہیں جس پر نگہبان مقرر نہیں۔

روزِ محشر اعمال نامے ہاتھوں میں دئے جانے کہ ذکر میں ارشادِ باری تعالیٰ

ہے۔

اِقْرَاْ کِتَابَکَ ط کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْباً O

(سورۃ بنی اسرائیل۔ 14)

اور کہیں گے! اپنی کتاب کو پڑھ آج تیرا نفس ہی تیرا حساب کرنے

کے لئے کافی ہے

اسی طرح سے جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے بشارت دی جا رہی ہے۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ أُخۡفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعۡيُنٍ جَزَآءَۢ بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ☆

(سورۃ السجدہ۔17)

کوئی نفس نہیں جانتا کہ اُن کیلئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ اُن اعمال کا صِلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

فرمایا کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہاں کی نعمتیں اس سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان اہلِ جنت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ کوئی آنکھ تو دنیا میں اس کیا دیکھ پاتیں کسی کان نے اس کی کیفیت کو سنا تک نہیں اور کسی دل میں اس کا تصور تک نہیں آیا۔ جنت کے متعلق جو کچھ سن کر یا پڑھ کر سمجھ میں آتا ہے جب جنت میں جائیں گے تو اس سے بہت بڑھ کر پائیں گے پھر جنت کی جن نعمتوں کا تذکرہ قرآن و حدیث کی کتابوں میں موجود ہے وہاں ان کے علاوہ بہت زیادہ نعمتیں ہیں۔ کسی چیز کے دیکھنے اور استعمال کرنے سے جو واقفیت ہوتی ہے وہ محض سننے سے حاصل نہیں ہوسکتی اس لئے دنیا میں ان نعمتوں کی حقیقت، کیفیت اور ادراک ہو ہی نہیں سکتا۔

(انوار البیان)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر جنت کی نعمتوں میں سے اتنی تھوڑی سی کوئی چیز دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے جسے ناخن پر اٹھا سکیں تو آسمان اور زمین کے کناروں پر جو کچھ ہے وہ سب آراستہ ہو جائے اور اہلِ جنت میں سے کوئی شخص دنیا میں جھانک لے جس سے اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو ختم کر دے گی۔ جیسا کہ سورج ستاروں کی روشنی ختم کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔

(رواۃ البخاری)

سورۃ مریم میں نفس کی خواہشات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا☆

(سورۃ مریم ۔59)

اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔

ہر مسلمان کو نفس کی خواہشات کے آگے مجبور ہونے کے بجائے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہمت اور جرات سے کام لے کر اپنے آپ کو نقصان اور بربادی سے بچانا چاہیئے۔ عبادات، نماز روزہ اور مالی عبادات صدقہ زکوٰۃ میں جو کوتاہی ہوتی ہے۔ وہ سب نفس کی اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نفس کی اتباع دراصل تمام

گناہوں کی جڑ ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی صلاحیت اور اختیار کے بارے میں فرمایا۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ O (سورۃ المومنون۔62)

اور ہم کسی نفس (شخص) کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو سچ سچ کہہ دیتی ہے اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

جیسا کہ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر اپنی گمراہی کی نسبت نفس کی طرف کرتے ہوئے کہا!

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ O (سورۃ النمل۔44)

وہ بول اٹھی کہ الٰہی! میں اپنے نفس (آپ) پر ظلم کرتی رہی تھی اور (اب) میں سلیمان (علیہ السلام) کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہے کہ یہ خیر سے بیزار رہتا ہے اور شر کی طرف فوراً راغب ہو جاتا ہے۔ کاہلی اور شہوت پرستی اس کی خاصیت ہے اور اللہ کا یہ حکم ہے کہ نفس کو اس سے دور رکھا جائے۔ نفس کو سدھارنے کے لئے کبھی سختی کرنی

پڑتی ہے اور کبھی نرمی۔ کبھی قول سے سمجھانا پڑتا ہے اور کبھی فعل سے، کیونکہ اس کی طبیعت میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ اپنا نفع کسی کام میں دیکھتا ہے تو اس کا طالب ہو جاتا ہے۔ خواہ اس میں محنت و مشقت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے وہ سب برداشت کر لیتا ہے۔ بس اس کو خوابِ غفلت سے نکالنا ضروری ہے۔ تب وہ حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اس کا بہترین علاج ذکر اللہ کی کثرت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

یا یھا الذین آمنوا اذکرو اللّٰہ ذکراً کثیراً☆

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

نفس کو اچھی طرح سے سمجھایا جائے تو ضرور اثر قبول کرتا ہے۔ نفس کو صحیح رکھنے کے لئے اس پر کڑی اور مسلسل نظر رکھنی پڑتی ہے۔ ذرا سی غفلت سے یہ پھر باغی ہو جاتا ہے۔ نیکی کے کام کو ٹالنے لگتا ہے اسے معلوم نہیں کہ موت کا کسی کو علم نہیں کس وقت آجائے۔ اس لئے اگر انسان موت کی تیاری نہ کرے تو اس سے زیادہ حماقت اور لاعلمی کیا ہوگی۔

اے نفس! تو تمام دن گناہوں اور اللہ کی حکم عدولیوں میں رہتا ہے اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تجھے نہیں دیکھ رہا تو تو کافر ہے۔ اور اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ دیکھ تو رہا ہے لیکن کچھ کر نہیں سکتا تو یہ اس سے بھی بڑی غلط فہمی اور جرمِ عظیم ہے۔ پس اللہ کے غضب سے ڈر اس کے قہر کو دعوت نہ دے۔ اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ جہنم کا عذاب جھیل لیں گے تو پہلے موم بتی کی لو پر انگلی رکھ کر تجربہ کر لے۔ اگر اس سے یہ برداشت

نہیں ہوتی تو جان لے کہ جہنم کی آگ اس سے ہزاروں، لاکھوں گنا زیادہ گرم اور اذیت ناک ہے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اللہ کے ہاں ایک ایک گناہ کے بدلے میں پکڑ ہوگی اگر وہ سمجھتا ہے کہ ایسا نہیں ہے تو اس طرح وہ قرآنِ کریم اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءاکرام کا انکار کرتا ہے۔

اے نفس! اگر تو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دے گا کہ وہ تو غفور، رحیم و کریم ہے تو سوچ لے کہ اللہ جبار اور قہار بھی ہے۔ ہزاروں لوگ لاکھوں بھوک، بیماری، مشقت اور مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں کیا ان کی یہ تمام تکالیف رائیگاں جائیں گی۔ کوئی شخص بیج بوئے بغیر فصل نہیں کاٹ سکتا۔ حقیقت میں دنیا کی حرص انکھوں پر پردے ڈال دیتی ہے۔ نفس ہزاروں حیلے اور بہانے بناتا ہے۔ اگر آج نفس ذرا سی مشقت برداشت نہیں کرسکتا تو دوزخ کے عذاب کی تکلیف اور ذلت کیسے برداشت کرے گا۔ جبکہ یہاں کی مشقت عارضی ہے اور وہاں کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ کا ہے۔ نفس ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہے کہ ہاں توبہ کرلوں گا۔ اگر توبہ کرنے سے پہلے تیری موت آگئی تو سوائے حسرت کے تیرے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ یہ کہنا کہ آج کے بعد کل توبہ کرلوں گا اور اسی نادانی میں کل کل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ موت کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔ بدکار نفس کو ایک مدت تک ریاضت اور مشقت میں نہ رکھا جائے تو نہیں سدھرتا۔

اسی طرح معرفت حاصل کرنے کے لئے بھی مشقت اور ریاضت کے مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ جوانی، طاقت اور صحت کو بڑھاپا، کمزوری اور بیماری پر مقدم سمجھنا چاہیے ورنہ پچھتانا پڑتا ہے۔ دنیاوی سفر پر جانا ہو تو انسان پہلے سے ہر قسم کی تیاری کرتا ہے کہ سفر میں مشکل نہ ہو اور جہاں جا رہا ہے وہاں پردیس میں کسی کی محتاجی نہ ہو۔ لیکن آخرت کے سامان کی کچھ تیاری نہیں وہاں جس چیز کی ضرورت ہے وہ اس کے پاس ہے بھی یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو پھر ہلاکت ہے۔ انسان کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں اور نہ انسان کے گناہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان کرتے ہیں جو بھی کچھ ہے وہ انسان کے ہی نفع و نقصان کے لئے ہے۔

محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ فرماتے ہیں کہ نفس کا ساتھ نہ دو اور نہ خواہش کا اور نہ ماسوا کے پیچھے پڑو۔ اللہ کے پاس سے ایسا خزانہ پاؤ گے جو کبھی فنا نہ ہوگا اور حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس وہ ہدایت آئے گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی۔ توبہ کرو اپنے گناہوں سے اور بھاگو اپنے رب کا طرف۔ جب تم توبہ کرو تو چاہیے کہ تمہارا ظاہر بھی توبہ کرے اور باطن بھی۔ توبہ انسان کو یک سر تبدیل کر دیتی ہے۔ معصیتوں کے کپڑے اتار دو۔ خالص توبہ کر کے اللہ عزوجل سے حقیقی حیا کرو۔ یہ سب نفس اور طبیعت کی فکر ہے۔

1.1 - ایک بڑی غلط فہمی

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے ریاضت کی، نفس کی خواہشات کو پامال کیا اور خود کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ کچھ عرصہ میں انہیں کشف ہونے لگا۔ پوشیدہ باتوں کی ان کو خبر ہونے لگی۔ اگر کسی قسم کی کوتاہی ہو جاتی تو غیب سے اس کی تنبیہ ہو جاتی۔ یہ پیغمبروں اور فرشتوں کو اچھی اچھی صورتوں میں دیکھتے اور کبھی خود کو آسمان پر دیکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کیفیت و حالت درست ہو اور سچے خواب کی طرح ہو۔ لیکن خواب تو سوتے ہوئے لوگ دیکھتے ہیں۔ یہاں بیدار شخص خواب دیکھ رہا ہے اور اس پر مغرور ہو گیا اور کہتا ہے کہ جو چیز ساتوں آسمان اور زمین میں ہیں مجھے دیکھائی گئی ہیں۔ اس مرحلہ پر وہ سمجھنے لگتا ہے کہ ولایت کا مرتبہ کامل یہی ہے۔ حالانکہ ابھی تو اس کو مکاشفاتِ الٰہی سے یکسر آگاہی نہیں ہوئی ہے۔ یہ اپنے گمان میں یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ اس نے دیکھ لیا اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ یعنی اس کو ساری کائنات کی سیر کرا دی گئی ہے اس نے قدرت کا سارا کارخانہ دیکھ لیا ہے۔

جب یہ حالت پیدا ہو جاتی ہے تو سمجھتا ہے کہ درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ اور اس طرح مسرور اور شادمان ہو کر مزید محنت اور ریاضت چھوڑ دیتا ہے اور وہ نفس جو مغلوب ہو گیا تھا پھر سے طاقت ور ہو جاتا ہے۔ یہاں پر اس سے یہ غلطی ہوئی کہ جب اس پر ایسی چیزیں آشکار ہوئیں تو وہ نفس کے مکر و فریب سے غافل ہو گیا اور خیال کرنے لگا کہ کمال کو پہنچ گیا۔ یہ ایک عظیم فریب اور دھوکہ ہے اس پر اعتماد نہیں کرنا

چاہیے۔ ہاں یہاں اعتماد اس وقت کرنا چاہیے جب اس کی طبیعت بالکل بدل جائے اور مجسم پابندِ شرع بن جائے اور اس قدر پابند ہو کہ اب اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ ایسے ہی موقعہ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک دعا سکھلائی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ وَ لَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ

اے اللہ! میرے تمام احوال درست فرما دیجیے اور مجھے ایک بار آنکھ جھپکنے کے برابر میرے نفس کے حوالے نہ فرمایئے.

اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان پلک جھپکنے کے برابر بھی نفس سے غافل ہوتا ہوا تو یہ اپنا کام کر جاتا ہے اور ہم ہیں کہ اس کی طرف سے بالکل مطمئن بیٹھے رہتے ہیں۔ کسی بھی دشمن کو ہلکا نہیں سمجھنا چاہیے اور انسان کے سب سے بڑے دشمن سے غافل ہونا انتہائی نادانی اور ہلاکت کی بات ہے۔

1.2 - نفس کے حملے اور اس سے بچاؤ کی تدبیر

نفس کی خواہشات، نفس کی آرزوئیں، نفس کے تقاضے اپنی طرف بلا رہے ہوں اور انسان نفس کے ان تقاضوں اور آرزوؤں کو دبا کر اور مار کر دوسرا راستہ (یعنی نیکی کا راستہ) اختیار کر لیتا ہے تو اس کا نام مجاہدہ ہے۔

انسان کی خصلت و جبلت ہے کہ وہ ان کاموں کی طرف جلدی سے راغب ہو جاتا ہے جن میں اسے لذت اور مزا ملے اور تفریح کا سامان ہو۔ نفس انسان کے اندر خواہشات کے تقاضے پیدا کرتا ہے اور اگر انسان اپنے نفس کی خواہشات کو بے لگام چھوڑ دے اور لذت حاصل کرنے کا جو بھی تقاضہ پیدا ہو اسے پورا کرتا رہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان انسان نہیں رہتا جانور بن جاتا ہے۔

کلامِ ربانی میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلاً O

(سورۃ الفرقان ۔ 44)

یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں) یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔

انسان جس قدر نفس کی خواہشات پوری کرتا جائے گا تو نئی خواہشات پیدا

ہوتی رہیں گی اور بے سکونی اور بے چینی میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا کیونکہ خواہشات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ موجودہ دور کی ترقی یافتہ قوموں میں نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جائز و ناجائز ہر طرح کی سہولت حاصل ہے اور آسانی سے مواقع بھی دستیاب ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس معاشرے میں جرائم اور زیادتی کی شرح حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ نفس کو ہمیشہ ناجائز میں زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے اور وہ انسان کو ناجائز کی طرف راغب کرتا رہتا ہے۔

سروے کے مطابق مغربی ممالک میں زنا بالجبر کے واقعات خطرناک حد تک بڑھ گئے ہیں کیونکہ شہوت کو اگر قابو میں نہ رکھا جائے تو اس کی پیاس کبھی نہ کم ہوتی ہے اور نہ بجھتی ہے۔ ایک مرتبہ لذت حاصل کرنے کے بعد نفس فوراً دوسری لذت کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ اس کی مثال بزرگوں نے زخم کی خارش سے دی ہے کہ جب کسی زخم پر خارش ہو تو اس کے کھجانے سے اچھا لگتا ہے اور مزا آتا ہے لیکن انسان زخم کو جتنا کھجاتا ہے اس کا زخم اتنا خراب ہوتا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ نفسانی خواہشات کے پیچھے مت چلو یہ تمہارے اندر بے سکونی پیدا کر دے گی اور تباہی کے گڑھے میں گرا دے گی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھو اور اس کو قابو میں کرنے کے طریقے بھی سکھلائے ہیں۔ اس میں ذرا سی مشقت اور تکلیف تو محسوس ہوگی دل بھی بے چین ہوگا لیکن اس کا زور شروع میں تو زیادہ ہوگا

اور ذرا سی استقامت دیکھائی اور اس پر قابو پا لیا تو یہ کام مشکل نہیں لگے گا بلکہ قلبی سکون بھی حاصل ہوگا۔

نفس کی خاصیت یہ ہے کہ اگر انسان کمزوری دیکھائے تو یہ شیر ہو جاتا ہے اور انسان پہ سوار ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ذرا سی ہمت کرے تو اس کے تمام حربے ناکام ہو جاتے ہیں۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جہاں نفس کا کوئی تقاضہ پیدا ہوا تو فوراً انسان سمجھ جاتا ہے کہ یہ نفس کی شرارت ہے اور پھر اس کو قابو بھی کر لیتا ہے۔ ورنہ نفس کی مثال ایسے دودھ پیتے بچے کی ہے کہ جب وہ ٹھوس غذا کھانے کے قابل ہو جاتا ہے اور اگر اس کی ماں زبردستی نہ کرے تو وہ کبھی دودھ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

دوسرا نفس کا ایک حربہ یہ ہوتا ہے کہ چلو اس دفعہ کرلو پھر نہیں کروں گا اور وہ پھر کبھی نہیں آتی۔ نفس کو قابو میں کرنے کے لئے اللہ کا ذکر بہت معاون ثابت ہوتا ہے اس سے دل کو سکون اور قرار حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ تنگ دستی اور مشکلات میں بھی پُرسکون نظر آتے ہیں۔

اللہ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

(سورۃ العنکبوت۔٦٩)

اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں

جو لوگ ہمارے رستہ میں مجاہدہ اور محنت کرتے ہیں کہ ماحول کا، معاشرے کا، نفس کا، شیطان کا، اورخواہشات کا تقاضہ چھوڑ کر وہ ہمارے حکم پر چلنا چاہتے ہیں تو ہم ان کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں یعنی ان کو اللہ کی مدد حاصل ہو جاتی ہے۔

یعنی جو آرزوئیں اور خواہشات دل میں پیدا ہو رہی ہوں چاہے ان کا خون ہو جائے اور برباد ہو جائیں لیکن میں نے پکا ارادہ کرلیا ہے کہ اب اللہ کی مرضی کے مطابق ہی چلوں گا تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے انوارات کا نزول ہونا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پروان چڑھے گی اور گناہوں سے کراہیت ہونے لگے گی پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رحمتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ شروع شروع میں یہ باتیں ناممکن لگتی ہیں لیکن اگر انسان استقامت سے قدم آگے بڑھاتا رہے تو تمام رکاوٹیں اور مشکلات ختم ہو جاتی ہیں۔ جب اللہ کی محبت دل میں جگہ کرتی ہے تو مشکلات اور رکاوٹوں کا مقابلہ کرنے میں بھی انسان لذت محسوس کرتا ہے۔ محبت تکلیف کو آسان کر دیتی ہے۔ جس طرح ایک ماں اپنے بیمار بچہ کے لئے ساری ساری رات جاگ کر گزارتی ہے۔ اسے نیند سے زیادہ بچے کی صحت کی فکر ہوتی ہے اور جب بچہ صحت یاب ہو جاتا ہے تو اس کو اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی راتیں جاگ کر گزاری تھیں۔

یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہی نتیجہ ہے جو انسان عبادات کی طرف مائل ہوتا ہے اور پھر اس کے احکامات کی پابندی بوجھ نہیں محسوس ہوتی بلکہ اگر غلطی سے کوئی خلاف ورزی ہو جائے تو اس سے دل بے چین ہو جاتا ہے اور ایک مقام ایسا آتا ہے کہ جہاں نفسانی خواہشات کو کچلنے میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ ایمان کی حلاوت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب انسان اللہ کو راضی کر لیتا ہے تو اللہ اس کا حامی و ناصر ہو جاتا ہے اس کے دنیاوی کام بھی سنور جاتے ہیں اور آخرت کا اجر بھی حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَO

(سورة آل عمران۔25)

اور ہر نفس اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

دوسری جگہ فرمایا!

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوَءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَداً بَعِيداً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّهُ نَفْسَهُ وَاللّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِO

(سورة آل عمران۔30)

جس دن ہر نفس (شخص) اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پالے گا اور اُن کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش! اس میں اور اُس کی برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی اور اللہ تمہیں اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے

اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

انسان کے صحت مند ہونے کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ انسان کے تمام اعضاء جس کام کے لئے بنائے گئے ہیں صحیح کام کر رہے ہوں۔ مثلاً آنکھ اچھی طرح دیکھ رہی ہو، کان اچھی طرح سن رہے ہوں، ہاتھ صحیح کام کر رہے ہوں۔ دل اپنا کام صحیح طور پر کر رہا ہو۔ اگر کوئی بھی عضو صحیح طور پر کام نہ کر رہا ہو تو ہم اس کو صحت مند انسان نہیں کہہ سکتے۔ انسان جو غذا کھاتا ہے اگر وہ پاک وحلال ہے تو اس کے اثرات اعضاء و جوارح پر مثبت پڑتے ہیں اعضاء اچھائی اور نیکی کا کام کرتے ہیں اور اگر ہم اس جسم کی پرورش حرام وناپاک کھانوں سے کریں تو اس کے اثرات گناہ وجرائم کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ایک نشہ کرنے والے انسان کو جب نشہ کی طلب ہو رہی ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس انسان نے اپنے جسم کو غلط چیزوں کا عادی بنا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا نفس غلط چیزوں کی خواہش کر رہا ہے اور انہی کا حصول چاہتا ہے۔ اچھی چیزیں جب اسے دی جاتی ہیں تو وہ انہیں قبول نہیں کرتا۔ اس بات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ شخص بیمار ہے۔ اسی طرح دل میں اللہ کی محبت ومعرفت نہ ہو اور اس کی محبت دوسری دنیاوی اشیاء کی طرف ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا دل بیمار ہے۔ اس کو کسی طبیب کے پاس لے جانے کی ضرورت ہے جو اس کا علاج کر سکے کیونکہ یہ شخص

روحانی طور پر بیمار رہے۔ اس بیماری کا علاج کسی اللہ والے کی صحبت میں جائے بغیر ممکن نہیں۔ جو اس کی بیماری کا علاج بتلائے اور پھر اس کی نگرانی کرتے ہوئے رازداری کے ساتھ اس کے عیبوں کی اصلاح کرے۔ دل کی اصلاح کی پہچان یہ ہے کہ نیکی کرنے سے سکون ملے۔ جس طرح حضورِ اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ میری انکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ داؤد طائیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں اٹھتے بیٹھتے۔ آپؒ نے جواب دیا کہ وہ میرا عیب مجھ پر ظاہر نہیں کرتے پھر اس کے ساتھ بیٹھنے کا کیا فائدہ؟

اپنی اصلاح کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے بارے میں اپنے دشمن کی بات سنے کیونکہ دشمن کی نظر ہمیشہ عیبوں پر ہوتی ہے۔ خواہ وہ ان عیبوں میں مبالغہ کر رہا ہو لیکن اس کو ضرور سوچے کہ کیا واقعی یہ عیب اس کے اندر ہیں تو پھر ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کی کسی میں کوئی عیب دیکھے تو فوراً اپنے اندر کا جائزہ لے کہ وہ عیب اس کے اندر تو نہیں۔ اگر نہیں ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرے تکبر نہ کرے اور اگر وہ عیب اس کے اندر بھی ہیں تو فکر کرے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ وہ شخص انتہائی بے وقوف ہے جو اپنے بارے میں نیک گمان کرتا رہے اور دوسروں کے بارے میں بدگمانی کرے۔ ہمیشہ اپنے عیبوں سے ہوشیار رہے۔ صحابہ اکرامؓ اس معاملہ میں بہت محتاط تھے ہر وقت اپنے نفس کا جائزہ لیتے رہتے تھے۔ بعض تو اتنا ڈرتے تھے کہ لوگوں سے پوچھتے پھرتے تھے کہ کہیں میں منافق تو

نہیں ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے!

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى O
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى O

(سورۃ النازعات:41-40)

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا۔ اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ جب ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس آئے ہیں۔ صحابہؓ نے فرمایا وہ کون سا جہاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نفس کے بارے میں مشقت اٹھاؤ اور اس کی حاجت روائی مت کرو۔ خدا کی نافرمانی میں قیامت کے دن وہ تجھ سے محاسبہ کرے گا اور تجھ پر لعنت کرے گا۔ اور تیرے اعضاء ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ کسی بھی منہ زور اور سرکش جانور کی بہ نسبت نفس زیادہ سخت لگام کا محتاج ہے۔

جب نفس دنیا کی مباح چیزوں سے پرورش پاتا ہے تو دنیا کی خواہش اس

کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور پھر دنیا اس کے لئے جنت بن جاتی ہے اور موت اس کے لئے ناپسندیدہ شے بن جاتی ہے۔ دل میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ ذکرِ الٰہی اور عبادت سے حلاوت حاصل نہیں ہوتی۔ مباح چیزیں زائد از ضرورت اگر نفس کو نہ دو تو سرکشی کرتا ہے۔ اور جب دنیا سے بے زار ہوتا ہے تو آخرت کی نعمتوں کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ غم اور شکستگی کی حالت میں ایک تسبیح اس کے دل پر اس قدر اثر کرتی ہے کہ خوشی اور آسائش کی حالت میں وہ تسبیح اثر نہیں کرتی۔

پس جو شخص جاہ وحشمت کا دلدادہ ہو وہ اس کو ترک کر دے۔ جس کو مال و زر سے راحت ملتی ہو وہ مال خرچ کرے۔ اسی طرح جو چیزیں بھی اللہ تعالٰی کی محبت کے سوا اس کو آرام وسکون کا سبب بنتی ہیں ان کو اپنی ذات سے جدا کر دے اور ایسی چیز سے دل لگائے جو دائمی ہو فانی چیزوں سے دل لگانا ناسمجھی کی بات ہے۔

1.3۔ وسوسہ

نفس کا کسی بری چیز کی طرف متوجہ ہونے کو وسوسہ کہتے ہیں۔ وہ بات چاہے کفر و شرک کی ہو یا کوئی گناہ کی ہو۔ دل میں خود بخود پیدا ہونے والے اچھے تصورات کو الہام کہتے ہیں۔ وسوسے دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک بے اختیاری اور دوسرا اختیاری۔ بے اختیاری اس کو کہتے ہیں کہ وہ وسوسہ بے اختیاری طور پر دل میں پیدا ہونے لگے اور نفس اس پر کام کرنا شروع کر دے۔ اگر کوئی گناہ کا کام کا خیال دل میں پیدا ہو تو چاہیے کہ اسے جھٹک دے۔ بعض اوقات ایسا خیال جھٹکنے سے بھی نہیں نکلتا انسان اس گناہ کے تصور میں بھی لذّت محسوس کرتا ہے۔ گناہوں کا تعلق عقائد سے بھی ہوتا ہے اور کردار سے بھی ہوتا ہے۔ جب تک عملی طور پر کچھ نہیں کرتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ اس خیال کو دل و دماغ سے نکالنے کے لئے کوشش کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ثواب رکھا ہے۔ اس خیال کی وجہ سے اگر طبیعت میں پریشانی اور غم پیدا ہوتا ہے تو نفس کے اس حملہ کو آسانی سے قابو کیا جا سکتا ہے۔

وسوسہ کی دوسری قسم اختیاری ہے۔ اس قسم میں جب کبھی کسی گناہ کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہے تو انسان اس کو جھٹکنے کے بجائے اس سے لذّت حاصل کرنے لگتا ہے۔ اور اسی کے متعلق سوچتا رہتا ہے۔ یہ بھی گناہ نہیں ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کر لے۔ لیکن گناہ کے خیال کو دل میں روکے رکھنا انتہائی خطرناک ہوتا ہے کیونکہ

یہی خیال پھر گناہ کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے کہ پھر نفس اس کو مختلف رستے دکھلاتا ہے اور اس کو کرنے کی تاویلیں پیش کرتا ہے۔ اور اس گناہ کو ہلکا کر کے پیش کرتا ہے۔ کچھ گناہ کا تعلق عقیدے سے ہوتا ہے مثلاً شرک، کفر، نفاق، کینہ، حسد، تکبر وغیرہ اور کچھ گناہ کا تعلق اعضاء سے ہوتا ہے مثلاً زنا، چوری، نشہ، حرام کھانا وغیرہ۔

الہام اور وسوسہ میں فرق:

حضرت شیخ ابو سعید ؒ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نیشا پور سے طوس تشریف لے جا رہے تھے۔ شیخ ابو مسلم فارسیؒ آپ کے ہمراہ تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ ابو مسلم ؒ کو خیال آیا کہ اپنے کمر کی پٹی کو دو ٹکڑے کر کے حضرت شیخ ابو سعیدؒ کے پاؤں پر لپیٹ دوں تا کہ وہ سردی سے محفوظ ہو جائیں۔ مگر دوسرے ہی لمحہ نفس نے مخالفت کی اور جواز پیش کیا کہ یہ بڑی قیمتی ہے اس لئے وہ اپنے خیال پر عمل کرنے سے رکے رہے۔ ایک روز طوس میں علمی محفل جمی ہوئی تھی۔ شیخ ابو مسلم فارسی ؒ نے عرض کیا!

یا شیخ! وساوسِ شیطانی اور الہام میں کیا فرق ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا! الہام وہ ہے جس میں تمہیں کہا گیا کہ کمر کی پٹی کاٹ کر میرے پیروں کو سردی سے محفوظ کر و اور شیطانی وسوسہ وہ تھا جس نے تمہیں اس کام سے روکا۔

(قصص الاولیاء)

1.4 - روح اور نفس میں فرق

علماء وحکماء نے نفس کے آٹھ معنی بیان کئے ہیں۔ جان، خون، آب، منی، براز، ہمّت، جسم اور ہاتھ۔ اور روح کے بارہ معنی ہیں۔ جان، باد، کلام، روح القدس، باران، وحی، جادو ٹونا، مسیح ابن مریم علیہ السلام، زندگانی فرشتہ اور رحمتِ حق تعالیٰ۔ (از تعبیرِ رویا)

روح ایک جسمِ لطیف کا نام ہے جس کا منبع جسمانی قلب ہے۔ اپنے اس مرکز سے روح رگوں اور شریانوں کے ذریعہ تمام اعضاءِ بدن میں پھیلتی ہے۔ روح کا تمام بدن میں پھیلنا بدن کو زندگی بخشتا ہے اور حواسِ خمسہ کو حِس کی صلاحیت دیتا ہے۔ جیسے کمرے میں بلب جلا دیا جائے تو تمام کمرے میں روشنی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ روح زندگی کا چراغ ہے جب تک یہ چراغ روشن ہے زندگی موجود ہے اور اس چراغ کے بجھ جانے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا!

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل۔85)

اور تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ میرے رب کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔۸۵

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَنَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ O

(سورۃ الحجر۔29)

جب اس کو (صورتِ انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی
(بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں تو اُس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔۲۹

یعنی انسانی جسم میں روح کا ہونا زندگی کی علامت ہے۔ یہی وہ خاص چیز ہے جس نے انسان کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کیا۔ اس روح پھونکنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے وہ تمام صفات انسان کے اندر منتقل کر دیں جس کی وجہ سے وہ اس قابل ہوا کہ جو چیز پہاڑ اور دوسری طاقت ور خلق نہیں اٹھا سکتے تھے انسان نے اس کو اٹھانے کا عزم کرلیا۔ اور اشرف المخلوقات کا تمغہ اپنے سر پہ سجایا۔ لیکن انسان کے اندر نفس کی منفی تحریک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے بہت سے عہد بھول گیا اور ناشکری اور نافرمانی کا شکار ہو گیا۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ O ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَہٗ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ O ثُمَّ سَوّٰىہُ وَنَفَخَ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِہٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ

قَلِیۡلاً مَّا تَشۡکُرُوۡنَ O

(سورہ السجدہ۔9-7)

وہی ہے جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اس کو پیدا کیا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔۷۔ پھر اس کی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی۔۸۔ پھر اس کو درست کرلیا پھر اُس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت کم شکر کرتے ہو۔۹

اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں لفظ روح سے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور وحی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جس نے پوری طرح ریاضت نہ کی ہو اس کے لئے روح کی حقیقت کو سمجھنا انتہائی مشکل ہے۔ کیونکہ روح کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے عقل کا ایک میعار چاہیے۔

حضرت ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اخلاقِ حمیدہ کے معدن اور منبع کا نام روح ہے اور اخلاقِ ذمیمہ کے معدن اور سرچشمہ کا نام نفس ہے۔ مگر جسم لطیف ہونے میں دونوں مشترک ہیں مگر ملائکہ نورانی اور شیطان ناری ہیں۔ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور شیطان نار سے پیدا کئے گئے۔ یعنی اخلاقِ حمیدہ اور پسندیدہ اوصاف روح سے ظاہر ہوتے ہیں اور اخلاقِ ذمیمہ نفس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ہم قرآن اور حدیث کا ذرا غور سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ شہوت، طیش

اور گناہ کے رجحان کی نسبت نفس ہی کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

أُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ☆

(سورۃ النساء۔ 128)

طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا!

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ☆

(سورۃ النازعات۔40)

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا۔ ان آیتوں میں شہوت، حرص اور ہوائے نفسانی کو نفس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے!

اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک O

(بیہقی ۔ ابن عباس)

تمہارا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے پہلو میں ہے

حدیث میں ہے کہ پہلوان اور قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑ دے اور یہ نہیں فرمایا کی روح کو پچھاڑ دے۔ دوسری احادیث میں نفس

سے جہاد کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہیں اور نفس کے جہاد کو جہادِ اکبر فرمایا۔ مگر روح سے جہاد کرنا کسی حدیث میں مذکور نہیں ہے۔ بعض جگہ نفس کو انسان کا سب سے بڑا دشمن قرار دیا ہے اور اس کا مقام دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔ جبکہ روح سر سے لے کر پیر تک تمام جسم میں رہتی ہے۔ حضرت خزیمہ بن حکیمؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے نفس کا مقام دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا قلب میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُواْ وَاصْفَحُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ☆

(سورۃ البقرہ۔109)

بہت سے اہلِ کتاب اپنے نفس (دل) کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا (دوسرا) حکم بھیجے بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے

دوسری جگہ ارشاد ہوا!

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى

رَبَّنَا لَقَدِ اسۡتَکۡبَرُوا فِیۡ أَنفُسِهِمۡ وَعَتَوۡ عُتُوّاً کَبِیۡراً ☆

(سورۃ الفرقان۔21)

اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ نازل کئے گئے یا ہم اپنی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھ لیں، یہ اپنے نفسوں میں بڑائی رکھتے ہیں اور (اسی بنا پر) بڑے سرکش ہو رہے ہیں

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول بیان فرمایا!

وَمَا أُبَرِّءُ نَفۡسِیۡ إِنَّ النَّفۡسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلاَّ مَا رَحِمَ رَبِّیَ إِنَّ رَبِّیۡ غَفُورٌ رَّحِیۡمٌ☆

(سورۃ یوسف۔53)

اور میں اپنے نفس کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) بُرائی ہی سکھاتا رہتا ہے مگر یہ کہ میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

نفس شر کی طرف بلاتا ہے، قلب اگر مؤمن ہے تو وہ روح کی اطاعت کرتا ہے۔ طبقات ابن سعد میں وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اول حضرت آدم علیہ السلام کا پانی اور مٹی سے پتلا بنایا پھر اس میں نفس پیدا کیا

بعدازاں اس میں روح پھونکی۔ معلوم ہوا کہ روح نفس کے علاوہ کوئی شہ ہے۔ نیز روح عالمِ امر سے ہے اور نفس کا تعلق عالمِ خلق سے ہے۔

علامہ ابن جوزی کی کتاب زید المیسر میں سورۃ الزمر کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انسان روح اور نفس کا مجموعہ ہے۔ انسان نفس سے ادراک اور امتیاز کرتا ہے اور روح سے سانس لیتا ہے اور حرکت کرتا ہے۔ جب انسان سو جاتا ہے اللہ اس کے نفس کو قبض کر لیتے ہیں مگر روح کو قبض نہیں کرتے۔

ابن جریج فرماتے ہیں کہ انسان میں ایک روح ہے اور ایک نفس اور ان کے درمیان پردہ حائل ہے۔ سوتے وقت اللہ تعالیٰ نفس کو قبض کر لیتے ہیں اور بیداری کے وقت واپس کر دیتے ہیں اور جب اللہ سونے کی حالت میں کسی کو مارنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے نفس کو واپس نہیں فرماتے اور روح کو قبض کر لیتے ہیں۔

1.5 - شیطان اور نفس کے حملوں کا فرق

اگر دل میں کسی گناہ کا خیال آ رہا ہو اور انسان اس کو جھٹک دے اور اس کے بعد دوسرے گناہ کا خیال دل میں پیدا ہو تو سمجھ لو یہ شیطان کا وسوسہ ہے۔

اگر دل میں کسی گناہ کا خیال آ رہا ہو اور انسان اس کو جھٹکنا چاہے اور وہ گناہ کا خیال بار بار پلٹ کر آئے تو سمجھ لو یہ نفس کا حملہ ہے۔

شیطان کے حملے شبہات پیدا کرتے ہیں اور نفس کے حملے شہوات پیدا کرتے ہیں۔ شیطان کا نشانہ ایمانیات پر ہوتا ہے۔ یعنی وہ عقائد کا متزلزل کرنے کے حربے استعمال کرتا ہے۔ عبادات سے مختلف بہانوں سے روکتا ہے۔ یقین کی کیفیت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناامیدی پیدا کرتا ہے اور دعاؤں کے نہ قبول ہونے کا گلہ کرتا ہے۔ غیر اللہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ غیر اللہ سے مانگنے کے جواز بنا بنا کر پیش کرتا ہے۔ ان کو خوشنما اور پُر اثر بنا کر پیش کرتا ہے۔ نفس کا حملہ انسان کو جسمانی لذات کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ ایک دفعہ گناہ کر لو پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لینا، اللہ تعالیٰ تو غفور و رحیم ہے۔ نفس انسان کے کردار کو داغدار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیک کاموں میں سستی پیدا کرتا ہے اور لمبی لمبی امیدیں دلاتا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ اس ذکر سے شیطان کی روح فنا ہوتی ہے اور وہ تمام حربوں میں ناکام ہو جاتا ہے۔ دل

شیطانی وسوسوں سے اس وقت محفوظ ہوگا جب دل میں دوسری چیز داخل ہو۔ جب دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر موجود وگا تو شیطان کو کسی طرح سے اس میں گھسنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ اطباء کہتے ہیں کہ ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے ہوتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَواْ إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُواْ

فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ☆

(سورۃ الاعراف۔201)

جولوگ پرہیز گار ہیں جب اُن کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے

تو چونک پڑتے ہیں (اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں) اور

(دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔۲۰۱

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کے ساتھ ساتھ گردش کرتا ہے اس کے پھرنے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کرو۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ شیطان دل پر چھایا ہوا ہوتا ہے۔ جب صاحبِ دل اللہ کا نام لیتا ہے تو دبک جاتا ہے اور سکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو یہ پھر سے دل پر سایہ کر دیتا ہے۔

شیطان کے دھوکے سے بچنے کا طریقہ:

ایک مرتبہ مخدوم جہانیان جہاں گشت ؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں مکہ معظّمہ سے بھکر واپس آیا تو وہاں لوگوں نے مجھے بتایا کہ الور کے پاس ایک پہاڑ کے غار میں ایک درویش رہتا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے نماز معاف کر دی ہے۔ یہ سن کر میں اس کے پاس گیا۔ اس کے پاس امراء اور لوگوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ میں اس کے قریب پہنچا میں نے اسے سلام نہیں کیا بلکہ اس کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ مومن اور کافر کے درمیان فرق نماز سے ہوتا ہے۔ اس درویش نے جواب دیا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آتے ہیں اور جنت سے کھانا لاتے ہیں۔ خدا کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے لئے نماز معاف کر دی ہے کیونکہ تم خدا کے خاص مقرب ہو۔ میں نے اس درویش سے کہا کہ کیا بے ہودہ بکواس کرتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے تو نماز معاف نہیں ہوئی اور تجھ جیسے جاہل کے لئے کیسے معاف ہوگئی۔ وہ جبرائیل ؑ نہیں شیطان ہے جو تیرے پاس آتا ہے اور تجھے دھوکہ دیتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام تو وحی لانے والے فرشتے ہیں جو سوائے پیغمبروں کے کسی کے پاس نہیں آتے۔ رہا وہ کھانا جو تمہارے پاس آتا ہے وہ بھی سراسر غلیظ ہے۔ اس درویش نے کہا کہ وہ کھانا تو بہت مزیدار ہوتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر اب وہ فرشتہ اب تمہارے پاس آئے تو تم

" لا حول و لا قوۃ ا ّلابا للّٰہ العلی العظیم "

پڑھنا۔ میں دوسرے دن پھر اس درویش کے پاس گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر میرے قدموں میں گر پڑا۔ اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آپ کے کہنے پر عمل کیا۔ جب وہ فرشتہ آیا تو میں نے لاحول پڑھی۔ وہ فوراً میرے سامنے سے غائب ہو گیا اور کھانا جو اس نے مجھے دیا وہ غلیظ ہو کر ہاتھوں سے گر گیا۔ یہاں تک کہ میرے سارے کپڑے ناپاک ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے اس بے نمازی درویش کی توبہ کروائی اور اس کی جس قدر نمازیں فوت ہوئیں تھیں ان کی قضا پڑھوائی۔

(تذکرہ اولیائے پاکستان)

1.6 ۔ اخلاق کے تین اصول

قوتِ عقلیہ، قوتِ شہویہ، قوتِ غضبیہ

انسان کی زندگی میں اپنے مقصد کے حصول کے لئے یا کسی نقصان دہ چیز سے بچنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے چاہے وہ دنیاوی ہوں یا آخرت کی زندگی سے متعلق ہوں۔ ان میں ایک وہ قوت جس سے انسان اپنے نفع ونقصان کو سمجھے۔ اس قوت کو قوتِ عقلیہ کہتے ہیں۔ پسندیدہ اور فائدہ مند چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی قوت کو قوتِ شہویہ کہتے ہیں۔ اور نقصان دہ چیزوں سے بچنے اور اس کا دفاع کرنے کی کوشش کو قوت غضبیہ کہتے ہیں۔

ان تینوں اعمال کے تین درجے ہوتے ہیں۔ افراط، تفریط اور اعتدال۔ قوتِ عقلیہ کا افراط یہ ہے کہ عقل کو اس حد تک لے جائے کہ وحی الٰہی کا انکار کردے اور اس کی تفریط یہ ہے کہ توہم پرستی اور مافوق الفطرت باتوں پر اس قدر یقین ہو کہ جہالت کی گمراہیوں میں بھٹکتا پھرے۔ قوتِ شہویہ کا افراط یہ ہے کہ حلال اور حرام کی تمیز تک ختم ہو جائے۔ اپنی بیوی اور غیر عورت سب اس کی نظر میں برابر ہو جائیں۔ مال کے اس قدر حریص ہو جائیں کہ اپنے اور پرائے میں فرق ختم ہو جائے۔ قوتِ شہویہ کی تفریط یہ ہے کہ اپنی بیوی سے بھی پرہیز کرنے لگے۔ عبادات اور زہد میں اس قدر غرق ہو جائے کہ اپنی معاشرتی، اخلاقی اور دینی ذمہ داریوں اور ضرورتوں تک کو چھوڑ دے۔ قوتِ غضبیہ کا افراط یہ ہے کہ انسان

ظالم بن جائے جس سے اختلاف ہو گیا اس کو مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائے درندوں کی سی خصلت پیدا ہو جائے۔ اور اس کی تفریط یہ ہے کہ اتنا نرم ہو جائے کہ بے غیرتی کی حد تک چلا جائے۔ جن باتوں پر غصہ آنا چاہیے مثلاً ناموسِ دین و رسالت یا عزت پھر بھی غصہ نہ آئے۔ ان تینوں قوتوں کا اعتدال یہ ہے کہ جہاں شریعت نے اجازت دی ہے وہاں ان قوتوں کو استعمال کرے اور جہاں اجازت نہ دی ہو وہاں ان قوتوں سے کام نہ لے۔ اعتدال کے قوتِ عقلیہ کے درجے کو حکمت کہتے ہیں، قوتِ شہویہ کے اعتدال کو عفت کہتے ہیں اور قوتِ غضبیہ کے اعتدال کو شجاعت کہتے ہیں۔ حکمت، عفت اور شجاعت کے مجموعہ کو " عدالت " کہتے ہیں۔ اسی نسبت سے امتِ محمدیہ ﷺ کو امتِ وسط کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے میانہ روی کو پسند فرمایا ہے۔

شریعت نے ہم کو ایسی تعلیم دی ہے جس میں تمام مصلحتوں اور مضرتوں کی رعایت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم شریعت کی تعلیم حاصل کر لیں پھر ہمیں تہذیب وتمدن میں کسی قوم کی تقلید کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری مصلحتوں اور مجبوریوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسی جامع تعلیمات عطا فرمائی ہیں جس میں نقصان کا کوئی خطرہ نہیں بلکہ راحت ہی راحت ہے۔ مسلمان اگر شریعت کی تعلیم پر پوری طرح عمل پیرا ہوں تو اس میں کامیابی ہی کامیابی ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جسمانی طور پر بھی اور روحانی بھی۔

(شریعت وطریقت سے ماخوذ)

2.0 - نفس کی اقسام

بنی نوحِ انسان کے نفس کی مختلف کیفیات اور حالتیں ہوتی ہیں۔ اکابرینِ دین نے قرآن اوراحادیث کی روشنی میں نفس کی مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جن میں مشہور تین اقسام کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔ ہر انسان انہی میں سے کسی نہ کسی درجہ میں ہوتا ہے۔

2.1 - نفسِ امارہ

یہ درجہ نفس کی کیفیات اور حالت میں سب سے نچلے درجہ پر ہوتا ہے۔ اس کیفیت میں انسان ہر وقت گناہ اور دنیوی لذّات اورشہوات وبدکاریوں کی طرف مائل رہتا ہے۔ نفسِ امارہ کے زیرِاثر فرد کے دل میں کینہ، حسد، اورغصہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ قوتِ برداشت کی کمی ہوتی ہے۔ نیکی کا کام پہاڑ جتنا مشکل لگتا ہے۔ غیبت، چغلی اورعیب جوئی کرکے بہت لذّت حاصل ہوتی ہے۔ مال کوحرام طریقے سے کمانا اور کھانا اس کا محبوب شیوا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں میں بہت دلچسپی ہوتی ہے۔ مختصراً نفس کی اس کیفیت کا حامل شخص مکمل طور پر شیطان کے ہاتھوں میں کھلونا ہوتا ہے۔ بیرونی اسباب کے بغیر ازخود شیطانی خیالات و وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے۔ کبھی وسوسوں کا اس قدر زور ہوتا ہے کہ وہ ان کو وسوسہ نہیں سمجھتا بلکہ حقیقت سمجھنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ وسوسے عقائد میں دخل اندازی شروع

کردیتے ہیں اور گمراہی میں بھٹکتا چلا جاتا ہے۔ اس کی قوت اور مزاج پر حیوانیت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس کیفیت سے نجات پانے کے لئے مضبوط قوتِ ارادی اور ذکر الٰہی کی کثرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ نفسِ امارہ کی سب سے نمایاں خصوصیت تکبّر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ O

(سورۃ البقرہ۔ 87)

توجب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آیا جن کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے توتم سرکش ہوجاتے رہے۔ اور ایک گروہِ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے۔ اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

قرآنِ مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد ہے۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ☆ (سورۃ یوسف۔53)

اور میں اپنے نفس کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) بُرائی ہی سکھاتا رہتا ہے مگر یہ کہ میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

نفس کی حیوانیت کا ذکر کرتے ہوئے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

میں نے بہت سے انسان دیکھے ہیں جن کے بدن پر لباس نہیں ہوتا اور بہت سے لباس ایسے دیکھے ہیں جن میں انسان نہیں ہوتا۔

قرآنِ حکیم میں ہابیل اور قابیل کا ذکر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ☆

(سورۃ المائدہ۔30)

مگر اُس کے نفس نے اُس کو بھائی کے قتل ہی کی ترغیب دی تو اُس نے اُسے قتل کر دیا اور خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گیا۔

2.2 - نفسِ لوّامہ

یہ نفس کا دوسرا درجہ ہے جو انسان کو برائی سے اچھائی کی طرف سفر کا اغاز کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے!

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ☆ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ☆

(سورۃ القیامہ:2-1)

ہم کو روزِ قیامت کی قسم۔ اور قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ (سخت ملامت کرنے والا نفس) کی

اس درجہ پر آنے والے انسان کے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے۔
نفسِ امارہ میں نفس میں بالکل اندھیرا ہوتا ہے نفسِ لوّ امہ میں وہ دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جو انسان کے دل میں برائی اور اچھائی میں تمیز پیدا کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے وہ گناہ کو گناہ سمجھنے لگتا ہے ورنہ نفسِ امارہ کی حالت میں گناہ کو کوئی برائی نہیں سمجھتا۔ اس کیفیت کے حامل انسان سے اگر کوئی گناہ یا زیادتی ہو جاتی ہے تو فوری طور پر اس کو احساس ہو جاتا ہے اور اس پر افسوس اور ملامت کرنے لگتا ہے اور طبیعت میں گرانی محسوس کرتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے انسان اپنی اصلاح کا سفر شروع کرسکتا ہے۔ آہستہ آہستہ اسے گناہوں سے کراہیت محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ ان سے بچنے کے بارے میں سوچنے لگتا ہے۔ حرام کاموں سے بچنے پر سکون محسوس ہوتا ہے۔ دوزخ سے ڈرنے لگتا ہے اور جنت کی تمنا پیدا ہو جاتی ہے بُرے اعمال سے بچتا ہے اور نیک اعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لوگوں کی مدد کرکے اور ان کو نفع پہنچا کر خوشی ہوتی ہے۔ حلال کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے۔ لغویات اور رذائل سے نفرت ہونے لگتی ہے لیکن مکمل طور پر اب بھی وہ اس سے باہر نہیں نکلا ہے۔ دھوکہ دہی اور مکر وفریب سے اجتناب کرتا ہے۔ اسی درجہ کا دوسرا نام ضمیر ہے۔

اس درجہ کے حامل شخص میں دوسروں پر اعتراض اور نکتہ چینی اب بھی پائی جاتی ہے۔ اس نفس کی مثال بزرگوں نے اس طرح دی ہے کی یہ وہ مقام ہے جہاں نفس کے سرکش گھوڑے کو لگام ڈالی جاسکتی ہے۔ یعنی اگر گھوڑے کے لگام ڈلی ہوئی ہو تو سوار کی مرضی ہے کہ جہاں لے جائے اور اگر لگام نہ ہو تو گھوڑے کی مرضی پر

ہے کہ سوار کو جہاں چاہے اٹھا کر پٹخ دے۔ نفسِ لوّ امہ کی کیفیت میں زندگی میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنے اعمال کا جائزہ لینے لگتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے رغبت تزکیہ وروحانی ترقی میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔

جب کوئی انسان نفسِ لوّ امہ میں ترقی کرنے لگتا ہے تو اس کے اندر نیکی اور اطاعتِ الٰہی کا داعیہ پیدا ہو جاتا ہے۔ گناہ اور برائی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ دل کا نور ترقی کرنے لگتا ہے۔ نیک خیالات پیدا ہوتے ہیں نیکی اور تقویٰ سے رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیکی کر کے بہت فرحت محسوس ہوتی ہے اور اگر کوئی گناہ کا کام ہو جائے تو اپنے آپ کو سخت ملالت کرتا ہے۔ صدقہ وخیرات کرنے کا جزبہ بڑھ جاتا ہے اور طبیعت توکل اور قناعت کی طرف راغب ہو جاتی ہے۔ تواضع اور انکساری جیسے اخلاقِ حسنہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ دل کی سیاہی نور کی سفیدی میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ نیکی کر کے اتراتا نہیں ہے اور نہ لوگوں سے تذکرہ کرتا پھرتا ہے۔

2.3 - نفسِ مطمئنہ

یہ نفس کا تیسرا درجہ ہے۔ اس مقام پر انسان گناہوں اور اعمالِ بد سے بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ نیک کام کرتا ہے اور ہر وقت نیکی کا خیال رہتا ہے۔ خوفِ باری تعالیٰ میں ڈوبا رہتا ہے۔ نیک اور پاکیزہ خصائل کا حامل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کلامِ الٰہی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ☆ (سورۃ الفجر۔27)

اے اطمینان پانے والے نفس۔

نفسِ مطمئنہ اولیاء اکرام کا نفس ہوتا ہے۔ اس مقام کو ولایتِ صغریٰ بھی کہتے ہیں۔ اس نفس کا حامل انسان تقدیر پر راضی بہ رضا ہوتا ہے۔ اللہ کی عطا وعنایت پر شکر گزار ہوتا ہے اور تکالیف اور مصائب پر خندہ پیشانی سے صبر کرتا ہے۔ محرومی پر کسی قسم کا واویلہ نہیں کرتا۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللّهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ☆ (سورۃ الرعد۔ 28)

جولوگ ایمان لائے اوران کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔

سن رکھو! کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

نفسِ مطمئنہ کی کیفیت میں اضطراب اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔ اسرار و رموز اور حقائق و لطائف کا ادراک اور حصول ہونے لگتا ہے۔ انسان صراطِ مستقیم پر چلنے لگتا ہے اس کی فراست اور فہم میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں مانگنے والا بنا رہے لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کی مشیّت پر پورا اطمینان ہوتا ہے۔ مستجاب الدعواۃ بن جاتا ہے اور بعض مرتبہ کرامات بھی ظاہر

ہونے لگتی ہیں۔ لوگوں میں پھیلی ہوئی برائیوں کے خلاف کام کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی برائیوں سے باہر نکالتا ہے۔ بدعات کے خلاف کام کرتا ہے اور لوگوں کو دین کی صحیح شکل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی تاکید کرتا ہے۔ نفسِ مطمئنہ کی خاص صفات میں رضا و شکر، حلم و توکل، عفو و درگزر، اور کثرتِ عباداتِ الٰہی شامل ہیں۔

نفسِ مطمئنہ میں جب ترقی ہوتی ہے تو قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور بعض صوفیاء اور مشائخ نے ان کیفیات کا علیحدہ علیحدہ بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس نفس میں کیفیات اور احساسات تبدیل ہوتے ہیں۔ جب نفس کے احوال و اثرات بدل جاتے ہیں تو ان کے احکامات بدل جاتے ہیں اور پھر اس وجہ سے ان کے درجات اور مرتبے بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔

راضیہ نفسِ مطمئنہ کی وہ کیفیت ہے جس میں انسان اللہ کے احکام اور اس کے بھیجے ہوئے حالات پر راضی رہتا ہے اور دل میں کسی قسم کی پریشانی یا تنگی نہیں محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی آزمائشوں کو بخوشی قبول کرتا ہے اور اس پر پورا اترنے کی تمام تر کوشش کرتا ہے۔ اللہ کے فیصلوں کو برضا و رغبت تسلیم کرتا ہے اور قلب میں فرحت اور اطمینان کی کیفیت بدستور قائم رہتی ہے۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی برضا رہتا ہے۔

سورۃ الفجر آیت۔28 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ارْجِعِيْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً ☆

(اے نفس) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی ہو کر

سورۃ مریم آیت۔6 میں حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کرنے کے ساتھ فرمایا کہ وہ ہر حال میں تجھ سے راضی رہے۔

يَرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا☆

جو میری اور اولادِ یعقوب کی میراث کا مالک ہو اور (اے) میرے رب!

تو (بھی) اسے اپنے رضا کا حامل بنا۔

اس نفس کی نمایاں خصوصیات تقویٰ و پرہیزگاری، محبتِ الٰہی، ذکر کی کثرت، غیر اللہ سے بیزاری، طبیعت میں نرمی ہوتی ہے اور اخلاقِ حسنہ کا مظہر ہوتا ہے، مجاہدہ اور ریاضت میں پختگی، اور بعض اوقات خرقِ عادات کا ظہور ہوتا ہے۔ خیالات اور افعال میں پاکیزگی ہوتی ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی رہتا ہے اور اس رضامندی میں کسی قسم کا تغیر یا کمی نہیں رہتی تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور اسے نفس مطمئنہ کے مرضیہ کے مقام پر بلند کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب اللہ بھی اس کے عمل سے راضی ہو گیا ہے۔ اس مقام پر وہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے عطا کر دیا جاتا ہے۔ یہ توفیق بھی اسے نصیب ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی ہو۔ اس مقام پر صحابہ اکرامؓ فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی شان بیان فرمائی ہے۔

سورۃ الفتح ۔18 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدۡ رَضِیَ اللَّهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِینَ إِذۡ يُبَايِعُونَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ ☆

(اے پیغمبر!) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کرر ہے تھے

تو اللہ ان سے راضی ہو گیا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ارۡجِعِیۡ إِلَی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ☆

(سورۃ الفجر آیت ۔28)

(اے نفس) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

ایک اور مقام پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہوئے قرآنِ کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

كَانَ يَأۡمُرُ أَهۡلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرۡضِيّاً☆

(سورۃ مریم ۔55)

اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے رب کے ہاں

مقامِ مرضیہ پر فائز تھے (یعنی اللہ ان سے راضی ہے)۔

اس نفس کی خصوصی صفات میں حق گوئی، عہد کی پابندی، اطاعتِ خداوندی اور غیر اللہ سے دوری، گوشہ نشینی اور عبادات کی کثرت ہوتی ہیں۔

3.0 - نفس کی بُرائیاں

3.1 - کثرتِ طعام:

بعض اوقات نفس لذیذ اور مزیدار کھانوں کی طرف بہت شدت سے مائل ہوتا ہے۔ اس شوق میں اس بات کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے کہ یہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے۔ حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہے یا حرام و ناجائز اور غاصبانہ طریقے سے حاصل ہوا ہے۔

اس بات کا خیال رکھنا چاہیے جو جسم حرام خوراک سے پلتا ہے اس پر جنت حرام ہوتی ہے۔ حلال غذا کھانے سے دل میں نرمی اور رقت رہتی ہے جس کی وجہ سے دعاؤں میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ نفس میں سرکشی اور تکبّر نہیں پیدا ہوتا۔ گناہوں کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اگر رزق حلال بھی ہو تو بھی بے تحاشہ نہ کھائے کھانے میں اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ دو چار لقمہ کی بھوک رکھ کر کھائے۔ اس سے نفس کو تکلیف پہنچتی ہے اور اللہ کی نعمتوں کا احساس ہوتا ہے۔ بھوکوں اور مفلسوں پر رحم آتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَكُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ☆

(سورۃ الاعراف۔31)

اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اڑاؤ کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اپنے نفس کو سمجھانے کا واقعہ:

ایک دن حضرت حسن بصریؒ نے اپنے خدمت گار سے کہا کہ میرے لئے بازار سے نان اور مچھلی لے آؤ۔ جب وہ لایا اور آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپؒ نے فرمایا کہ معاذ اللہ گناہ گار بندے کو ایسا لذیذ کھانا کھانے سے کیا سروکار۔ نوکر نے عرض کہا! حضور: میں تو آپ کے کہنے پر نان اور مچھلی لایا تھا۔ آپ نے نعرہ لگایا اور رونے لگے۔ چالیس دن تک کوئی لذیذ چیز نہ کھائی اور فرمایا کہ اے نفس! میں نے تجھے سزا دی کہ تو نے لذیذ کھانے کی خواہش کی تھی۔ اس طرح آپ نے تزکیۂ نفس کے لئے اپنے نفس کو سمجھایا کہ اللہ کی راہ میں چلنے کے لئے اللہ جو عطا کرے اسے قبول کرو اور خود خواہش نہ کرو۔ (خزینۃ الاصفیاء۔ جلد دوم)

تزکیۂ نفس کے لئے نفس کی مخالفت:

حضرت ذوالنون مصریؒ کی تمام عمر اپنے نفس کے خلاف جنگ کرتے ہوئے گزر گئی۔ آپ کا کہنا تھا کہ نفس سے صلح کرنے والا شخص خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ عام انسانوں کی طرح آپ کو بھی لذیذ کھانوں کی خواہش تھی لیکن کبھی اپنی خواہش پوری نہیں کی۔ ایک مرتبہ عید کی رات جب ان کے نفس نے تقاضا کیا کہ آج تو کوئی لذیذ غذا ضرور ملنی چاہیے تو فرمایا کہ اگر تو دو رکعت میں قرآن ختم کرلے تو میں تیری خواہش پوری کردوں گا۔ نفس نے آپ کی یہ شرط منظور کرلی اور پورا قرآن دو رکعتوں میں ختم کرلیا۔

ختم قرآن کے بعد جب آپ لذیذ غذائیں لے کر آئے تو پہلا ہی لقمہ اٹھا کر ہاتھ کھینچ لیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے ہی لقمہ پر نفس نے خوش ہو کر کہا کہ آج دس برس کے بعد تیری خواہش پوری ہو رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے لقمہ چھوڑ کر کہا کہ میں تیری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہونے دوں گا۔ لیکن کچھ دیر بعد ایک شخص عمدہ کھانے کی دیگ لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بہت مفلس اور بال بچے والا ہوں مگر آج عید کی وجہ سے میں نے کھانا پکوایا اور سو گیا۔ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو محشر میں مجھ سے ملنے کا آرزومند ہے تو یہ کھانا ذوالنون کو دے آ۔ اور میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ وقتی طور پر اپنے نفس سے صلح کر کے اس کھانے کے دو لقمے چکھ لے۔ حضور پاک ﷺ کا یہ پیغام سن کر انہوں نے دس سال کے دوران پہلی مرتبہ تھوڑا سا اچھا اور لذیذ کھانا چکھ لیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

3.2 - کثرتِ کلام

نفس کو زیادہ بولنے میں بہت مزا آتا ہے۔ اس زیادہ بولنے کی عادت کی وجہ سے وہ بہت سے گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بہت سی غلطیاں اور بے اعتدالیاں ہو جاتی ہیں۔ جن میں جھوٹ، غیبت، طعنہ زنی، اپنی بڑائی کرنا، بلاوجہ کی بحثیں، دوسروں کی ہنسی اڑانا یا توہین کرنا، دوسروں کی دل آزاری

کرنا وغیرہ۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ انسان جب بولتا ہے تو وہ تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ کلمۂ خیر ہے یا وہ کلمۂ شر ہے یا پھر وہ نہ کلمہ خیر ہے نہ شر۔ کلمۂ شر کہنا تو واضح برائی اور گناہ کی بات ہے۔ رہا وہ کلمہ جو نہ خیر ہے نہ شر تو وہ لغو ہوا اور لغویات سے پرہیز حکماً بھی اور عقلاً بھی واجب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان منہ سے جو بات کہے سوچ سمجھ کر کہے اس بات سے سخت پرہیز کرے کہ جو منہ میں آئے بکتا پھرے۔ کم بولنے کی عادت ڈالے اگر محفل میں بولنے پر قابو نہیں ہو پاتا تو تنہائی اختیار کرے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ دنیا میں اور آخرت میں بھی زیادہ تر پکڑ زبان کی وجہ سے ہوگی۔

زبان کی آفتیں بیشمار ہیں کوئی تدبیر خاموشی سے بہتر نہیں ہے۔ اس لئے حتی الامکان انسان کو چاہیے کہ خاموش رہے۔ بزرگوں اور اللہ کے ولیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ کھانا پینا، سونا اور بولنا صرف ضرورت کے مطابق کرتے تھے۔ حدیث پاک میں آیا ہے "من سکت نجیٰ" جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کسی کو پیٹ، شرم گاہ اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا گیا وہ سب چیزوں سے محفوظ ہو گیا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ کون سا عمل بہتر ہے تو آپ ﷺ نے زبانِ اطہر باہر نکال کر اس پر انگلی رکھی یعنی خاموشی۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی زبان کو انگلیوں سے پکڑ کے کھینچ

رہے ہیں۔ میں نے کہا! یاخلیفۃ الرسول اللہ! آپ ؓ کیا کر رہے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ اس نے مجھ کو بہت سے معاملات میں مبتلا کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو کوئی اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان لاتا ہے اس سے کہہ دو کہ وہ آدمی اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جب تم کسی مومن کو خاموش اور سنجیدہ پاؤ تو اس کی قربت حاصل کرو وہ بغیر حکمت کے نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ زبان سے زیادہ اور کوئی چیز قید کرنے کے لائق نہیں۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اہلِ بہشت میں سے یہاں آئے گا تو حضرت عبداللہ بن سلام ؓ دروازے سے داخل ہوئے لوگوں نے یہ خوشخبری ان کو سنا دی اور دریافت کیا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے یہ بشارت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا عمل تو بہت تھوڑا ہے لیکن میں نے کبھی بھی جس کام سے میرا تعلق نہیں ہوتا اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت نہیں کیا اور نہ میں نے لوگوں کی بدخواہی کی۔ انسان کا ایمان درست اور صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کلام اور کاموں کو چھوڑ دے۔

کثرتِ کلام کی وجہ سے ایک بہت بڑی بُرائی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے وہ یہ کہ دوسروں پر لعنت کرتا ہے اس مرض میں مبتلا شخص بعض اوقات لایعنی اور بے جان چیزوں پر بھی لعنت کرنے سے نہیں چوکتا۔ زیادہ بولنے کی عادت کی وجہ سے انسان وہ باتیں بھی بول جاتا ہے جو کرتا نہیں ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے

منع فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆

كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ☆

(سورۃ الصّف۔3-2)

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے؟ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

3.3 - غیبت

غیبت ایک ایسا گناہ ہے جو جاننے کے باوجود ہمارے معاشرے میں عام ہے۔

غیبت کے بارے میں قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ☆

(سورۃ الحجرات۔12)

اور (کسی کے عیبوں اور رازوں کی) جستجو نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے

ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے

(تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے کیونکہ زنا سے توبہ قبول ہو جاتی ہے لیکن غیبت سے توبہ قبول نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ معاف نہ کر دے۔ غیبت کیا ہے کسی شخص کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کرے کہ اگر وہ اس کے سامنے کہی جائے تو وہ ناراض ہو جائے جبکہ وہ بات سچی ہو۔ اور اگر ایسی بات کرے کہ جس کے متعلق کہی جا رہی ہے سچی نہ ہو تو یہ بہتان ہے تو یہ غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔ چاہے وہ زبان سے کہی جا رہی ہو یا آنکھ یا ہاتھ کے اشارے سے کی جا رہی ہو حرام ہے۔

ابو داؤد میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج میں میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے اپنے چہرے نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروؤں کے درپے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ☆ (سورۃ الھمزہ۔1)

خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی

غیبت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس شخص کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں جس کی غیبت کی جا رہی ہو۔ غیبت کرنے والا یہ سوچ لے کہ میں کسی کے عیبوں پر سے پردہ اٹھا رہا ہوں اگر کوئی اور میرے عیبوں پر سے پردہ اٹھائے تو مجھے کیسا لگے گا۔ یہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ اکثر نیک لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے اور وہ اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اس بیماری کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ غیبت سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے جو دلوں میں فرق ڈالنے اور جھگڑوں کا سبب بنتی ہے۔ غیبت کو زنا سے بدتر اور بدگمانی کو سب سے جھوٹی بات فرمایا گیا ہے۔ غیبت کے عادی شخص کے قلب میں ظلمت کا اندھیرا چھا جاتا ہے اور اللہ کا نور قلب سے اٹھ جاتا ہے۔ غیبت وہ گناہ بے لذت ہے جس کا دنیاوی نقصان تو نفرتوں اور جھگڑوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور آخرت کا نقصان یہ کہ اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک جس کی غیبت کی گئی ہے وہ نہ معاف کر دے اور سب سے خطرناک بات تو یہ ہے کہ کسی مرے ہوے شخص کی غیبت کرے اس سے تو معافی بھی نہیں مانگ سکتا۔ آخرت میں اسے اپنی مقبول نیکیوں میں سے نیکی دینی پڑے گی جہاں ایک ایک نیکی کے لئے لوگ پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے سے کی چہرے کی رونق چھین لیتا ہے۔

اللہ کے عذاب سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس شخص سے معافی مانگے جس کی غیبت کی ہے اور اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ کسی محفل میں

ہو جہاں غیبتیں ہورہی ہوں تو ہمت کر کے ان کو منع کرے اور اگر وہ کہنے سے بھی باز نہ آئیں تو وہاں سے اٹھ جائے کیونکہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں برابر کے گناہ گار ہیں۔ غیبت کا ایک علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کو بتلا دے کہ میں نے تمہارے بارے میں یہ یہ بات کی ہے تم مجھے معاف کر دو یا مجھ پر کچھ جرمانہ کر دو۔ یہ کام ہے تو مشکل لیکن آئندہ کے لئے نصیحت ہو جائے گی۔

بزرگانِ دین نے غیبت کرنے کی آٹھ وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

۱) کسی وجہ سے اس شخص سے ناراض ہے۔ کسی کی ناراضگی کی وجہ سے اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالنا حماقت ہے۔ اپنے غصہ کو روکنا چاہیے اس پر بھی اللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے۔

۲) دوسروں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے تا کہ لوگ اِس کو اُس کے مقابلہ میں اچھا سمجھیں۔ لوگوں کی خوشی کی خاطر اللہ کو ناراض کرنا بیوقوفی ہے۔

۳) اپنی خطاؤں اور عیبوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا۔ یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میں دوسروں کے عیب بیان کروں گا تو اس سے اپنی خطاؤں کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا اور موجودہ جو نیکیاں ہیں وہ بھی جس کی غیبت کر رہا ہوں اس کو دے دوں۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

۴) ایک سبب یہ ہوتا ہے کہ انسان خودنمائی چاہتا ہے۔ لوگوں سے اپنی تعریف

کا حریص ہے۔ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل کہلوانا چاہتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میرے اندر ایسی کوئی خوبی نہیں جو مجھے لوگوں میں ممتاز کرے تو وہ یہ شوق دوسروں کو کمتر ظاہر کر کے پورا کرنا چاہتا ہے۔

۵) پانچواں سبب حسد ہے۔ جب کسی کے علم و مال اور بلند مرتبہ کی وجہ سے اس کی تعریف اور عزت کی جا رہی ہو تو یہ اس سے جل جاتا ہے۔ اور اس کے اندر عیب تلاش کر کے اپنے اس منفی جذبات کی تسکین کرتا ہے۔

٦) چھٹی وجہ استہزا ہے یعنی کسی کا مذاق اڑا کر اس کو رسوا کر کے اپنے نفس کو تسکین پہنچانا۔ روزِ محشر اللہ تعالیٰ اسے بھی اسی طرح رسوا کرے گا جس طرح اس نے دوسرے کو رسوا کیا۔

۷) اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اور وہ اس کی برائی کر رہا ہو۔ اگر کسی ایسی جگہ برائی کر رہا ہے جہاں سے اس کو انصاف کی امید ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ ہر جگہ کہتا پھر رہا ہے تو یہ غلط ہے ۔اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان کرے گا اور اس صبر پر اس کو اجر بھی دے گا۔

۸) کسی پر محض اللہ کے لئے غصہ آئے اور اس کا نام لے کر لوگوں کے سامنے برا بھلا کہے۔ اس میں بھی احتیاط کی سخت ضرورت ہے۔

3.4 - بہتان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُھَدَاء فَاجْلِدُوھُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَھُمْ شَھَادَةً أَبَداً وَأُوْلَئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُونَ ☆

(سورۃ النور۔4)

اور جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اسی دُرے مارو اور کبھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں۔

اسلام میں مومن مرد و عورت کی عزت و آبرو کی بہت اہمیت ہے اگر کوئی مرد یا عورت کسی پاک دامن مرد یا عورت کو صاف الفاظ میں زنا کی تہمت لگا دے مثلاً یوں کہہ دے کہ اے زانی، اے رنڈی یا اے فاحشہ! تو جسے تہمت لگائی ہے وہ قاضی کے ہاں مطالبہ کرے کہ فلاں شخص نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے تو قاضی بہتان ہونے کی صورت میں اسے اسی کوڑوں کی سزا دے گا۔ اس کو حدِ قذف کہتے ہیں۔

بہتان لگانے والے کی یہ تو جسمانی سزا ہوئی اور کے علاوہ ایک اور سزا بھی ہے کہ جس شخص کو بہتان لگانے پر سزا ہوئی ہو اس کی گواہی کسی بھی معاملہ میں اور کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو گناہ معاف ہو جائے گا

لیکن گواہی پھر بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس کی عزت کا مقام ہمیشہ کے لئے چھن گیا کیونکہ اس نے دوسرے کی عزت پر داغ لگانا چاہا تھا۔

3.5 - غصہ

غصہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے انسان کی فطرت میں رکھا ہے۔اس سے بہت سے کام نکلتے ہیں لیکن اختیار کو بھی ساتھ رکھ دیا ہے کہ جس جگہ غصہ کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا ضروری ہے وہاں اس سے کام لے اور جو جگہ غصہ کرنے کی نہیں ہے وہاں غصہ نہ کرے۔ غصہ انسان کے اندر سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔ عقل ٹھکانے پر نہیں رہتی اور انسان غصہ میں وہ باتیں بھی کہہ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ غصہ میں انسان سے زبان کے علاوہ ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ غصہ میں انسان سے قتل، خون، دوسرے کی بے عزتی جیسی حرکتیں ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات تو گھر کے گھر اجڑ جاتے ہیں، قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں، مال تباہ ہو جاتے ہیں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ غصہ نفس کی بیماریوں میں انتہائی خطرناک بیماری شمار ہوتی ہے۔ غصہ سے مغلوب ہو کر اللہ کی مخلوق کو ستانا انتہائی بدبختی کی بات ہے۔ غصہ روکنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جس پر غصہ آ رہا ہے اسے سامنے سے ہٹا دیا جائے یا خود اس کے سامنے سے ہٹ جائے اور سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں اللہ کا قصوروار ہوں اور جس طرح میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرا قصور

معاف کردے اسی طرح مجھے بھی چاہیے کہ میں اس کا قصور معاف کردوں۔

غصہ میں اگر کھڑا ہوا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہوا ہے تو لیٹ جائے تو غصہ ختم ہو جائے گا۔ اگر کسی کو بہت شدید غصہ آ رہا ہو تو وہ **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ** بار بار پڑھے، پانی پی لے، وضو کرلے، نفس کو دوسری طرف مشغول کرلے تو غصہ جاتا رہے گا۔ کینہ بھی غصہ سے پیدا ہوتا ہے جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی تو کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔ اگر واقعی کسی کی اصلاح کے لئے غصہ کر رہا ہے یعنی اپنی اولاد یا شاگرد تو یہ سوچ لینا چاہیے کہ اس کو اتنی سزا دی جائے جس سے اس کی اصلاح ہو تشدد پہنچانا مقصد نہ ہو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک دفعہ اپنے بھانجے حضرت مسطحؓ پر ان کے ایک قصور پر بہت غصہ آیا اور آپؓ نے غصہ میں قسم کھالی کہ میں اس کی جو مالی مدد کرتا ہوں اب نہیں کروں گا تو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا جس سے انہوں نے اپنی اصلاح کرلی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ☆

(سورۃ النور۔22)

اور جو لوگ تم میں صاحبِ فضل (اور صاحبِ) وسعت ہیں وہ اس بات

کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ (خیرات) نہیں دیں گے ان کو چاہیے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت مسطح ؓ کی امداد نہ صرف بحال کی بلکہ اس کو دگنا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک لوگوں کے بارے میں قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ فِيْ السَّرَّاء وَالضَّرَّاء وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ☆

(سورۃ آلِ عمران۔134)

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر انسان کو ایسے لوگوں پر غصہ آیا جن پر وہ غصہ اتارنے کی قدرت رکھتا ہے اور پھر وہ ضبط کرے اور غصہ کو پی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان کے نور اور تسکین سے بھر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر گھونٹ جو کوئی مسلمان پیتا ہے وہ غصہ کا گھونٹ ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلوان وہ

نہیں جو اپنے دشمن کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان اور بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو قابو کر لے۔ (صحیح البخاری)

حضرت عبد اللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا دوسرے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔
(صحیح بخاری)

بعض علماءِ دین کا کہنا ہے کہ غصہ اور غضب کی کیفیت دراصل شیطانی وسوسوں سے پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اعتدال کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ چنانچہ اسی حالت میں وہ نہ صرف اول فول بکنے لگتا ہے اور پھر ایسے افعال وحرکات کرتا ہے جو شرعی طور پر اور اخلاقی طور پر نہایت بُرے اور نازیبا ہوتے ہیں۔ غصہ کی وجہ سے دل میں بغض اور بدخلقی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ تو غصہ کرنے والا اس درجہ مغلوب ہوتا ہے کہ اس سے کفر تک سرزد ہو جاتا ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ غصہ انسان کے دین و دنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ غصہ سے پرہیز کر کے خوش خلقی اختیار کرنے میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ غصہ دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ تصور کرے اور اس پر یقین رکھے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور تقدیر کے بغیر نہیں ہوتا۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ نفع ونقصان سب اسی کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا جس شخص کی طرف سے کچھ تکلیف یا نقصان پہنچے تو اس پر غصہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص

چاقو یا چھری پر غصہ کرے کہ اس نے کیوں کاٹا۔ اپنے نفس کو سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، اس کا غضب کتنا شدید ہے مگر اس کے باوجود وہ درگزر کرتا ہے۔ بندے اس کی کس کس طرح سے مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے احکام کی کس طرح خلاف ورزی کرتے ہیں لیکن وہ ان پر اپنا غضب نازل نہیں کرتا۔

غصہ کی اصل آگ ہے اور اس کی چوٹ اور ضرب دل پر لگتی ہے اس کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے۔ غصہ کی پانچ وجوہات ہوتی ہیں۔ تکبر، غرور، کسی کا مذاق اڑانا، عیب جوئی وملامت اور مال وجاہ کی حرص۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! غصہ ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کی مٹھاس کو بگاڑ دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کہ انسان جو گھونٹ پیتا ہے اللہ کے نزدیک غصہ کو پی جانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور اللہ اس کے دل کو ایمان سے بھر دے گا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! کہ آدمی کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جو دیر سے غصہ میں آتے ہیں اور دیر سے راضی ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہیں کو جلد غصہ میں آتے ہیں اور جلد راضی ہو جاتے ہیں۔ یہ اول الذکر کی ضد ہیں تم میں بہتر وہ شخص ہے جو دیر میں خفا ہو اور جلد راضی ہو جائے اور بدتر وہ ہے جو جلد خفا ہوتے ہیں اور دیر میں راضی ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ

کیا کرو۔ اس نے کئی بار عرض کیا اور آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کیا کرو۔ ایک دوسری روایت میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے والا (ثالث) دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔ (صحیح البخاری)

3.6 - حسد

کسی دوسرے کی ترقی اور اس کی عزت و آبرو دیکھ کر اپنے دل میں جلن یا دکھ ہونا اور کسی کے نقصان اور زوال پر خوش ہونا حسد کہلاتا ہے۔ یہ بہت بڑی برائی ہے اور گناہ ہے۔ حاسد کی زندگی ہمیشہ تلخ رہتی ہے۔ وہ دنیا میں بھی تکلیف میں رہتا ہے اور آخرت میں عذابِ الٰہی سے دوچار ہوگا۔ حاسد کو سوچنا چاہیے کہ میں اپنا ہی نقصان کر رہا ہوں اپنا سکون برباد کر رہا ہوں اور گناہ الگ۔

حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حسد نیکی کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے خشک آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (رواۃ ابوداؤد)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ☆

(سورۃ الفلق۔5)

اور حسد کرنے والے کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) جب وہ حسد کرنے لگے۔

ایک معنی میں حاسد اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہوتا ہے کہ اس نے جس شخص کو جو نعمت دی ہے وہ اسے نہیں دینی چاہیے تھی۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کے اور لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کرے اور اس کی ترقی اور برکت کے لئے دعا کرے یہ بات نفس پر بہت گراں گزرے گی۔ لیکن رفتہ رفتہ حسد جاتا رہے گا۔ کسی کی ترقی کو دیکھ کر رشک کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نعمت کے لئے اپنے لئے بھی دعا کرے تو یہ جائز ہے۔ اگر کسی ایسے شخص کو دیکھے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت نعمتیں دی ہوئی ہیں اور وہ لوگوں کی مدد میں اور لوگوں کی فلاح و بہبود میں خرچ کر رہا ہو تو اس کی اپنے لئے تمنا کرنا منع نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں دی ہوئی ہیں اور وہ لوگوں کو تکلیف یا نقصان پہنچانے کے لئے ان کو خرچ کرتا ہے تو اس کے زوال کی تمنا کرنا گناہ نہیں ہے۔ اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ جس سے حسد کر رہا ہو اس کے لئے دعائے مغفرت کرے اور اس کی مزید ترقی کی دعا کرے، لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کرے اور اگر ممکن ہو تو وقتاً فوقتاً اس کے لئے تحفہ یا ہدیہ بھیجے۔ غصہ سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد پیدا ہوتا ہے اور یہ مہلکات کی جڑ ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ ☆

(سورۃ النساء۔۵۴)

یا جو اللہ نے اُن لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اُس کا حسد کرتے ہیں۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدا رہے۔ (یعنی قطع تعلق کرے)۔ (صحیح البخاری)

حسد کرنے والا بہت بڑا بیوقوف ہوتا ہے اس کے حسد کرنے سے کسی کی نعمت چھن نہیں جاتی اور وہ خواہ مخواہ ان نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر جو اللہ نے کسی کو دی ہیں اندر اندر کڑھتا رہتا ہے اور حسد کی آگ میں جلتا بھنتا ہے۔ حسد کی سب سے بڑی بدبختی اور قباحت ہے کہ حاسد اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے نعمت عطا فرمادی لیکن حاسد اللہ کے اس انعام سے راضی نہیں۔

حسد اور رشک میں فرق ہے حاسد چاہتا ہے کہ جس کے پاس نعمت ہے وہ اس سے چھن جائے لیکن رشک میں انسان چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو نعمت دی ہے مجھے بھی مل جائے یہ جائز صورت ہے۔ اس طرح کے حسد سے متعلق ایک حدیث حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ حسد اور رشک صرف دو موقعوں پر جائز ہے ایک تو ایسے انسان سے جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو۔ دوسرے اس انسان سے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسے راہِ حق میں خرچ کرتا ہو۔ (متفق علیہ)

حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے کہ بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کیا کرو ورنہ اللہ اسے تو عافیت دے دے گا اور تمہیں اسی میں مبتلا کر دے گا۔

(رواۃ الترمذی)

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ حسد سے بچنا۔ اس کا اثر تمہارے دشمن میں بعد میں ظاہر ہوگا لیکن تمہارے اندر پہلے ہوگا۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی ؒ کا بیان ہے کہ حسد سے بڑھ کر بدترین نقصان دہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ حسد کا اثر دشمن سے پہلے خود حاسد کو پانچ چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

- وہ غم جو کبھی ختم نہ ہو۔
- بغیر اجرت کے مصیبت
- مذمت کی حالت میں قابلِ تعریف نہ ہونا۔
- اللہ تعالیٰ کا ناراض ہو جانا۔
- اس پر توفیقِ الٰہی کے دروازوں کا بند ہو جانا۔

حضرت سیدنا ابوہریرہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محشر کے روز چھ قسم کے لوگ ہی اپنی چھ باتوں کی وجہ سے حساب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔ عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا!

۱) میرے بعد کے امراء اپنے ظلم کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے

۲) عرب تعصب کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

۳) دہقان غرور وتکبر کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے

۴) تاجر خیانت کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے

۵) دیہاتی جہالت کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے

۶) علماء حسد کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے

یعنی وہ علماء جو دنیا کی طلب میں ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں ۔ پس عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرے اوراس کے ذریعہ اچھی آخرت کی طلب کرے۔ جب عالم اپنے علم سے آخرت کی طلب کرے گا تو وہ کسی سے حسد نہ کرے گا اور نہ کوئی اس سے حسد کرے گا۔ اور جب علم کو دنیا طلبی کا سبب بنائے گا تب وہ حاسد ہوگا۔ حسد سے بہت بچنا چاہیے کیونکہ یہ وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان پر کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ کہ شیطان کا حضرت آدم علیہ السلام کوسجدہ کرنے سے انکاراور یہ کہنا کہ میں تو آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آدم (علیہ السلام) کومٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس ابلیس نے حسد کیا اوراللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت فرمائی۔ دوسرا زمین پراللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے قابیل نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کوقتل کردیا تھا۔

حضرت احنف بن قیسؓ کا بیان ہے کہ حاسد کو کبھی خوشی نصیب نہیں ہو گی۔ بخیلوں کو خوش حالی نصیب نہ ہوگی۔ تنگ دل کا کوئی دوست نہیں۔ جھوٹوں کے لئے مروت نہیں۔ خیانت کرنے والے کی کوئی رائے نہیں۔ بداخلاق سردار نہیں ہوسکتا۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ تین قسم کے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

- حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی
- کثرت سے غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی
- مسلمانوں کے لئے دل میں کھوٹ رکھنے والے اور حاسد کی دعا قبول نہیں ہوتی

دین بھلائی کا نام ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے بھلائی پر راضی ہو اور کسی سے حسد نہ کرے۔

3.7 - مال اور دنیا کی محبت

دنیا کے تمام جھگڑوں، بکھیڑوں، مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہے۔ جس دل میں مال و دنیا کی محبت سمائی ہوئی ہو تو اس دل میں اللہ کی محبت نہیں سما سکتی۔ جب دل میں دنیا کی محبت سما جاتی ہے تو اللہ سے ملاقات اور موت کے ذکر سے گھبراہٹ ہوتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ مرتے ہی سارا عیش و آرام ختم ہو جائے گا۔ دنیا سمیٹنے کے چکر میں حلال اور حرام کی تمیز بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر جھوٹ اور دھوکہ فریب سے بھی انسان باز نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ آخرت سے غفلت کا سب سے بڑا سبب دنیا کی محبت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا دنیا کی مثال پانی اور آخرت کی مثال کشتی کی ہے کہ جس طرح پانی کے بغیر کشتی نہیں چل سکتی مگر احتیاط یہ ہے کہ پانی کشتی کے نیچے رہے اسی میں کشتی اور کشتی والے کی خیر ہے۔ اگر پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو نہ کشتی سلامت رہے گی نہ کشتی والا دونوں ڈوب جائیں گے۔ اللہ کے نافرمان لوگوں کے پاس دنیا ان کے لئے وبال بن جاتی ہے اور اللہ والوں کے پاس دنیا دوسروں کے لئے اور ان کے اپنے لئے بھی چین اور سکون کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالغرور فرمایا ہے یعنی اس سے محبت کرنے والا انتہائی دھوکہ میں ہے۔ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ

الْحَیَاةَ الدُّنیَا یَا لَیۡتَ لَنَا مِثۡلَ مَا اُوۡتِیَ قَارُوۡنُ

اِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِیۡمٍ ☆

(سورۃ القصص۔79)

تو (ایک روز) قارون (بڑی) آرائش (اور ٹھاٹھ) سے اپنی قوم کے سامنے نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ جیسا (مال و متاع) قارون کو ملا ہے کاش (ایسا ہی) ہمیں بھی ملے وہ تو بڑا ہی نصیب والا ہے۔

جب قارون اپنا مال لے کر نکلا اور دنیا داروں نے جب اس کا لمبا جلوس دیکھا تو ان کی رال ٹپکنے لگی۔ کہنے لگے اے کاش: ہمارے پاس بھی اس طرح کا مال ہوتا جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے بیشک وہ بڑا نصیب والا ہے۔ یہ بات سن کر اہلِ علم نے کہا (جو دنیا کہ بے ثباتی اور آخرت کی بقا کو جانتے تھے) کہا کہ تمہارا انجام برا ہو تم دنیا دیکھ کر للچا گئے یہ تو حقیر اور فانی تھوڑی سی دنیا ہے۔ اصل دولت ایمان اور عملِ صالحہ کی ہے۔ جو شخص ایمان لائے اور عملِ صالحہ کو اختیار کرے اس کے لئے اللہ کا ثواب بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ادنیٰ درجہ کی جنتی کو جنت میں اتنی وسیع جنت دی جائے گی جو اس پوری دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس سے دس گنا زیادہ ہوگی۔ اسی طرح دوسری نعمتوں کا اندازہ کرلیا جائے۔

(انوارالبیان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ بندہ کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال حالانکہ اس کا مال صرف وہ ہے۔ جو تین کاموں میں لگ گیا۔ جو کھایا اور فنا کیا، جو پہنا اور پرانا کیا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیا۔ سو وہ اس نے اپنے لئے ذخیرہ بنا لیا اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے اسے لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔ (یعنی مر جائے گا)۔ (رواہ المسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین سے) سوال کیا کہ تم میں ایسا کون ہے جسے اپنے مال کی نسبت اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبت ہو؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں جسے اپنے مال کی بہ نسبت اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تم سمجھ لو کہ اپنا مال وہ ہے جو آگے بھیج دیا (یعنی اللہ کی رضا کے لئے خرچ کر دیا تا کہ آخرت میں ثواب ملے اور وارث کا مال وہ ہے جو اپنے پیچھے چھوڑ کر چلا گیا۔ (یعنی موت آنے پر خود اس کا مال اس کے وارثوں کا ہو جائے گا)۔

نفس کی اس بُرائی کا ایک علاج یہ ہے کی موت کو کثرت سے یاد کرے لمبے لمبے منصوبے نہ بنائے اور یہ سوچے کہ یہ سب کچھ ایک دن چھوڑ کر جانا ہے۔ اس حد تک دل لگائے کہ اگر چھوڑ کر جانا ہو تو بہت تکلیف نہ ہو۔ زندگی گزارنے کے لئے ضرورت کی حد تک سامان واسباب رکھے۔ فضول خرچی اور حرص سے بچا رہے۔ حبِ دنیا انسان کے اندر بزدلی پیدا کرتی ہے۔ خیرات کرنے کی عادت

ڈالے غریبوں سے میل جول رکھے۔ دولت مندوں کی صحبت سے پرہیز کرے۔ کبھی کبھار قبرستان جانا چاہیے تا کہ دنیا کے فانی ہونے کا احساس ہو اور اللہ کے ذکر کی کثرت کرے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرے اور آخرت کی فکر پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَما الْحَيَاةُ الدُّنيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ O

(سورۃ آل عمران۔185)

اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مردار بکری پر ہوا۔ آپ نے فرمایا! دیکھتے ہو۔ یہ مردار کیسا ذلیل وخوار ہے کوئی اس کو دیکھتا بھی نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! دنیا حق تعالیٰ کے نزدیک اس مردار سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس کی حیثیت ایک پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

3.8 - بخل و کنجوسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

أُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ☆ (سورۃ النساء۔ 128)

طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

نفس کی وہ کیفیت جب انسان جائز اور ضروری جگہوں پر بھی خرچ کرنے سے کترائے اس کو بخل یا کنجوسی کہتے ہیں۔ جن حقوق کا ادا کرنا انسان پر واجب ہے جیسے زکوٰۃ، قربانی، کسی محتاج کی مدد، غریب رشتے داروں کی مدد وغیرہ، ان حقوق کا ادا نہ کرنا گناہ ہے۔ جو شخص بغیر تقاضہ کے کسی کا حق نہ دے وہ بھی بخیل ہے۔ اس سے دین کا تو نقصان ہے ہی لوگوں کی نظر میں بھی انسان ذلیل اور بے حیثیت ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے دل سے مال کی محبت دور کرے۔ اپنی ضرورت سے زائد چیزوں کو خیرات کر دے۔ اس سے نفس کو تکلیف پہنچتی ہو تو برداشت کرے تو اللہ اس بیماری سے نجات دے گا۔

انسان کا عجیب مزاج ہے کہ جتنا مال زیادہ ہوتا جاتا ہے اس قدر کنجوس ہوتا چلا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے خرچ نہیں کرتا۔ ایک فیکٹری کے بعد دوسری فیکٹری کروڑوں میں خریدے گا اور اگر کوئی سائل آ جائے تو اس کو دیتے ہوئے اس کا دل تنگ ہو گا۔ زیادہ تر مال دار دنیا دار ہوتے ہیں آگے بھی دنیا پیچھے بھی دنیا، سوتے بھی دنیا اور جاگتے بھی دنیا کا خیال رہتا ہے۔ اگر نماز پڑھتے ہیں تو اس کے اندر بھی دھیان کاروبار کی طرف رہتا ہے۔ بخیل آدمی مال جمع کرنے کے شوق میں اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کرتا کہ کہیں مال میں کمی نہ آ جائے۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بخل نہ کرنا کہ (کہیں اس سے) تمہارے رزق میں بھی تنگی ہو جائے۔ (صحیح البخاری)

حقیقت میں بخل کا سبب نفسانی خواہشات کی محبت ہے اس کے بغیر انسان مال کے حصول کی کوشش نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ کہ مدتوں زندہ رہنے کی خواہش بھی بخل کا سبب بنتی ہے۔ اگر بخیل کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی باقی زندگی ایک سال کی یا ایک ماہ کی ہے تو اس کے لئے ضرورت سے زائد مال تقسیم کرنے میں دل تنگ نہ ہو گا۔ بخل کا بہترین علاج قناعت اور خواہشات پر کنٹرول اور موت کو یاد رکھنا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْراً لِّأَنفُسِكُمْ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ☆

(سورۃ التغابن۔16)

سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْراً لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُواْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ☆

(سورۃ آلِ عمران۔180)

جولوگ مال میں جواللہ نے اپنے فضل سے اُن کوعطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اُس بخل کواپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھانہیں) بلکہ اُن کیلئے بُرا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کراُن کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اورآسمانوں اورزمین کا وارث اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جوتم عمل کرتے ہواللہ کومعلوم ہے۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے دن ظلم اندھیرے کی شکل میں ہوگا۔ اوربخل سے بچو کیونکہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کیا جوتم سے پہلے گزرے ہیں۔ بخل ہی کے باعث انہوں نے خونریزی کی اورحرام کوحلال جانا۔ (صحیح مسلم)

بخاری شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا وہ مال قیامت کے روز ایک زہریلے سانپ کی طرح اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس شخص کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا سایہ ہوں۔

بخل سے بچنے کے لئے اس لئے فرمایا گیا کہ بخل بھی ظلم کی ایک قسم ہے اور اسے خونریزی اورحرام کوحلال بنانے کا سبب بتایا گیا ہے۔ کیونکہ مال کودوسروں

کی راحت اور بھلائی کے لئے خرچ کرنا آپس کی محبت کا ذریعہ ہے اور اس کے برعکس بخل تعلقات میں کشیدگی، دشمنی اور مخالفت کا سبب بنتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بخیل ہوتے ہیں کہ زکوۃ کی مقدار سے زیادہ مال خرچ نہیں کرتے اور زکوۃ بھی ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کے خدمت گار ہوں۔ بعض لوگ اپنی زکوۃ اپنے ملازمین کو دیتے ہیں تاکہ وہ اور دل لگا کر کام کریں اور ان کی شان و شوکت قائم رہے۔ جہاں تک ان کے حق دینے کا تعلق ہے اس میں بڑے بخیل ہوتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے جاہل سخی زیادہ پیارا ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن میں دو خصلتیں نہیں ہوتیں ایک تو بخل دوسری بدخلقی۔ (رواۃ الترمذی)

3.9 - حبِ جاہ

نفس میں اپنے نام و نمود کی خواہش اور دوسرے کی تعریف و شہرت سے جلن ہونا حبِ جاہ کہلاتا ہے۔ اس میں انسان ناجائز طریقوں سے نام پیدا کرتا ہے۔ جس کے لئے فضول خرچیاں کرتا ہے رشوتیں دیتا ہے۔ اپنے آپ کو ذلیل کرنے کی حد تک وہ دوسروں کی خاطر داری میں رہتا ہے جن کی وجہ سے اسے یہ مرتبہ ملا ہے۔ اور اگر کوئی مرتبہ یا دنیاوی مقام حاصل کر بھی لیا تو اس کے دشمن اور حاسد پیدا ہو جاتے ہیں جن سے ہر وقت کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ یہ ایک خطرناک بیماری ہے جس کا

شروع میں احساس بھی نہیں ہوتا اور انسان حق بات قبول کرنے سے محروم رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر دو بھیڑیے بکریوں کے گلّے پر حملہ آور ہو جائیں تو اتنا نقصان نہیں کریں گے جتنا مال اور جاہ کی محبت مسلمان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔ حبِ جاہ ہی نفاق، ریا، جھوٹ، دھوکہ، عداوت، حسد، جھگڑا فساد اور طرح طرح کے گناہوں کا سبب بنتی ہے۔

حبِ جاہ کا مریض ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ اس کی تعریف ہوتی رہے اس سے اس کا نفس خوب موٹا ہوتا رہے۔ خود سے شہرت حاصل کرنے کی آرزو یا خواہش کرنا منع ہے۔ ہاں اگر اپنی کوشش نہیں تھی لیکن اللہ نے لوگوں کے دل میں آپ کا احترام اور محبت ڈال دی تو یہ جائز ہے۔ اگر اللہ ہی کسی بندے کو مشہور فرما دیں تو پھر خود یہ اس کی حفاظت کرتے ہیں جس طرح بزرگانِ دین، اولیاء اکرام اور علماء عظام وغیرہ۔ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنی موت کو یاد رکھے اور سوچے قبر میں کوئی تعریف کرنے والا نہیں ہوگا وہاں وہی نیک عمل کام آئے گا جو اس نے اخلاص کے ساتھ کیا ہوگا۔ انسان اپنی ستائش اور مدح کرنے والوں سے دور رہے اور اس کو ملامت و مذمت کرنے والوں سے ناراض نہ ہو۔

اپنی تعریف سن کر خوش ہونے کی چار وجوہات ہیں۔
پہلی یہ کہ اس شخص میں اپنی بڑائی اور برتری کا گھمنڈ ہے،
دوسری وجہ یہ کہ لوگ اس کی قدر و منزلت سے مرعوب ہیں،

تیسری یہ کہ اس کی تعریف کرنے کا مطلب یہ کہ لوگ اس کے معتقد ہیں

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اس کی تعریف کرنے والے نے اس کی بڑائی کو تسلیم کر لیا اگر چہ وہ بالجبر ہی کیوں نہ ہو۔

خود پسندی انسان کو تباہ کر دیتی ہے جب انسان اپنے آپ کو نیکوکار سمجھنے لگتا ہے تو نفس اور شیطان کے حملوں کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور آخرت کی کامیابیوں کی طرف سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس برائی کا ایک علاج ہے کہ یہ سوچے کہ جو لوگ میری تعظیم و اطاعت کر رہے ہیں نہ یہ رہیں گے اور نہ میں رہوں گا۔ پھر ایسی فانی چیز پر جو کہ وقتی ہے اس پر خوش ہونا نادانی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے مخلوق کی تعریف میں غلو کیا قیامت کے دن اس کی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ وہ زمین سے لگ جائے گی اور وہ اس کو روندتا ہوا گر پڑے گا۔ اپنی تعریف خود کرنا اچھا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اسے منع فرمایا ہے۔

اگر لوگ کسی کی تعریف میں کچھ کہہ رہے ہوں اور وہ باتیں اس کے اندر پائی جائیں تو اس شخص کو چاہیے کہ استغفار کرے تا کہ تکبر و عجب پیدا نہ ہو۔

3.10 - ریا کاری

کوئی اچھا کام لوگوں کو دکھلاوے کے لئے کرنے کو جس میں لوگوں کی نظر میں اپنی قدر و منزلت چاہنے کو ریا کاری کہتے ہیں۔ اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو نیکی اور عبادت کے ظاہری عمل ہوتے ہیں۔جس میں مال، علم، ہنر اور کسی کام کی مہارت کی قسمیں بھی شامل ہیں۔ اپنی پاکبازی اور عبادات میں ریا کرنا سخت ترین گناہ ہے جو شرک کے قریب ہے۔ یہ خطرناک بیماری اکثر عبادت گزار لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً اپنی عبادات کا ذکر لوگوں سے کرنا یا صدقہ وخیرات کرنے کے بعد لوگوں سے تعریف کا خواہش مند ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے واجب کئے ہوئے احکام کو اس کے وقت اور جگہ کے مطابق کرنا اور دیکھنے اور نہ دیکھنے والوں کی پروا نہ کرنا ریا کاری نہیں ہے اس میں نیت رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ☆ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ☆
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاؤُوْنَ ☆

(سورۃ الماعون۔ 6-4)

ایسے نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں۔
جو ریا کاری کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے

گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تونے اطاعت کی۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان فدا کی اور جہاد میں مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تونے جھوٹ کہا جہاد تو اس واسطے تونے کیا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بہت بہادر ہے۔ پس حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو لایا جائے گا اور اس سے دریافت کیا جائے گا تونے کیا اطاعت کی۔ وہ کہے گا کہ جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ میں نے تیری راہ میں خرچ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تونے اس واسطے خرچ کیا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور حکم ہوگا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک اور شخص لایا جائے گا اس سے پوچھا جائے گا کہ تونے اطاعت کی۔ وہ جواب دے گا میں نے علم حاصل کیا، قرآن کا علم سیکھا، اس کے حاصل کرنے پر بہت محنت کی اور لوگوں کو سکھایا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تونے علم اس لئے حاصل کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے معاملہ میں کسی چیز سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا ان کے چھوٹے شرک سے۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ریا۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا! اے ریا کارو! تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کے دکھانے کے لیے تم میری عبادت کرتے تھے اور اپنے عمل کی جزا ان سے مانگو۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عمل کو جس میں ذرہ برابر بھی ریا شامل ہوگی حق تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا! ریا کار کی تین

علامات ہیں۔ ایک یہ کہ خلوت میں کاہل ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے چست و چالاک ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ ملامت اور تنبیہ پر اپنے عمل کو کم کر دیتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ اس عمل پر ریا کرتے تھے جو انہوں نے کئے ہو تے تھے، اب لوگ اس عمل پر ریا کرتے ہیں جو انہوں نے کئے بھی نہیں ہوتے۔

ریا کاری صرف زبان سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے اظہار کے اور بہت سے طریقے ہیں مثلاً بدن کو ایسا رکھے جس سے ظاہر ہو کہ بہت تھکا ہوا ہے اور رات کا جاگا ہوا ہے۔ لوگ یہ سمجھیں کہ رات کو بہت عبادت کرتا ہے۔ بعض لوگ اپنی وضع قطع ایسی بناتے ہیں مصنوئی طور پر دھیمی آواز میں بات کرنا ماتھے پر سجدہ کے نشان کو برقرار رکھنا ایسی حالت بنانا جس سے دوسرے سمجھیں کہ یہ وجد یا فکر کی کیفیت میں ہے۔ بعض لوگ اپنے پہناوے سے ریا کاری کرتے ہیں عجیب قسم کا لباس پہنتے ہیں تا کہ لوگ صوفی، مجذوب یا پہنچا ہوا سمجھیں۔ بعض لوگ بولنے میں ریا کاری کرتے ہیں اس طرح بات کریں گے کہ سامنے والا سمجھے کہ یہ بہت بڑے عالم یا بہت بڑے درویش یا بزرگ ہیں۔ بعض لوگ اپنے عمل سے ریا کاری کرتے ہیں مثلاً اگر نماز پڑھ رہے ہوں اور ان کو احساس ہو جائے کہ کوئی ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہے تو پھر بہت خشوع وخضوع سے رکوع وسجود کرنے لگتے ہیں یا اور کوئی نیک کام کر رہے ہوں تو اس میں ایک دم سے نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے شہرت کی خواہش سے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ اس کوشہرت عطا کر دے گا اور جس نے دیکھاوے کی غرض سے کوئی کام کیا تو اللہ اس کی نمود کر دے گا۔ (صحیح البخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال و متاع کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (یعنی اس میں کتنا اخلاص اور یقین ہے، اور ریا اور نفاق سے پاک ہے۔ (اسی کے مطابق جزاوسزا کا دارومدار ہے)۔ (صحیح المسلم)

اس کا علاج بڑی کوشش اور محنت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جب یہ مرض انسان کے نفس کو پکڑ لیتا ہے تو اس کا علاج دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ مرض انسان کے اندر غیر محسوس طور سے داخل ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس کے اندر یہ مرض موجود ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ جب اللہ کی عبادت کرے تو سوچے کہ اگر میں اللہ کو نہیں دیکھ رہا لیکن اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا خیال رہے گا تو مخلوق کا خیال نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں مراقبہ کرنے سے بڑی مدد ملتی ہے۔ تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ کا تصور کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اللہ کا نور دل میں داخل ہو جائے گا اور اس بیماری سے نجات مل جائے گی۔ اہل اللہ کی صحبت اور ان سے اصلاحی تعلق پیدا کئے بغیر اس بیماری سے نجات حاصل کرنا انتہائی

مشکل ہے۔ حبِ جاہ کو دل سے نکال دیں یہی ریا کاری کی اصل جڑ ہے۔

حضرت خواجہ مجذوبؒ نے شعر میں فرمایا!

وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن　　　　پہلے عادت پھر عبادت بن گئی

3.11 - عُجب

اپنی صلاحیتوں اور کمال کی نسبت اپنی طرف کرنا اور اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھ کر اترانے کو عجب کہتے ہیں چاہے وہ دوسروں کو حقیر نہیں سمجھ رہا ہو۔ جب انسان اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگتا ہے تو اس کو اپنی بُرائی نظر نہیں آتی اس لئے اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں جاتی۔ کسی چھوٹے سے چھوٹا گناہ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے معلوم نہیں کس گناہ پر اللہ کی پکڑ ہو جائے۔ اور دوسروں کو گناہ یا عیبوں کی وجہ سے حقیر نہ جانو معلوم نہیں وہ کس وقت اللہ سے معافی اور توبہ کر لے اور اللہ اسے معاف کر دے۔ جس طرح نتیجہ آنے سے پہلے کوئی طالبعلم اپنے آپ کو کامیاب سمجھے تو وہ بیوقوف ہے اسی طرح روزِ حشر میں فیصلہ ہونے سے پہلے اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھنا بھی حماقت ہے۔ دوسروں کی طرف سے بے جا تعریف سن کر اترانے والا بیوقوف انسان ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچے اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے اندر کوئی ایسی خوبی دیکھے جو دوسروں میں نہیں ہو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ اپنی کثرتِ عبادت پر بھی یہ سوچے کہ یہ صرف اور صرف اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہوئی ہے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے

اپنے سامنے کھڑے ہو کہ التجا کرنے کا موقع دیا۔

وہ لوگ جو فخر کرتے ہیں اپنی زبان سے اپنی تعریف کرتے ہیں خود کو صاحبِ کشف سمجھنے لگتے ہیں۔ ان میں جو زیادہ عبادت گزار ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص کی کیا حقیقت ہے اس کی عبادت تو کچھ نہیں ہے۔ میں بہت روزے رکھتا ہوں راتوں کو جاگ کر عبادت میں گزارتا ہوں۔ ہر روز قرآن ختم کرتا ہوں جو مجھ سے بڑائی جتلائے گا ہلاک ہو جائے گا۔ دیکھو فلاں شخص نے مجھے ستایا تھا اس نے اپنے کیئے کی سزا پائی۔ اس کا گھربار بال بچے سب برباد ہو گئے۔ کبھی نیکیوں میں اپنے آپ کا دوسروں سے مقابلہ کرتا ہے۔ اگر دوسروں کو تہجد کی نماز پڑھنے کا معلوم ہونے پر یہ بھی ان سے زیادہ پڑھتا ہے کہ اپنی برتری ظاہر کرے۔ اسی طرح دوسری عبادات میں بھی مقابلہ میں زیادہ کرتا ہے۔ دوسرے عالم کو کمتر ظاہر کرنے کے لئے کہتا ہے کہ معلوم نہیں ان کا استاد کون ہے۔ چند مشکل عبارات اور باتیں یاد کر کے دوسروں پر اپنی علمیت کا رعب جماتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی نظر میں اپنی کتنی بھی قدر و منزلت سمجھے اور اللہ کی نظر میں اس کی قدر نہ ہو وہ عالم نہیں بہت بڑا جاہل ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعۡجِبُكَ قَوۡلُهُ فِي الۡحَيَاةِ الدُّنۡيَا وَيُشۡهِدُ اللّٰهَ عَلَى مَا فِيۡ قَلۡبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الۡخِصَامِ ☆

(سورۃ البقرہ۔204)

اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تمہیں دلکش معلوم ہوتی ہے اور جو اُس کے دل میں ہے اس اللہ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

بہت سے لوگوں میں اپنے نسب پر بہت گھمنڈ ہوتا ہے۔ اس نسب ہونے میں ان کا کوئی کمال نہیں ہوتا لیکن وہ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے دوسروں کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ ایک وجہ دوسروں کو کمتر سمجھنے کی حسن و جمال بھی ہے۔ بعض اوقات اس وجہ سے بھی کچھ لوگ دوسروں کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ اور دوسروں کو ان کی رنگ، قد اور نقش کی بنیاد پر مزاق اڑاتے ہیں۔ ایک سبب مال کی زیادتی بھی ہے جو وہ غریبوں کو حقیر جانتے ہیں۔ غلط طریقوں سے کمائی ہوئی دولت فلاحی کاموں میں خرچ کرتے ہیں مسجدوں اور مدرسوں کی تعمیرات پر خرچ کرتے ہیں، تختیوں پر اپنے نام لکھواتے ہیں۔ اگر چہ یہ دولت حلال کاموں میں خرچ ہو رہی ہوتی ہے لیکن اس کا مقصد صرف اپنی بڑائی جتلانا ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کو اپنی طاقت کا بھی ناز ہوتا ہے جس کو وہ کمزور لوگوں پر جتلاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں بخل، حرص اور خود پسندی (عجب)۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔ (مسند احمد)

حضرت عدی بن حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ میں سے جب کسی کی منہ درمنہ تعریف کی جاتی تو وہ کہہ دیتے کہ اے اللہ! جو یہ لوگ کہتے ہیں اس پر میری گرفت نہ کرنا اور جو میری کمزوریاں ہیں یہ نہیں جانتے ان کو معاف فرما۔

(الادب المفرد)

3.12 - غرورو تکبّر

انسان اپنے آپ کو علم میں، مال و دولت میں، حسب و نسب میں، عبادت و دینداری وغیرہ میں دوسروں سے اعلیٰ سمجھے اور دوسروں کو حقیر جانے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبّر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)

لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق بات کو قبول کرنے سے اعراض وانکار کرنے کو تکبر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کبریائی میری خاص چادر ہے جس نے اس میں شریک ہونے کی کوشش کی میں اس کو ماردوں گا۔ جو شخص اپنے دل میں اور اللہ کی نظر میں اپنے آپ کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے تو اللہ اس کو لوگوں کی نظر میں بلندی اور عزت عطا فرماتا ہے اور جو شخص اپنے آپ کو اپنی نظر میں بڑا سمجھتا ہے تو وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تکبر کرنے والے کو چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے گا لوگ ان کو اپنے پیروں کے نیچے سے روندیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ذلیل وخوار ہوں گے۔ تکبر انسان کے اندر خود پسندی اور نخوت پیدا

کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے جس کی وجہ سے اسے دوسروں سے بغض، عداوت اور حسد ہونے لگتا ہے اور غصہ اور غیبت کی بیماری کو فروغ ملتا ہے۔ تکبر نعمتوں کے سلب ہونے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ انسان کا یہ بڑا گناہ ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈرو تو وہ جواب میں کہے کہ تم اپنی فکر کرو۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا میں نہیں کھا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہاں، تو نہیں کھا سکتا اس کے بعد اس کا ہاتھ ایسا ہو گیا کہ پھر جنبش نہ کر سکا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ کلمہ اس لئے کہا کیونکہ کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ جملہ اس نے تکبر سے کہا تھا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی حقیقت کو پہچانے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی سے پیدا کیا گیا ہوں اور یہ تمام خوبیاں اور نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ دنیاوی مرتبہ میں اپنے سے چھوٹے آدمی کو سلام کرنے میں پہل کرے اس سے نفس پر چوٹ پڑے گی اور اس کی اصلاح ہو گی۔ اپنے گناہوں اور عیبوں پر نظر رکھے اور دوسرں پر تنقید اور تبصرے کرنے سے بچے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ البقرہ کی آیت 87 میں ارشاد فرماتا ہے۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَ كُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقاً كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقاً تَقْتُلُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔87)

توجب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آیا جن کو تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم سرکش ہوجاتے رہے اور ایک گروہِ (انبیاء) کو توجھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیرِ مظہری میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے حوالے سے فرمایا ہے کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد رسولوں کی اتباع کرنے سے تکبر کیا۔ بعض انبیاء اکرام کو جھٹلایا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کو قتل کرنے کی کوشش کی) وغیرہ اور بعض انبیاء کو قتل کیا جیسے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام وغیرہ۔ اس بات کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ یہ لوگ پہلے بھی انبیاء کو قتل کرتے تھے اور اب رسول اللہ ﷺ کے بھی قتل کے درپے تھے اور مختلف طریقوں سے کوششیں کرتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ پر جادو کیا گیا، زہر دے کر شہید کرنے کی کوشش کی گئی، تمام واقعات کو ملا کے رسول اللہ ﷺ پر اٹھارا قاتلانہ حملے کئے گئے تھے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

وَقَالَ مُوسَى إِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُم مِّن کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ O

(سورۃ غافر۔27)

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ میں ہر متکبر سے جو حساب کے دن (یعنی قیامت) پر ایمان نہیں لاتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں۔

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص اپنے نفس کو برابر کھینچتا رہتا ہے (یعنی نفسانی خواہشات پر چلتا ہے) یہاں تک کہ اس کا نام سرکشوں (یعنی ظالم اور متکبر) میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو چیز دنیا اور آخرت کی آفت و بلا ان سرکشوں کو پہنچتی ہے وہی اس شخص کو بھی پہنچتی ہے۔

(رواہ الترمذی)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑ کے خود بینی اور خودستائی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو اپنے اصل مرتبہ و مقام سے اوپر اٹھا کر بڑے مرتبہ و مقام تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ نفس اس کو جس طرح مصنوئی بڑائی کی طرف بہکاتا ہے۔ وہ بہکتا رہتا ہے۔ نفس جدھر لے جاتا ہے ادھر چل پڑتا ہے۔ نفس پر قابو پانے کے بجائے خود نفس کے قابو میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ تکبر اور سرکشی میں پوری طرح مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کے لئے دنیا اور آخرت کا وہ عذاب مقدر ہو جاتا ہے جو سرکشوں کے لئے مخصوص ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا کہ انسان تو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا، جوتا اچھا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا چاہتا ہے جبکہ بوسیدگی اور تنگ حالی کو ناپسند کرتا ہے۔ تکبر یہ نہیں بلکہ حق کا انکار اور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا تکبر ہے۔ (رواۃ المسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ! تو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب ناک کس پر ہوتا ہے۔ فرمایا! اے موسیٰ (علیہ السلام)! جو دل میں تکبر رکھتا ہو۔ جس کی زبان گندی ہو۔ جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔ (تنبیۃ الغافلین)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! محشر کے روز تین لوگوں کے ساتھ اللہ کلام نہیں فرمائے گا، نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا بلکہ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

۱) بوڑھا زانی ۲) جھوٹ بولنے والا حکمران ۳) مفلس متکبر

3.13 - بدنظری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ ☆

(سورۃ النور۔31)

اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنے آنکھوں اور شرم گاہ کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ شرم گاہ کی حفاظت کے لئے آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے۔ کیونکہ شرم گاہ کی بُرائی آنکھوں کی بدنظری سے شروع ہوتی ہے۔

ایک دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ☆

(سورۃ بنی اسرائیل۔32)

اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

بدنظری سے نفس کو جو مزا ملتا ہے وہ خطرے سے خالی نہیں اس سے فوراً الگ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ نفس اس تھوڑے سے مزے سے کھینچ کر اسے بڑے گناہ کی طرف لے جائے گا۔

حضرت حسن بصریؒ نے بیان فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر (بدنظری سے) اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔ (مشکوٰۃ شریف)

کوئی بھی مرد یا عورت کسی بھی مرد یا عورت کی سامنے وہ حصہ کھول دے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا اس کے لئے حلال نہ ہو جس کے سامنے کھولا ہے تو یہ دکھانے والا بھی لعنت کا مستحق ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ☆

(سورۃ المؤمن۔19)

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں

بدنگاہی کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ میری اس نگاہ کی اس چوری کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ حدیثِ قدسی ہے حق تعالیٰ کا ارشاد رسول اللہ ﷺ نے نقل فرمایا! نظر شیطان کے تیروں سے زہریلہ تیر ہے جو شخص میرے خوف سے باوجود دل کے تقاضہ کہ اپنی نظر پھیر لے میں اس کے بدلے اس کو ایسا پختہ ایمان دوں گا جس کی لذت کو وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا۔

(کنز العمال ج ۵ ص ۳۲۸)

بدنگاہی ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج صرف مجاہدہ ہے۔ نفس کی مخالفت طاقت کے ساتھ کرنا اور پھر خطا کرے تو اس پر جرمانہ کرنا یعنی یہ نیت کرنا کہ نفس نے اب بدنگاہی کی تو میں اتنی رقم صدقہ کروں گا یا اتنی نفل نماز پڑھوں گا تو اس سے ان شاء اللہ امید ہے اصلاح ہو جائے گی۔

اچانک نظر کی معافی کی جو روایت ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ جہاں بدنظری کا امکان نہ ہو لیکن اچانک کوئی عورت سامنے آگئی اور بغیر ارادے کے اس پر نظر پڑ گئی

تو یہ معاف ہے لیکن دوسری مرتبہ اس کو دیکھنا حرام ہے۔ لیکن اس کا مقصد یہ نہیں کہ پہلی نظر کی معافی ایسے موقع پر بھی ہے جہاں خوبصورت لڑکیوں اور عورتوں کی بہتات ہو اور ہر ایک پر پہلی نگاہ ڈالتا رہے۔ اس بات سے ہوشیار رہے نفس کو پہلی نظر کا بہانہ نہ ملے۔

طبیعت کی گندگی بعض لوگوں کی دیر تک نہیں جاتی تو نا امید نہیں ہونا چاہیے کیونکہ طبیعت کی گندگی اور بُرے تقاضوں پر عذاب نہیں ہوگا بلکہ مجاہدے کا ثواب ملے گا۔ بُرے تقاضے پر جب تک عمل نہ کرے کچھ فکر اور غم کی بات نہیں چاہے تمام عمر یہ مجاہدہ اور تکلیف رہے۔ نفس دراصل مجاہدے سے گھبراتا ہے اس لئے اس کی تکلیف کا خیال نہ کرے۔ اپنے دل کی آرزو کو توڑ دے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ توڑے۔ (حضرت حکیم محمد اخترؒ)

3.14 - جہالت

علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کو پہچاننا ناممکن ہے۔ علم ہی کے ذریعہ انسان حلال و حرام میں تمیز کرتا ہے۔ عبادات کیا ہیں اور ان کے کرنے کے کیا طریقے ہیں اللہ کا ذکر کیسے کیا جاتا ہے یہ سب باتیں انسان کو سیکھ کر کرنی چاہییں۔ ورنہ جہالت کی عبادت میں انسان کیا صحیح کر رہا ہے کیا غلط کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ جہالت میں انسان محنت تو کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس سے اس کو فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان۔ فرمایا ہے کہ علم حاصل کرنے والوں کے لئے تو سمندر کی مچھلیاں اور جنگل

کے جانور بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ علم وہ نور ہے جس سے انسان دنیا میں اور آخرت میں بھی مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد (غیر عالم) پر ایسی ہے جیسے ہماری مثال تمہارے ادنیٰ پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک فقیہہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ جس نے کسی کو علم سکھایا اور اس نے اس پر عمل کیا تو اس کا ثواب اس سکھانے والے کو بھی ملے گا۔ علم حاصل کرنے کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کا حاصل کرنا ہر مومن مرد اور مومن عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور جاننے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں تک پہنچائے جو نہیں جانتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ ☆ (سورۃ الزمر۔9)

کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ اور نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

جو لوگ اہلِ علم ہیں جن کے علم نے انہیں ایمان کی روشنی دکھائی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے ایمان قبول کیا اور عبادت میں لگے اور جو لوگ جاہل ہیں اللہ کی توحید کو نہیں جانتے یہ دونوں فریق برابر نہیں ہو سکتے۔ نہ جہالت علم کے برابر ہے اور نہ جاہل عالم کے برابر ہے۔ دونوں کے رتبہ میں بہت فرق ہے جب

قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو اہلِ علم اصحابِ ایمان کو جنت میں اور اہلِ کفر کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلآئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً مَّا كَانُواْ لِيُؤْمِنُواْ إِلاَّ أَن يَشَاءَ اللّهُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ☆

(سورۃ الانعام۔111)

اور اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیتے اور مُردے بھی ان سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو ان کے سامنے لا کر موجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے الا ماشاءاللہ بات یہ ہے کہ یہ اکثر جہالت سے کام لیتے ہیں۔

کچھ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے آخرت کا انکار کر دیتے ہیں ان کے خیال میں انسان مر کر نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ ان کے خیال میں انبیاء اکرام کی دنیا میں آمد صرف انسان کے اخلاق درست کرنے کے لئے تھیں جوابدہی نہیں ہوگی۔ ان کو آخرت میں حقیقتِ حال معلوم ہو جائے گی۔

جاہلوں سے سوال جواب یا علمی بحث نہیں کرنی چاہیے اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں اور اگر کوئی جاہل بحث کرنا چاہے تو خاموشی اختیار کرے۔

3.15 - بدعہدی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وعدہ قرض کی طرح ہے یعنی اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَّبِيّاً☆

(سورہ مریم۔54)

اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔

ایک صحابی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور میں نے کہا کہ میں فلاں جگہ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے آؤں گا میں بھول گیا تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں وہاں گیا تو آپ ﷺ وہاں میرے انتظار میں موجود تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے، اے جوان میں تین دن سے تمہارے انتظار میں یہاں ہوں۔

قرآنَ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيْثَاقَهُمْ لَعنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ☆

(سورۃ المائدہ۔13)

تو اُن لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے اُن پر لعنت کی
اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا۔

مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ عہد نہ پورا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہو جاتی ہے۔ ایسا نہ کرو کہ عہد شکنی کر کے اپنے اوپر وبال آنے کا ذریعہ بن جاؤ۔

3.16 - خیانت

خائن اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی چیز بطور امانت یا ادھار دی جائے تو وہ اس چیز میں سے کچھ یا پوری ہضم کر جائے اور یہ دعویٰ کرے کہ وہ چیز ضائع ہو گئی یا سرے سے اس کا انکار کر دے اور یہ کہے کہ وہ چیز اسے دی ہی نہیں گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ☆

(سورۃ البقرہ۔ ۱۸۷)

اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم اپنے حق میں خیانت کرتے تھے

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا معراج میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا جس نے لکڑی کا ایک بڑا گٹھا اکٹھا کئے ہوئے ہے اور اس کو اٹھا نہیں سکتا

اور اس میں اور لکڑیاں لا لا کر رکھتا ہے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا یہ کیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ سلام نے کہا یہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق وامانتیں ہیں جن کو ادا کرنے پر وہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لادھتا جارہا ہے۔ (فتح الباری)

اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہیں!

وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔161)

اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (اللہ کے رُوبرُو) لاکر حاضر کرنی ہوگی، پھر ہر شخص کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو بھی کوئی شخص اس مال میں سے کچھ بھی لے لے گا جس کی وصولی کے لئے اسے مقرر کیا گیا ہو تو قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا جسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا۔ (مشکوۃ المصابیح)

بعض لوگ قرض لینے اور امانت رکھنے کے لیے جلدی سے تیار ہو جاتے ہیں اور جب دینے کا وقت آتا ہے تو ٹال مٹول کرتے ہیں۔ حق دار کو آج کل کر کے چکر

لگواتے ہیں پریشان کرتے ہیں اور امانتیں کھا جاتے ہیں یا قرض واپس ادا نہیں کرتے۔اس لیے بدنیت لوگوں کو اللہ کی طرف سے مدد بھی نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کا مال لے کر ادائیگی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے یعنی اس کی اچھی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے لیے سہولت پیدا کر دیتا ہے اور جس نے لوگوں کے مال لیے اور واپس نہ دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا مال ختم کر دیتا ہے اور قرضہ باقی رہتا ہے۔ پھر قیامت کے دن لوگوں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے عذاب بھی ہوگا۔

قرآنِ کریم میں آیت ہے!

وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيماً ☆

(سورۃ النساء۔105)

اور (دیکھو) بددیانت لوگوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ خیانت کرنے والے کی طرفداری نہ کی جائے اور استغفار کا حکم فرمایا۔ جو لوگ اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے دوسروں کا مال چرا کر اپنے کھانے پینے کا کام چلا کر بڑی ہوشیاری کا کام کیا ہے۔ اس کا وبال آخرت میں خود ان کو بھگتنا پڑے گا۔ خیانت کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دنیا والوں کی نظروں سے تو چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔ یہ لوگوں سے شرماتے ہیں اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ

اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جس وقت وہ خیانت کر رہے ہوتے ہیں۔ آخرت کا حساب ہر وقت سامنے ہونا چاہیے وہاں کوئی مددگار اور وکیل نہ ہوگا۔ (انوارالبیان)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّاناً أَثِيماً☆

(سورۃ النسأ۔107)

بے شک اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں فرماتا جو بڑا بد دیانت اور بدکار ہے۔

دوسری جگہ فرمایا!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ☆

(سورۃ الانفال۔27)

اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی بھی خیانت ہے۔ ہر طرح کی خیانت کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

مالی خیانت کو تو سب جانتے ہیں مثلاً کوئی شخص امانت رکھوائے تو اس کو کھا جائے یا استعمال کر لے یا کم کر دے۔ یا دو شریک آپس میں خیانت کریں۔ جو شخص قرض دے کر یا کسی کی طرف اپنا مال دے کر بھول جائے اس کا حق رکھ لیں

وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب خیانتیں ہیں اور ہر شخص کو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کس کا حق مارا ہے اور کس کی خیانت کی ہے۔ فکرِ آخرت اور اللہ کا ڈر ہو تو انسان خیانت سے بچ سکتا ہے ورنہ دنیاوی نفع کو دیکھ کر بڑے بڑے دیانتداری کے دعویدار اس مسئلہ میں کچے پڑ جاتے ہیں۔ نااہلوں کو عہدے دینا بھی خیانت ہے۔

دنیاوی تعلقات اور دنیاوی منافع کے پیشِ نظر جو فاسقوں، فاجروں، ظالموں، بے نمازیوں کو عہدے دیے اور دلائے جاتے ہیں یہ سب امانت میں خیانت ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے متعلقہ معاملات کا ذمہ دار ہے۔ چھوٹے بڑے حکام، رؤساء اور وزراء امانت دار ہیں۔ انہوں نے جو عہدے اپنے ذمہ لئے ہیں وہ ان کی ذمہ داری شریعتِ اسلامیہ کے مطابق پوری کریں۔ کسی بھی معاملہ میں عوام کی خیانت نہ کریں۔ اسی طرح سے خرید وفروخت کرنے والے، سفر کے ساتھی، پڑوسی، میاں بیوی، ماں باپ اور اولاد سب ایک دوسرے کے مال کے اور دوسرے متعلقہ امور کے امانت دار ہیں۔ جو بھی کوئی کسی کی خیانت کرے گا گناہ گار ہوگا اور آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی۔ مال واسباب کے علاوہ دیگر امور میں بھی خیانت ہوتی ہے جن کا ذکر مختلف احادیث میں آیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الخَائِنِينَ☆

(سورۃ الانفال۔58)

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے (دغابازوں) کو دوست نہیں رکھتا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا۔ اوران چار میں سے جس میں ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کا ایک حصہ مانا جائے گا جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔

۱۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

۲۔ اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳۔ اور جب معاہدہ کرے تو دھوکہ دے۔

۴۔ اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(رواہ البخاری)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَأَنَّ اللّٰہَ لاَ یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ☆

(سورۃ یوسف۔52)

اوراللہ خیانت کرنے والوں کی تدبیر چلنے نہیں دیتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ مسلمان کے متعلقہ امور سے جو شخص کسی امر کا والی بنا۔ پھر اس نے ان پر کسی شخص کو (ذاتی) مروت اور تعلقات کی بنا پر امیر بنا دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کی اللہ اسے دوزخ میں داخل

فرما دے گا۔ (الترغیب والترہیب)

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ☆

(سورۃ الحج۔38)

بیشک اللہ کسی خیانت کرنے والے اور کفرانِ نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

ہر کافر اور مشرک خیانت کرنے والا ہے۔ اس کے ذمہ ہے کہ اپنے خالق و مالک وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو مانے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا اس لئے وہ خائن ہے۔ خوان مبالغے کا صیغہ ہے اور ہر کافر کفور یعنی ناشکرا بھی ہے۔ اسے پیدا اللہ نے کیا اور عبادت غیر اللہ کی کرتا ہے۔ اور ایسا دین اختیار کرتا ہے جو انہوں نے خود بنایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی ناشکری ہے کہ نعمتیں اس کی کھائیں اور اس کے دین کا انکار کریں۔ اللہ ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ☆

(سورۃ غافر۔19)

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی)۔

قیامت کے دن محاسبہ ہوگا نیکیوں کی جزا ملے گی اور بُرائیوں پر سزا ہوگی۔ اعضاء کے ظاہر اعمال کو اللہ جانتا ہے اور سینوں میں جو پوشیدہ ہیں بُرے عقائد، بُری نیتیں، بُرے جذبات، اللہ تعالیٰ ان سب سے باخبر ہے۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میرے باطن کا حال پوشیدہ ہے اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ اعضاء ظاہرہ میں آنکھیں بھی ہیں بُری جگہ نظر ڈالنا جہاں دیکھنے کی اجازت نہیں اور بداعمالیوں میں آنکھوں کا استعمال کرنا سب گناہ ہے۔ آنکھوں کے اعمال میں سے ایک عمل خیانت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آنکھوں کی خیانت کو اور دلوں میں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ آنکھ کے گوشے سے نامحرم کو دیکھ لیا چپکے سے گناہ کی نظر ڈال دی، آنکھ کے اشارے سے کسی کی غیبت کردی۔ یہ سب گناہ میں شمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے۔ (انوارالبیان)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب امانتیں ضائع ہوجائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا ان کا ضائع ہونا کس طرح ہے یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کام (حکومتی امور) نااہلوں کے سپرد کردیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

(رواۃ البخاری)

3.17 - چغلخوری

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ O

(سورۃ الھمزہ۔1)

ہر طعنہ زنی کرنے والے چغل خور کی ہلاکت ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیتیں اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئیں یہ لوگوں پر طعن کرتا تھا۔ ابن جریج کا قول ہے کہ یہ آیات ولید بن مغیرۃ کے بارے میں نازل ہوئیں یہ آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں آپ ﷺ کی عیب جوئی کرتا تھا۔

حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت عبد الرحمان بن غنم اور حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ کے سب سے اچھے بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلخوری کرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان بُرائی ڈالتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ (قبرستان) میں تشریف لائے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر بظاہر کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں

ہو رہا۔ اگر چہ حقیقت میں وہ بہت گناہگار نہیں۔ ان میں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔ پھر ایک تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کیئے۔ ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا ٹکڑا دوسری قبر پر گاڑ دیا اور فرمایا امید ہے کہ دونوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی جب تک وہ خشک نہ ہوں۔

(صحیح البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اپنی زبان کو بند رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو ڈھانک لیتا ہے (یعنی جو شخص لوگوں کے عیب اور برائیوں کو چھپاتا ہے اور چغلخوریاں نہیں کرتا پھرتا تو اللہ بھی اس کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے)۔ (مظاہر حق)

کسی کا عیب یا ایسا قول و فعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہو دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی کہلاتا ہے جو کہ گناہِ کبیرہ ہے۔ چغلخوری یہی نہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے کہہ دے بلکہ ایک شخص کے کسی کام یا بات کو کسی ایسے شخص کے سامنے ظاہر کرے جس سے اس کو تکلیف پہنچے۔ چاہے وہ اشارے کنائے سے ہی کیوں نہ ہو درست نہیں ہے۔ چغلخور فاسق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فاسق کی بات کا ایک دم سے اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کسی شخص کی چغلی کی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس بات پر غور کریں گے اور اگر تو نے جھوٹ کہا تو تو ان لوگوں میں شامل ہے اور آیت (سورۃ الحجرات۔6) کا حوالہ دیا!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ ☆

مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

بخاری شریف میں حضرت حدیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا۔ حضرت خواجہ حسن بصری ؒ نے فرمایا کہ جو شخص دوسروں کا ذکر بُرائی سے تمہارے سامنے کرتا ہے وہ اسی طرح تمہارا ذکر دوسروں کے سامنے کرے گا اس سے بچو۔

حضرت مصعب بن زبیر ؓ نے فرمایا کہ میرے نزدیک چغلی سننا چغلخوری سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس کا سننا ایسا ہے گویا اس کی اجازت دینا۔

یحییٰ بن اکثم ؒ کا بیان ہے کہ چغل خور جادوگر سے بھی بُرا ہے۔ جو کام جادوگر ایک مہینے میں نہیں کر سکتا وہ کام چغل خور ایک لمحہ میں کر دیتا ہے اور یہ بھی کہ چغل خور کا کام شیطان کے کام سے بھی زیادہ مضر ہے۔ اس لئے کہ شیطان کا کام خیال اور وسوسہ کے ذریعہ ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا کام مشاہدہ کے طور پر آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ☆ (سورۃ لہب۔4)

جولکڑیاں لادھ کرلاتی تھی۔

اہلِ تفسیر نے اکثر طور پر فرمایا ہے کہ حَطَبُ سے مراد چغلی ہے اور چغلی کو حَطَبُ اس لئے کہا کہ یہ دشمنی اور جھگڑے کا سبب ہے گویا یہ آگ کا ایندھن ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

3.18 - کفر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے وجود، وحدانیت یا اس کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں، اس قدر تفصیل سے اور تسلسل سے بیان فرمایا ہے۔ کہیں تنبیہ کے طور پر، کہیں ترغیب کے طور پر، کہیں جنت کی بشارات کے ساتھ اور کہیں دوزخ کی ہولناک سزاؤں کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ جس سے اس بیماری کے نقصانات اور حساسیت کا پتہ دیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔6)

بیشک جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے☆

وَالَّذِيْنَ كَفَرواْ وَكَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا أُولَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

هُمۡ فِيۡهَا خَالِدُ ونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔39)

اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلۡفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّه بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلاً مَّا يُؤۡمِنُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔88)

اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردے میں ہیں (نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے پس یہ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔

فَلَعۡنَةُ اللَّه عَلَى الۡكَافِرِيۡنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔89)

پس کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

وَلِلۡكَافِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ☆

(سورۃ البقرہ۔90)

اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

قَالُوا سَمِعۡنَا وَعَصَيۡنَا ☆

(سورۃ البقرہ۔93)

کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں

مَن كَانَ عَدُوّاً لِّلّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ☆

(سورۃ البقرہ۔98)

جوشخص اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کے پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو ایسے کافروں کا اللہ تعالیٰ دشمن ہے۔

وَمَن يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاء السَّبِيلِ ☆

(سورۃ البقرہ۔108)

اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلاً ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ☆

(سورۃ البقرہ۔126)

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ جو کافر ہو گا میں اس کو بھی کسی قدر فائدہ دوں گا (مگر) پھر

اس کو(عذابِ) دوزخ کے (بھگتنے کے) لئے مجبور کر دوں گا اور وہ بُری جگہ ہے۔

فَاذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِى وَلاَ تَكْفُرُونِ ☆

(سورۃ البقرہ۔152)

پس تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور میرا احسان مانتے رہنا اور ناشکری نہ کرنا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّهِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ☆

(سورۃ البقرہ۔161)

جو لوگ کافر ہوئے اور کافر ہی مرے اُن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُواْ كَمَثَلِ الَّذِى يَنْعِقُ بِمَا لاَ يَسْمَعُ إِلاَّ دُعَاء وَنِدَاء صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔171)

جو لوگ کافر ہیں ان کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو کسی ایسی چیز کو آواز دے جو پکار اور آواز کے سوا کچھ سن نہ سکے (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے کہ (کچھ) سمجھ ہی نہیں سکتے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُواْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَالَّذِيْنَ اتَّقَواْ فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ☆

(سورۃ البقرہ۔212)

اور جو کافر ہیں ان کیلئے دنیا کی زندگی خوشنما کردی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن اُن پر غالب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بےشمار رزق دیتا ہے۔

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِيْنِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَـئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔217)

اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہوجائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔254)

اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔257)

اور جو کافر ہیں اُن کے دوست شیطان ہیں جو اُن کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔

یہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔264)

اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ☆

(سورۃ البقرہ۔276)

اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَ أَوْلاَدُهُم مِّنَ

اللّٰہِ شَیْئاً وَأُولَـئِکَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ☆

(سورۃ آلِ عمران۔10)

جولوگ کافر ہوئے (اس دن) نہ تو اُن کا مال ہی اللہ (کے عذاب) سے اُن کو بچا سکے گا اور نہ اُن کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ آتشِ (جہنم) کا ایندھن ہوں گے۔

قُل لِّلَّذِیْنَ کَفَرُواْ سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَی جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ☆

(سورۃ آلِ عمران۔12)

(اے پیغمبر) کافروں سے کہہ دو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

قُلْ أَطِیْعُواْ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔32)

کہہ دو کہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُواْ بَعْدَ إِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُواْ کُفْراً لَّن تُقْبَلَ

تَوْبَتُهُمْ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الضَّآلُّونَ☆ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الأرْضِ ذَهَباً وَلَوِ افْتَدَى بِهِ أُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِيْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔ 91-90)

جولوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے، پھر کفر میں بڑھتے گئے، ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ جولوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا ان لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُم بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ فَذُوقُواْ الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔ 106)

جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (اُن سے اللہ فرمائے گا کہ) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ پس (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلاَ أَوْلاَدُهُم مِّنَ

اللّٰہِ شَیْئاً وَأُوْلَـئِکَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُونَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔116)

جولوگ کافر ہیں اُن کے مال اوراولاد اللہ کے عذاب کو ہرگزنہیں ٹال سکیں گےاور یہ لوگ اہلِ دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوَاْ إِن تُطِیْعُواْ الَّذِیْنَ کَفَرُواْ یَرُدُّوکُمْ عَلَی أَعْقَابِکُمْ فَتَنقَلِبُواْ خَاسِرِیْنَ☆ بَلِ اللّٰہُ مَوْلاَکُمْ وَهُوَ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ☆ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوبِ الَّذِیْنَ کَفَرُواْ الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَکُواْ بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَی الظَّالِمِیْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔151-149)

مومنو! اگرتم کافروں کا کہامان لوگے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر(کرمرتد کر) دیں گے پھرتم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ (یہ تمہارے مددگار نہیں ہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہےاور وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھادیں گے کیونکہ یہ اللہ کیساتھ شرک کرتے ہیں جس کی اُس نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں کی اوراُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُاْ الْكُفْرَ بِالإِيْمَانِ لَن يَضُرُّواْ اللّهَ شَيْئاً وَلهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ☆ وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُواْ إِثْماً وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ☆

(سورۃ آلِ عمران: 178-176)

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔ اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم اُن کو جو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ اُن کے حق میں اچھا ہے (نہیں بلکہ) ہم اُن کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں آخرکار اُن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

لاَ يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ فِيْ الْبِلاَدِ ☆
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ☆

(سورۃ آلِ عمران:197-196)

(اے پیغمبر!) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے۔
(یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

وَلَكِن لَّعَنَهُمُ اللّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلاَ يُؤْمِنُونَ إِلاَّ قَلِيْلاً ☆

(سورۃ النساء۔46)

لیکن اللہ نے اُن کے کفر کے سبب اُن پر لعنت کر رکھی ہے
پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَاراً كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا لِيَذُوقُواْ الْعَذَابَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَزِيْزاً حَكِيْماً☆

(سورۃ النساء۔56)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اُن کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے، جب اُن کی کھالیں گل (جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

وَدُّواْ لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُواْ فَتَكُونُونَ سَوَاء فَلاَ تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ أَوْلِيَاء حَتَّىَ يُهَاجِرُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتَّمُوهُمْ وَلاَ تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ وَلِيّاً وَلاَ نَصِيْراً☆ (سورۃ النساء۔89)

وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ۔ تو جب تک وہ اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں اُن میں سے کسی کو دوست نہ بنانا اگر (ترکِ وطن کو) قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں

پاؤ قتل کردو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ۔

وَلِلّهِ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُواْ اللّهَ وَإِن تَكْفُرُواْ فَإِنَّ لِلّهِ مَا فِيْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيْ الأَرْضِ وَكَانَ اللّهُ غَنِيّاً حَمِيْداً☆

(سورۃ النساء۔131)

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اُن کو بھی اور (اے محمد ﷺ!) تم کو بھی ہم نے حکم تاکیدی کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کروگے تو (سمجھ رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے نیاز اور حمد وثنا کا حقدار ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ ازْدَادُواْ كُفْراً لَّمْ يَكُنِ اللّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاَ لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلاً☆

(سورۃ النساء۔137)

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے اُن کو اللہ نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا۔

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَاباً أَلِيْماً☆

(سورۃ النساء۔161)

اوران میں سے جوکافر ہیں ان کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَصَدُّواْ عَن سَبِيْلِ اللّهِ قَدْ ضَلُّواْ ضَلاَلاً بَعِيْداً☆ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَظَلَمُواْ لَمْ يَكُنِ اللّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاَ لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقاً☆ إِلاَّ طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أَبَداً وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللّهِ يَسِيْراً☆

(سورۃ النساء۔167-169)

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکا وہ رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑے۔ جولوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے اللہ اُن کو بخشنے والا نہیں اور نہ اُنہیں رستہ ہی دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) اللہ کو آسان ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا أُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ☆

(سورۃ المائدہ۔10)

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِيْ الأَرْضِ جَمِيْعاً وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُواْ بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ

وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ☆

(سورۃ المائدہ۔36)

جولوگ کافر ہیں اگراُن کے پاس روئے زمین (کےتمام خزانے اوراس)
کا سب مال ومتاع ہواوراس کیساتھ اسی قدراور بھی ہوتا کہ قیامت کے
روزعذاب (سے چھٹکارا حاصل کرنے) کا بدلہ دیں
تو اُن سے قبول نہیں کیا جائے گا اوراُن کو دردناک عذاب ہوگا۔

تَرَى كَثِيراً مِّنۡهُمۡ يَتَوَلَّوۡنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُواْ لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ أَنفُسُهُمۡ أَن سَخِطَ اللّهُ عَلَيۡهِمۡ وَفِيۡ الۡعَذَابِ هُمۡ خَالِدُونَ☆

(سورۃ المائدہ۔80)

تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے بُرا ہے (وہ یہ) کہ اللہ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا أُوۡلَـئِكَ أَصۡحَابُ الۡجَحِيۡمِ☆

(سورۃ المائدہ۔86)

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔

3.19 - شرک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيماً☆

(سورۃ النساء۔48)

اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اُس نے بڑا بہتان باندھا۔

شرک کرنے والا بغیر توبہ کے مر جائے تو اس کی کبھی بخشش نہیں ہو گی۔ شرک کے علاوہ دوسرے جو بھی گناہ ہیں جن کو چاہے گا اللہ معاف کر دے گا اور جن پر چاہے گا عذاب دے گا۔ شرک بہت ہی بڑا جرم ہے۔ اللہ نے پیدا کیا، اللہ ہی نے اس کو رزق دیا اور اللہ ہی نے اس کی تمام حاجات کو پورا کیا۔ مگر مشرک کی حماقت یہ ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ دوسرے کا شکر گزار ہو رہا ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی کوئی شخص کسی چیز کا مالک ہو اور لوگ کسی اور کو اس کا مالک سمجھنے لگیں تو اس مالک کو کتنا ناگوار لگے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے سخت الفاظ میں شرک سے تنبیہ فرمائی ہے اور اس کی سخت ترین سزا کا ذکر کیا ہے کیونکہ کبریائی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيداً☆

(سورۃ النساء۔116)

اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کیساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دُور جا پڑا۔

شرک، کفر اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ہر کام شیطان کے سمجھانے اور اس کے بتلائے ہوئے رستوں سے وجود میں آتا ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مجھے مراہ قرار دیا ہے تو میں بنی آدم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ بنی آدم کا ایک بہت بڑا حصہ اپنی طرف لگا لوں گا اور تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ اکثر لوگوں کو اپنی اطاعت پر ڈال دوں گا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اور ان کی نسل پھیلنے لگی۔ شیطان مردود بھی دنیا میں آ گیا جو اپنی اکڑ کی وجہ سے مردود ہو گیا تھا۔ اس نے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف ڈالنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و توحید سے ہٹا کر شرک اور کفر کی طرف لگا دیا۔ بتوں، انسانوں اور دوسری اشیاء کی پوجا کی طرف لگا دیا ۔ انتہا یہ کہ دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ دیویوں کی بھی پوجا کروا دی۔ لات، مناۃ اور عزیٰ یہ سب دیویاں تھیں۔ یہ سب شیطان کے بنائے ہوئے بت تھے جن کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ شرک کرنے والے کی حق کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کسی چیز کی بھی پوجا کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ قبروں کی بھی پوجا کی جانے لگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ☆

(سورۃ المائدہ۔72)

(اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَيُشْرِكُونَ مَا لاَ يَخْلُقُ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ☆ وَلاَ يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْراً وَلاَ أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ☆

(سورۃ الاعراف۔192-191)

کیا وہ ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے اور خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور نہ ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کرسکتے ہیں۔

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مشرکین نجس ہیں اس سال کے بعد ان کو مسجدِ حرام میں نہ آنے دیا جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُواْ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـذَا☆

(سورۃ التوبہ۔28)

مومنو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ کے پاس نہ جانے پائیں۔

3.20 - نفاق

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا☆

(سورۃ النساء۔145)

کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں اور تم اُن کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔

جس طرح ایمان اور کفر کی مختلف قسمیں اور صورتیں ہیں اسی طرح نفاق کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو اعتقادی نفاق ہے یعنی بظاہر اللہ کی توحید، رسالت، فرشتے، حشر و نشر کے اعتقاد رکھنے کا دعویٰ کرنا مگر اندر اندر ان تمام کا انکاری ہونا۔ یہی وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ اسی نفاق کو قرآنِ کریم نے کفر بھی کہا ہے۔ اور اسی نفاق کے بارے میں وہ وعید آئی ہے کہ دوزخ میں منافقین کا ٹھکانہ کافروں سے بھی نیچے ہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ ان منافقین کی جو عادات، خصلتیں اور طور طریقے تھے وہ بھی نفاق ہی کہلانے لگے کیونکہ ان میں اکثر باتیں وہی ہیں جو انسان کی اخلاقی اور عملی زندگی کو داغدار کرتی ہیں۔ جو اسلام کی تعلیمات اور اعلیٰ انسانی قدروں کے منافی ہونے کی وجہ سے اسلام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ جب مسلمانوں کی دینی زندگی میں زوال آیا تو انہوں نے ان باتوں کو اختیار کرنا شروع کر دیا جو منافقین کرتے تھے۔ علمائے دین نے اس کا نام عملی نفاق رکھا۔

جن باتوں کے خلاف تنبیہ کرنا مقصود ہے وہ یہی عملی نفاق ہے۔ یعنی بات چیت میں جھوٹ کو اختیار کرنا، وعدہ کر کے پورا نہ کرنا، امانتوں میں خیانت کرنا ہے۔ مسلمانوں میں ان عادات کا پایا جانا انتہائی خطرناک بات ہے۔ ان بری عادات سے مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ آخرت میں سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ (مظاہرِ حق)

صحیح البخاری میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بُرا اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جو دورخی ہو گا۔ اِس طرف آئے تو ایک چہرے کے ساتھ اور اُس طرف جائے تو دوسرے چہرے کے ساتھ۔ (یعنی جس کے پاس ہو اسی کی جیسی بات کرے)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں چار میں سے ایک بات بھی ہو۔ اس میں ایک بات نفاق کی ہے تاوقتیکہ چھوڑ نہ دے۔ (وہ چار باتیں یہ ہیں) کہ جب ان کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے ہو خلاف ورزی کرے اور جب لڑے تو بیہودگی کرے۔ (صحیح البخاری)

منافق کی نظر میں جان ایمان سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے اللہ کی راہ میں دینے سے کتراتا ہے اور مومن کو اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے وہ اللہ کے لئے جیتا ہے اور اسی کے لئے مرتا ہے۔ اللہ کے لئے مرنے اور جان دینے سے اسے کوئی چیز نہیں

روک سکتی۔

منافق بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ اصل دھوکہ وہ خود کھا رہے ہیں کیونکہ اس نفاق کا وبال خود ان ہی پر پڑے گا۔ وہ ہر کام دوغلے پن سے کرتے ہیں جس کہ وجہ سے ہر وقت ان کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں ہماری بات دوسروں کے سامنے کھل نہ جائے۔ منافق فریقین کے درمیان اعتبار کھو چکا ہوتا ہے کوئی بھی فریق اس پر بھروسہ نہیں کرتا چاہے وہ کتنی ہی قسمیں کھائے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا راز داں نہ بناؤ لیکن منافق ہمیشہ کفار اور مشرکیں کے ساتھ دوستی کا متمنی رہتا ہے کیونکہ اس کو اللہ کی ذات پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے تم لوگوں کو سزا دے کر کچھ نہیں ملتا۔ یہ سزا تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہوتی ہے۔ عذاب کا معاملہ تو تمہارے کفر و نفاق کا تقاضہ ہے جب تم اپنے آپ کو نفاق سے آزاد کر لو اور اپنے نفسوں کو پاک کر کے دنیا میں ایمان اور اللہ کی نعمتوں پر شکر اختیار کرو تو تم آزاد ہو گئے اور سلامتی والے ہو گئے ورنہ ایسی ہلاکت تم پر آئے گی کہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم تمہارا مقدر ہو گی۔

3.21 - کینہ

جب غصہ میں بدلہ لینے کی قدرت نہیں ہوتی تو ضبط کرنے سے اس شخص کے دل پر ایک قسم کی گرانی ہو جاتی ہے اس کو کینہ اور بغض کہتے ہیں۔ جب غصہ نہیں

نکلتا تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے۔ بات بڑھتی ہے اور رنجشیں پیدا ہوتی ہیں۔ کینہ وہ ہے جو اختیار سے اور قصداً کسی کی بُرائی اور بدخواہی دل میں رکھی جائے اور اس کو ایذا پہنچانے کی تدبیریں بھی اختیار کرے۔ کینہ پرور کی بخشش نہیں ہوگی۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور غیبت نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدا رہے۔ (یعنی قطع تعلق رہے)۔ (صحیح البخاری)

حضرت زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! پرانی امتوں کا مرض چپکے چپکے تمہاری طرف چل کر آ گیا ہے وہ مرض حسد اور کینہ (بغض) ہے۔ یہ مونڈ دینے والی صفت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔ (رواۃ الترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص میرے صحابہ ؓ سے متعلق کوئی بات مجھ تک نہ پہنچائے (جس سے دل برا ہو) کیونکہ میں چاہتا ہیں کہ (اپنے گھر سے) ان کی طرف اس حال میں نکل کر آؤں کہ میرا سینہ با سلامت ہو۔

(رواۃ الترمذی)

اسلام کا دعویٰ کرنے والے لوگ بھی اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے متعلق دل میں کینہ رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے مخالفت دنیا کے مفاد حاصل کرنے

کے لئے کرتے ہیں۔ اور یہ مخالفت بعض اوقات اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مار کٹائی کرتے ہیں اور نوبت قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَاناً عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ☆

(سورۃ الحجر۔47)

اوران کے دلوں میں جو کدورت ہوگی اس کو ہم نکال (کرصاف کر) دیں گے (گویا) بھائی بھائی تختوں پرایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

مومنین کوخوشخبری کے طور پر جنت کی کیفیات کا ذکر کیا جارہا ہے کہ وہاں وہ سلامتی کے ساتھ داخل ہوں گے اور سلامتی کے ساتھ رہیں گے۔ آپس میں نہ بغض، نہ حسد، نہ دشمنی، نہ مخالفت ہوگی۔ دل ایک دوسرے کی کی طرف سے صاف ہوں گے۔ کینہ، کھوٹ اور دشمنی جنت میں داخل ہونے سے پہلے صاف کردی جائے گی۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے!

وَالَّذِیْنَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُونَا بِالْإِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوبِنَا غِلّاً لِّلَّذِیْنَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّکَ رَؤُوفٌ رَّحِیْمٌ ☆

(سورۃ الحشر۔10)

اور (ان کے لئے بھی) جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

کینہ اور حسد سے پاک ہونا جنتی ہونے کی علامت ہے:

ابن کثیرؒ نے بحوالہ امام احمدؒ حضرت انسؓ سے روایت کی ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے سامنے ایک شخص آنے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے چنانچہ ایک صاحب انصار میں سے آئے جن کی ڈاڑھی سے تازہ وضو کے قطرات ٹپک رہے تھے اور بائیں ہاتھ میں اپنے نعلین لئے ہوئے تھے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور یہی شخص اسی حالت میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ مجلس سے اٹھ گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اس شخص کے پیچھے لگے۔ تا کہ اس کے اہل جنت ہونے کا راز معلوم کریں اور ان سے کہا کہ میں نے کسی جھگڑے میں قسم کھالی ہے کہ میں تین روز تک اپنے گھر نہ جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو تین روز کے لئے مجھے اپنے یہاں رہنے کی جگہ دیدیں۔ انہوں نے منظور فرمالیا۔ عبداللہ بن عمروؓ نے یہ تین راتیں ان کے ساتھ گذاریں تو دیکھا کہ رات کو تہجد کے لئے نہیں اٹھتے۔ البتہ جب سونے کے لئے بستر پر جاتے تو کچھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ پھر صبح کی نماز کے لئے

اٹھ جاتے تھے۔ البتہ اس پورے عرصہ میں نے ان کی زبان سے بجز کلمہ خیر کے کوئی کلمہ نہیں سنا۔

جب تین راتیں گذر گئیں اور قریب تھا کہ میرے دل میں ان کے عمل کی حقارت آجائے۔ تو میں نے ان پر اپنا راز کھول دیا کہ ہمارے گھر کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ لیکن میں رسول اللہ ﷺ سے تین روز تک یہ سنتا رہا کہ تمہارے پاس ایک ایسا شخص آنے والا ہے۔ جو اہل جنت میں سے ہے اور اس کے بعد تینوں دن آپ ہی آئے اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ رہ کر دیکھوں کہ آپ کا وہ کیا عمل ہے جس کے سبب یہ فضیلت آپ کو حاصل ہوئی۔ مگر عجیب بات ہے کہ میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ تو وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کو اس درجہ پہنچایا۔ انہوں نے کہا میرے پاس تو بجز اس کے کوئی عمل نہیں جو آپ نے دیکھا ہے۔ میں یہ سنکر واپس آنے لگا تو مجھے بلا کر کہا کہ ہاں ایک بات ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ اور برائی نہیں پاتا اور کسی پر حسد نہیں کرتا۔ جس کو اللہ نے کوئی خیر کی چیز عطا فرمائی ہو۔ عبداللہ بن عمروؓ نے کہا بس یہی وہ صفت ہے۔ جس نے آپ کو یہ بلند مقام عطا کیا ہے۔

ابن کثیرؒ نے اس کو نقل کر کے فرمایا کہ اس کو امام نسائیؒ نے بھی عمل الیوم اللّیلہ میں نقل کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح علیٰ شرط الشیخین ہے۔

3.22 - نخوت

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ☆

(سورۃ البقرہ۔206)

اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے خوف کر تو غرور اُس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے سو ایسوں کے لئے جہنم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

بہت سے لوگوں میں یہ مرض ہوتا ہے کہ مال، علم، یا عہدے کی وجہ سے نشہ میں چور ہوتے ہیں ہر جگہ شیخیاں بگھارتے ہیں اور فخر جتلاتے ہیں لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اپنے کمال سے کیا ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کو جو کچھ ملا ہے وہ اللہ نے دیا ہے۔

3.23 - حرص و طمع، لالچ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ انواع واقسام کے لذیذ کھانے کھائیں گے اور طرح طرح کے کپڑے پہنیں گے، خوبصورت عورتیں اور قیمتی گھوڑے رکھیں گے۔ ان کا پیٹ تھوڑے (کھانے) سے سیر نہیں ہوگا اور وہ بہت زیادہ مال پر بھی قناعت نہیں کریں گے۔ ان کا ہر ایک عمل دنیا کے واسطے ہوگا! میں (ﷺ) تم کو حکم دیتا ہوں (تم اپنی اولاد تک یہ بات پہنچا

دینا) کہ جو کوئی تمہاری اولاد میں سے ان کو دیکھے۔ اس کو چاہیے کہ ان کو سلام نہ کرے، بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرے اور کوئی (اس کے خلاف) کرے گا وہ اسلام کو ویران اور برباد کرنے میں ان کا مددگار ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ یہ ایسا مرض ہے جس کو ام الامراض کہہ سکتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر غصب کر لیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے انسان بدکاری تک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ انسان ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال۔ اس کا مال صرف اتنا ہے جو اس نے کھالیا یا (کپڑے) پہن لیا۔ اصل مال اس کا وہ ہے جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اللہ کے ہاں ذخیرہ کر لیا۔

سرورِ کونین ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ یا الٰہی! محمد (ﷺ) کے گھر والوں پر روزی بقدر کفایت عطا فرما۔ تجھے معلوم ہے جو چیز قدر کفایت (ضرورت) سے زیادہ ہوتی ہے وہ خرابی کا باعث ہوتی اور جو قدر کفایت سے کم ہوتی ہے وہ کفر کی طرف لے جاتی ہے اور یہ بھی باعثِ خرابی ہے۔

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ☆

(سورۃ الحشر۔9)

اور جو شخص حرصِ نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

حریص انسان کو جب مال مل جاتا ہے تو اسے خرچ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیئے ہوئے فرائض اور واجبات ادا نہیں کرتا۔ اپنے سے متعلق لوگوں کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا مال کو بھینچ بھینچ کر رکھتا ہے۔ چاہتا ہے کہ تجوریاں بھری رہیں، بینک بیلنس بڑھتا رہے۔ اگر کہیں مال و دولت خرچ ہو جاتی ہے تو اس کی جان نکل جاتی ہے۔ یہی نہ خرچ کرنے کے جذبہ کو حرص، طمع اور لالچ کہا گیا ہے۔ بلاشبہ حرص ایک بُری خصلت ہے جو انسان کے اندر گھبراہٹ اور بزدلی پیدا کرتی ہے۔

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندیؒ نے فرمایا کہ حرص کی دو قسمیں ہیں۔

۱) حرصِ مذموم ۲) حرصِ غیر مذموم

حرصِ مذموم یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے روکے۔ مال اس لئے اکٹھا کرے کہ بہت زیادہ ہو جائے اور اس پر فخر کرے۔ دوسرا حرصِ غیر مذموم یہ ہے کہ مال حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی نہ ہو اور نہ ہی اس پر فخر کرے۔ یہ حرص قابلِ مذمت نہیں ہے۔ اس لئے بعض صحابہ اکرامؓ نے مال جمع کیا اور حضور اکرم ﷺ نے انہیں منع بھی نہیں فرمایا البتہ اس کے ترک کو افضل فرمایا۔

حضرت سیدنا ابوالدرداءؓ نے حرص مذموم کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا! حرص مذموم وہ ہے جس سے اوامر الٰہی باطل ہو جائیں۔ کیونکہ ارشاد ہے کہ تم اس

کی حرص کرتے ہو جس کی کفالت ربِ تعالیٰ عز و جل کے سپرد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق اپنے ذمہ لیا ہے مگر تم اس کی طلب میں حریص ہو اور احکامِ خداوندی کی اتباع نہیں کرتے۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا۔ اے ام المومنین رضی اللہ عنہا! جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو اکثر طور پر کیا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سنا ہے کہ اگر بنی آدم کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کے لئے بھی تمنا کرے گا۔ بس اولادِ آدم کا پیٹ صرف مٹی سے ہی بھرا جا سکتا ہے۔ اور اللہ عز و جل تائب ہونے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مال اس لئے بنایا ہے کہ اس کے ذریعہ نماز قائم کی جائے اور زکوۃ ادا کی جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو چیزوں کے سوا ابنِ آدم کی ہر چیز ضعیف ہو جاتی ہے۔ وہ دو چیزیں حرص اور ہوس ہیں۔ کیونکہ طویل حرص و ہوس آخرت کو بھلا دیتی ہے اور اتباعِ خواہشات حق سے دور کر دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تین باتوں کا تین آدمیوں کے لئے گمان ہے۔

۔ پہلا دنیا کہ حاصل کرنے میں حریص اور اس پر مرمٹنے والے کے لئے

ایسی تنگ دستی کہ پھر کبھی مالدار نہ ہوگا۔

۔ دوسرا دنیا کے حاصل کرنے میں ایسا مشغول ہوگا کہ اسے کبھی فرصت نہیں ملے گی۔

۔ تیسرا اس پر بخل کرنے والے کے لئے ایسا غم کہ جسے کبھی خوشی نصیب نہ ہوئی ہو۔

حرص اور طمع کا علاج یہ ہے کہ دل میں یہ سمجھے کہ یہ مال و دولت س سے وفا نہ کرے گا اور کرے بھی تو ذلت و رسوائی کے ساتھ اور نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا سے محرومی ہوگی۔ لوگوں کے دل اللہ کی مرضی کے بغیر مسخر نہیں ہوتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا حاصل کرے گا تو اللہ بھی لوگوں کے دل اس کے لئے مسخر کر دے گا۔ لوگوں کی نظر میں اس کے لئے عزت کا سامان کرے گا اور اللہ کی ناراضگی ہو تو مال دار ہونے کے باوجود ذلیل و خوار ہوگا۔ جب انسان یہ بات سوچ لے کہ میرے نصیب میں جو ہے وہ مل کر رہے گا اور جو میرے نصیب میں نہیں ہے وہ میں حاصل نہیں کر سکتا ہو اس کے اندر قناعت کا جزبہ پیدا ہوگا اور اس کا دل سکون میں رہے گا۔ اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اکرام کے پاس اگر کچھ نہ بھی ہو تو وہ مطمئن رہتے ہیں کہ مجھے میرا نصیب مل کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین انسان کے اندر ہمت اور برداشت پیدا کرتا ہے۔ اور اس یقین کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے مال، اسباب اور روزی میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔

3.24 - جھوٹ

جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جھوٹ نفاق کا دروازہ ہے۔ جھوٹ بول کر خرید و فروخت کرنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے دو لوگوں کو دیکھا ان میں سے ایک کھڑا ہے دوسرا بیٹھا ہے۔ جو شخص کھڑا تھا وہ بیٹھے ہوئے شخص کے منہ میں لوہے کا آنکڑا ڈال کر اس کے گلے کو اتنا کھینچتا تھا کہ اس کا گلا اس کے کندھے تک پہنچ جاتا تھا۔ اسی طرح دوسری طرف کھینچتا اس وقت تک پہلا اپنی اصل حالت میں آجاتا تھا۔ اور اسی طرح یہ عمل جاری تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس کو قبر میں اسی طرح کا عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن جرادؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا مومن زنا کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید (یعنی ممکن ہے) پھر فرمایا مؤمن جھوٹ نہیں بولے گا اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَنَّمَا یُغْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ ☆

جھوٹ وہ لوگ بولیں گے جو صاحبِ ایمان نہیں

(سورۃ النحل ۔105)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو کوئی مجھ سے جھوٹ کو منسوب کرے میری طرف سے جھوٹ بات کہے۔ اس سے کہہ دو کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ مذاق میں بھی جھوٹی بات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو بھی شخص جھوٹی قسم کھالے تاکہ کسی کا مال اس کے ذریعہ حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ بہت سے لوگ جھوٹے مقدمے قائم کرتے ہیں، بعض مدعی جھوٹے ہوتے ہیں، بعض گواہ جھوٹے ہوتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ جھوٹی شہادت دینا تین مرتبہ شرک کے برابر ہے۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اور ایسا شخص اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (رواہ المسلم)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے میلوں دور بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بہز بن حکم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! خرابی ہے اس کے لئے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں کرتا ہو۔ ایسے شخص کے لئے بربادی ہے۔ (ابوداؤد)

جھوٹ ہی وہ عمل ہے جس سے تمام نفسانی بیماریوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ جب ایک دفعہ انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہوجائے تو پھر نفس اسے آسانی کے ساتھ دوسرے گناھوں کی طرف راغب کردیتا ہے۔

3.25 - دھوکہ و فریب

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ ☆

(سورۃ البقرہ۔9)

یہ(اپنے تئیں) اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر (درحقیقت) اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور اس (بات) سے بے خبر ہیں☆

یہاں اللہ تعالیٰ منافقین کا ذکر کر رہا ہے کہ یہ لوگ اپنا کفر چھپا کر اسلام کو ظاہر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ کو معلوم نہیں ہوگا۔ دراصل یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں ان کا حال کفار سے بھی بدتر ہے۔ یہ لوگ اپنے کیئے کی سزا پا کر رہیں گے۔

حضرت واثلہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی (چیز کو) عیب (کے ساتھ) فروخت کر دیا اور اس سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تو وہ برابر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یا (فرمایا کہ) اس پر فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار میں ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو ڈھیر کے اندر کی تہوں میں انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے۔ اس نے بتایا

کہ بارش کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نمی والے حصہ کو اوپر کیوں نہیں کر دیتے کہ لوگ دیکھ لیں۔ جو شخص دھوکہ دیتا ہے وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ (رواۃ الترمذی)

3.26 - بے حیائی

معراج میں جنت اور جہنم کا ذکر کرتے ہوئے آقائے دوجہاں (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ان کے سامنے تازہ اور فربہ گوشت ہے اور ایک طرف سڑا ہوا بدبودار گوشت ہے یہ لوگ تازہ گوشت چھوڑ کر بدبودار اور سڑا ہوا گوشت کھاتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبریل علیہ سلام نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنی حلال عورتوں کو چھوڑ کر حرام عورتوں کی طرف اپنی تسکین کے لئے جاتے تھے۔

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا گزر ان عورتوں پر بھی ہوا جو اپنے شوہروں پر دوسروں کی اولاد داخل کر دیتی تھیں۔ یعنی زنا کے ذریعہ حاملہ ہوتی تھیں۔ لیکن لاعلمی کی وجہ سے بچہ ان کے شوہر کا سمجھا جاتا تھا۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں دیکھا کہ ان کے سینوں پر بڑے بڑے ٹیڑھے کانٹے چبھا کر انہیں آسمان اور زمین کے درمیان لٹکایا گیا ہے۔ (ابن ہشام)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ہر دین کا ایک خاص مزاج ہے اور دینِ اسلام کا مزاج حیاء ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حیاء اور ایمان دونوں ساتھ ساتھ ہیں جب ان میں سے ایک چھین جاتا ہے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

یہ بات ثابت ہے کہ جن لوگوں میں حیاء نہیں ان میں ایمان بھی نہیں ہے۔ جو مسلمان جیسے جیسے بے حیائی کی طرف بڑھ رہے ہیں ویسے ویسے ایمان سے دور ہو رہے ہیں۔ شریعت نے ایک مسلمان کی عزت و عصمت کے لئے جو قانون بنائے ہیں اس میں پہلی پابندی نظر کی حفاظت ہے۔ جس میں بدنظری کو حرام قرار دیا اور عورتوں کو پردے کا حکم دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے جب یہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس پر نظریں ڈالنے لگتا ہے۔ (مشکوٰہ المصابیح)

سنن ابو دأود میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں غسل کر رہا ہے۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرم والا ہے چھپا ہوا ہے۔ شرم کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ سو تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ کر لے۔

حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیاء نیکی ہی لاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی عتبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنواری پردہ دار عورتوں سے بھی زیادہ باحیاء تھے۔ (رواۃ البخاری)

حیا انسان کا فطری تقاضہ ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی اورانہوں نے جنت میں ممنوعہ پھل کھالیا تو ان سے ان کا جنتی لباس چھن گیا تو فوراً وہ اپنے جسم درختوں کے پتوں سے ڈھانکنے لگے حالانکہ وہاں ان کو دیکھنے والا کوئی انسان نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں شرم رکھی ہے۔ بے حیائی کرنے والا غیر فطری عمل کرتا ہے۔ باریک لباس جس سے جسم نظر آئے اس کا پہننا نہ پہننا برابر ہے۔ جو مرد یا عورت ایسا لباس پہنے اس کا شمار شرعاً ننگوں میں ہوگا۔ اورخاص طور پر عورتوں لے لئے سخت وعید آئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخیوں کی دو جماعتیں ہیں ان میں ایک جماعت ایسی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی۔ مردوں کا مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی۔ ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے جو جھکے ہوئے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی۔ (رواۃ المسلم)

ایسے باریک کپڑے جس میں سے بدن نظر آئے جس سے کپڑے پہننے کا فائدہ نہ ہو اور ایسا چست لباس جس سے بدن کی ساخت ظاہر ہوتی ہو عریانیت میں آتا ہے۔ اسلام میں ستر ڈھانکنے کی اس قدر تاکید آئی ہے کہ تنہائی میں بھی ننگا رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضع طور پر عورتوں اور مردوں کے ستر کی حد بیان کر دی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ اس کی پابندی کی جائے ورنہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے سزا کا حقدار ہوگا۔ مردوں کا مردوں کے سامنے اور عورتوں کا عورتوں کے سامنے بھی عریاں ہونا منع ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ بے حیائی جس چیز میں شامل ہوگی اس کو معیوب بنادے گی اور حیا جس شئے میں ہوگی اسے مزین کردے گی۔ (رواۃ المسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم کا نتیجہ دوزخ ہے۔ (رواہ الترمذی)

3.27 - چوری

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُواْ أَيْدِيَهُمَا جَزَاء بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ☆

(سورۃ المائدہ۔38)

اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ اُن کے فعلوں کی سزا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اسلام میں چوری کی سزا چور کا ہاتھ کاٹنا ہے۔ جب کوئی مرد یا عورت پہلی بار چوری کرے تو اس کا سیدھا ہاتھ گٹے سے کاٹ دیا جائے۔ اس کے بعد دوبارہ چوری کرے تو ٹخنہ سے بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے یہاں تک تمام آئمہ کا اتفاق ہے۔

اس کے بعد تیسری مرتبہ چوری کرے تو کیا کیا جائے۔ اس کے بارے میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اب کوئی ہاتھ یا پاؤں نہ کاٹا جائے بلکہ اس کو جیل میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ توبہ کر لے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور امام اوزاعیؒ کا یہی قول ہے اور حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ تیسری بار چوری کرے تو بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے اور چوتھی بار چوری کرے تو دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔ اگر اس کے بعد بھی چوری کرے تو اسے دوسری کوئی سزا دی جائے یہاں تک کہ توبہ کر لے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بھی ایسا قول ملتا ہے۔

(انوارالبیان)

چوری کا ثبوت کس طرح ہوتا ہے اور مال لینے کی کون کون سی صورتیں چوری کہلاتی ہیں جس کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اور وہ کون کون سے مقامات ہیں جہاں سے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اور پھر ہاتھ کاٹ کر کیا کیا جائے کہ خون بند ہو جائے۔ یہ سب تفصیل فقہ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ☆

(سورۃ الانفال۔27)

اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں

میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔۲۷۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ☆

(سورۃ غافر۔19)

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی)۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئاً وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ☆

(سورہ الممتحنہ۔12)

اے پیغمبر جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

3.28 - نفرت

نفرت بھی نفس کی دوسری بُرائیوں کی طرح ایک بڑی بُرائی ہے۔ یہ تکبر اور حسد کے درمیان سے نکلتی ہے۔ کسی سے نفرت کی بنیادی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس سے نفرت ہو رہی ہے اس کو اپنے سے کمتر سمجھا جا رہا ہے یا اس کی ذات اور عمل میں کوئی چیز نا پسند ہے۔ نا پسندیدگی ابتدا ہے، اس کی انتہا نفرت ہے۔ کسی کو کسی کی ذات سے نفرت کرنا ایک معیوب اور گناہ کا کام ہے۔ کسی سے اس کی غربت، بیماری یا جسمانی نقص کی وجہ سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ان تمام باتوں کی نسبت اللہ کی طرف جاتی ہے۔ ہاں فعل سے نفرت کی جا سکتی ہے۔ مثلاً چور سے، شرابی سے، منافق سے اور دوسرے ایسے اعمال جس سے نفس کی شہوانیت اور شیطانیت ظاہر ہوتی ہو نفرت کرنی چاہیے۔ لیکن اگر کسی شخص میں یہ تمام بیماریاں تھیں اور اب اس نے چھوڑ دیں ان سے توبہ کر کے کنارہ کش ہو گیا ہے تو اس کو پرانی باتوں پر تہمت کرنا یا طعنہ زنی کرنا سخت منع ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں کفار کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے!

وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ☆

(سورۃ المؤمنون۔70)

اور ان میں سے اکثر حق سے نفرت کرتے ہیں۔

کفار کا حق سے انکار بلا وجہ کی نفرت، بغض اور عناد کی وجہ سے تھا جس کے لئے وہ طرح طرح کے بہانے بناتے تھے اور الزام تراشیاں کرتے تھے۔ نفرت کی وجہ سے قریب آنے کے بجائے مزید دور ہوتے گئے۔

سورۃ فاطر آیت 42 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَمَّا جَاءَ هُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُوراً ☆

مگر جب ان کے پاس ہدایت کرنے والا آیا تو اس سے ان کو نفرت ہی بڑھی۔

3.29 - فحش گوئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایسے شخص پر بہشت حرام ہوگی جو فحش گوئی کرے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! دوزخ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست نکلے گی اور اس کی بدبو سے تمام دوزخی فریاد کریں گے اور دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فحش گفتاری کو پسند کرتے تھے اور فحش کلامی کرتے تھے۔ شیخ ابراہیم بن میسرہ ؒ نے کہا کہ جو کوئی فحش بات کہے گا اس کا منہ قیامت کے دن کتے کی طرح ہوگا۔

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے اس پر لعنت ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون کرے گا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اس

کے جواب میں وہ اس گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو یہ گالی اسی کی طرف سے ہوئی۔ کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور کفار کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح کسی فرد یا قوم پر لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ہاں البتہ فعل پر لعنت کر سکتے ہیں جیسے کافروں اور ظالموں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ حضرت عایشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بُرا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کو فحش گوئی کہ وجہ سے چھوڑ دیں۔ (صحیح البخاری)

3.30 - بدگمانی

جس طرح کسی کے عیب دوسروں سے کہنا درست نہیں ہے اسی طرح اپنے دل سے کہنا بھی درست نہیں ہے۔ یہ بات سخت گناہ کی ہے کہ کسی کے بارے میں بدگمانی کرو بغیر اس کے کہ تم نے کوئی بُرا کام اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ اپنے کانوں سے سنا اور اس بُرے کام کا تم کو یقین ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کا خون، ان کا مال اور ان سے بدگمانی تینوں باتوں کو حرام کیا ہے۔ جو بات دل میں آئے اس پر یقین نہ ہو جب تک دو عادل شاہد نے اس کی خبر نہ دی ہو۔ ورنہ وہ خیال شیطان کی طرف سے ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن جَاء كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيْبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ ☆

(سورۃ الحجرات ۔6)

مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا ☆

(سورۃ الحجرات ۔12)

اے اہلِ ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور نہ کسی کے عیبوں کی جستجو کرو اور نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بن کے رہو۔ (صحیح البخاری)

3.31 - فضول خرچی

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص اعتدال کے ساتھ خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو (دوسروں سے) بے نیاز کر دے گا اور جو کوئی خرچ میں اسراف (فضول خرچی) کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو افلاس میں رکھے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ☆

(سورۃ الانعام۔141)

اور بے جا نہ اڑانا کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلاَ تُبَذِّرْ تَبْذِيْراً☆ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُواْ إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُوراً☆

(سورۃ الاسراء۔27-26)

اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے۔

گناہ کے کاموں میں مال خرچ کرنا یا بیوی بچوں کی بے جا فرمائشوں میں

مال ضائع کرنا فضول خرچی میں آتا ہے۔ بعض لوگ صرف دکھاوے کے کاموں کے لئے قرض لیتے ہیں سود کا کام کرنے لگتے ہیں اور فضول قسم کے رسم و رواج کو نبھانے کے لئے اپنی جان مصیبت میں ڈالتے ہیں اور اللہ کی ناراضگی الگ مول لیتے ہیں۔ فضول خرچی کرنے والے شیطان کی راہ پر چلتے ہیں۔ صرف دنیا کو دکھانے کے لئے اور تعریف کے چند کلمات سننے کے لئے لوگ اپنے آپ کو دنیا و آخرت کے وبال میں ڈالتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے!

وَالَّذِیْنَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ یُسْرِفُوا وَلَمْ یَقْتُرُوا وَکَانَ بَیْنَ ذَلِکَ قَوَاماً ☆

(سورۃ الفرقان۔67)

اور جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کیساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔

3.32 - غفلت

بعض لوگ اپنے عمل کے بارے میں نیک گمان کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہیں۔ لیکن ان کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہیں ہوتی۔ وہ اپنے عملوں میں مگن ہوتے ہیں اور نقصان سے غافل ہوتے ہیں۔ ان کا نفس ان کو اسی پر تسلی دیتا رہتا ہے، ان کے کم عمل کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ ایسے لوگوں میں علماء، عبادت گزار، صوفیا اور امراء سب شامل ہیں۔ بہت سے علماء ایسے ہیں جنہوں نے تمام عمر علم کے حاصل کرنے اور اس کی ترویج میں گزار دی لیکن اپنے ہاتھ، آنکھ، زبان اور شرمگاہ کو گناھوں سے نہ بچا سکے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ علم کے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پہنچنے والوں کو عذاب نہیں دیا جاتا بلکہ انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے دوسرے لوگ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ اس کی مثال اس بیمار کی ہے جس کو جو بیماری ہے اس کے متعلق تمام رات کتاب پڑھتا رہا اس سے متعلق نسخے لکھتا رہا اور پرہیز سے بھی خوب واقف ہے لیکن دوا نہیں کھاتا کہتا ہے کہ کڑوی ہے۔ اس صورت میں بیماری ٹھیک ہونے کی توقع کرنا حماقت ہے۔ قیامت کے دن اس عالم پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا۔

ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو بُرے اخلاق سے بچتے ہیں اور دل سے بھی بُرا سمجھتے ہیں لیکن یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کے اندر یہ بُرے اخلاق ہیں۔ ان کے اندر تکبر پیدا ہو جاتا ہے جس سے ان کی نیکیاں برباد ہو

جاتی ہیں اور نفس اور شیطان ان کو تسلیاں دیتے رہتے ہیں۔ اکثر لوگ نافع اور غیر نافع علم کے متعلق نہیں جانتے، تمام عمران علوم کے حصول پر خرچ کر دیتے ہیں جن کے وقتی فائدے ہوتے ہیں اور وہ علوم جن کا فائدہ دنیا میں بھی ہے اور مرنے کے بعد بھی کام آتے ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اکثر لوگ نماز میں قرآنِ کریم پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے عربی میں دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں اور اس بات سے لاعلم ہوتے ہیں کہ جو الفاظ ادا کر رہے ہیں ان کے کیا معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غفلت کی عبادت کو پسند نہیں فرماتا۔ ہمارے اندر بعض لوگ ایسے ہیں جو بے انتہا تسبیحات پڑھتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے لیکن غلطی یہ کرتے ہیں کہ ان کا دھیان دوسری طرف ہوتا ہے ان کو احساس بھی نہیں ہو رہا ہوتا کہ وہ اس دوران بدنظری بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ عبادت گزاروں کا حلیہ بنا لیتے ہیں اس میں محنت اور مشقت بھی برداشت کرتے ہیں لیکن زُہد کیا ہے اس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت جلد نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔ کچھ لوگ بہت عبادت گزار ہوتے ہیں۔ قائم اللیل اور صائم الدہر ہوتے ہیں لیکن اخلاقی بُرائیوں سے محفوظ نہیں ہوتے یعنی غیبت، حسد، جھوٹ اور دوسری نفس کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس غفلت کی وجہ سے اپنی نیکیاں برباد کر دیتے ہیں۔ ایک طبقہ ان صوفیوں کا ہے جو اپنے آپ کو حق پر سمجھ کے دوسرے تمام طبقوں کو اپنے سے کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ ظاہری وضع قطع دینداروں جیسی ہوتی ہیں لیکن اندر سے کام شیطانوں جیسے ہوتے

ہیں۔

تصوف خصوصی طور پر تین باتوں کی تعلیم دیتا ہے اپنے نفس کو مغلوب اور مطیع کرنا، غصہ کو قابو میں رکھنا اور حرص اور طمع سے بچنا۔ تصوف میں سالک کی نظر دنیا کے مقابلہ میں آخرت پر ہوتی ہے اس کا ہر عمل آخرت کو مدِ نظر رکھ کر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت، اطاعت اور تسلیم ورضا مقصود ہوتی ہے۔ صوفیوں کا ایک طبقہ پھٹے پرانے کپڑے پہنتا ہے اور اپنے کو دوسروں سے حقیر سمجھتا ہے اور لوگوں کو بھی یہی تاثر دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے معاملہ اس کی نیت کے حساب سے کرے گا ظاہر سے نہیں۔

3.33 - ضد

ضد نفس کی وہ بیماری ہے جس کی جڑ تکبر اور جہالت ہے۔ ضدی انسان اپنی بات سب سے بلند سمجھتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا جو خیال یا فیصلہ ہے وہ سب سے افضل ہے اس لئے سب کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اپنی بات کو منوانے کے لئے وہ زیادتی کی حد تک چلا جاتا ہے۔ دوسری وجہ جہالت ہے ضدی شخص کی سمجھ میں دوسرے کی بات نہیں آتی۔ اس لئے وہ موازنہ نہیں کر پا رہا ہوتا کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ اس کے اندر برداشت کی کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی اپنا نقصان بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن اس کا نفس اس کو اپنی بات پر ڈٹا رہنے کی مسلسل ترغیب دیتا رہتا ہے۔

حضرت شیخ ابو سعیدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص رہتا تھا۔ کسی شخص نے اس کا گھوڑا مار دیا۔ اس نے کہا کہ آپ مجھ سے گھوڑے کا ہرجانہ اور تاوان لے لیں۔ اس نے کہا کہ مجھے تاوان کی ضرورت نہیں اپنا گھوڑا ہی لینا ہے چنانچہ لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ یہ جھگڑا دونوں قبیلوں میں لڑائی کی شکل اختیار کر گیا۔ کئی آدمی قتل ہوئے، عورتیں بیوہ ہوئیں اور بچے یتیم ہوئے۔ گھر ویران ہو گئے یہ سارا معاملہ ایک شخص کی ضد کی وجہ سے ہوا۔

3.34 ۔ سود کھانا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔130)

اے ایمان والو! دُگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ نجات حاصل کرو۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، سودی لین دین کا کاغذ لکھنے والے، اور اس کے گواہوں پر سب ہی پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب (اصل گناہ) میں برابر ہیں اگرچہ مقدار کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ (صحیح المسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب سود کھانے والوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہے گا اور اگر کوئی شخص ایسا باقی رہے گا تو وہ سود کے بخار میں مبتلا ہوگا۔

(بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ سود کے غبار میں مبتلا ہوگا)۔

(احمدؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ)

یعنی کوئی بلواسطہ سود کھائے گا اور کوئی بلا واسطہ سود کھائے گا اور کوئی بالکل ہی غیر شعوری طور پر اس کے اثر میں ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے۔ اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

4.0 - گناہ اور نافرمانی

اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کو گناہ کہتے ہیں۔ گناہ دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ۔ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے شریعت نے قانونی طور پر کچھ سزائیں رکھی ہیں مثلاً قتل، چوری اور زنا وغیرہ۔ اور کچھ گناہ ایسے ہیں جو ہیں تو کبیرہ گناہ لیکن شریعت نے ان کے لئے کوئی قانونی سزا نہیں رکھی۔ اس سے اگر توبہ نہیں کی تو قیامت میں اس کی سزا ملے گی۔ مثلاً غیبت، جھوٹ، تکبر اور خیانت وغیرہ۔

گناہِ کبیرہ اس گناہ کو کہتے ہیں جس کے کرنے والے کے لئے خصوصیت کے ساتھ قرآن وسنت میں سخت وعید آئی ہو اور اس کے ارتکاب کرنے والے پر لعنت کی گئی ہو یا جہنم کی آگ کی دھمکی دی گئی ہو۔ اس گناہ کو بھی گناہِ کبیرہ کہتے ہیں جس پر شریعت کی طرف سے حد لگتی ہو۔

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ ہر وہ نافرمانی کا کام جس پر انسان کسی خوف کا شعور یا ندامت کا احساس کیئے بغیر محض جری ہو کر اقدام کرے تو وہ گناہِ کبیرہ ہے۔ اور وہ کام جو نفس کی بیوقوفی سے ہو جائے اور انسان ہمیشہ اس پر نادم اور شرمسار ہو اور اس سے لذت اٹھاتے ہوئے اس کی طبیعت بوجھل ہو تو وہ گناہِ صغیرہ ہے لیکن ان میں تعزیرات والے گناہ شامل نہیں ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ تمہاری نگاہوں میں جوں جوں کوئی گناہ چھوٹا ہوتا جاتا ہے وہ اللہ کی نگاہوں میں بڑا ہوتا جاتا ہے۔ اور جوں جوں تمہاری نگاہ میں کوئی گناہ بڑا ہوتا جاتا ہے وہ اللہ کی نگاہ میں چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! میری مخلوق میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والا یعنی نقصان اور خسارے میں پڑنے والا شخص ابلیس ہے کیونکہ اس نے میری نافرمانی کی اور ساتھ ساتھ یہ کہ میری نافرمانی کرنے والے افراد کو تیار کیا۔ معصیت اور نافرمانی کے کام کفر کے قاصد اور ڈاکئے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب قلب پر گناہوں کی سیاہی چھا جاتی ہے تو وہ کوئی بھی خیر قبول نہیں کرتا بلکہ سخت ہو جاتا ہے اور اس میں سے ہر قسم کی رحمت اور شفقت نکل جاتی ہے۔ اس لئے وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ اور اللہ کو چھوڑ کے شیطان کو اپنا دوست بنا لیتا ہے جو اسے گمراہ کرتا ہے۔ اسے طرح طرح کی تسلیاں دیتا ہے اور تمنائیں دلاتا ہے اور کفر سے کم درجہ پر اس سے راضی نہیں ہوتا۔ (ظاہری اور باطنی کبیرہ گناہ از علامہ ابن حجر مکیؒ)

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت جعفر صادقؒ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (مراد ان کی نسل میں شامل ہونا) مجھے کوئی نصیحت کیجئے؟ انہوں نے فرمایا! اے سفیان! جھوٹے آدمی میں مروت نہیں ہوتی، حاسد کو راحت نہیں ملتی، تنگ دل رہنے والے

کا کوئی بھائی چارہ نہیں ہوتا اور بداخلاق کو لوگوں کی سرداری نہیں ملتی۔ میں نے ان سے مزید نصیحت کی درخواست کی تو فرمانے لگے۔

اے سفیان! اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو تم عابد بن جاؤ گے۔ اپنے حق میں اللہ کی تقسیم پر راضی رہو تم مسلمان بن جاؤ گے۔ لوگوں کی ہم نشینی اس طرح اختیار کرو جیسے اپنے لئے ان کی ہم نشینی پسند کرتے ہو تم مومن بن جاؤ گے۔ کسی گناہ گار کی ہم نشینی اختیار مت کرو ورنہ وہ تمہیں بھی اپنے گناہ کے طریقے سکھا دے گا۔ کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لئے تمہیں دیکھ لینا چاہئے کہ کسے دوست بنا رہے ہو۔ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ میں نے ان سے مزید نصیحت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا!

اے سفیان! جو شخص بغیر خاندان کے عزت اور بغیر سلطنت کے روب و دبدبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ گناہ کی ذلت سے نکل کر اللہ کی اطاعت کی طرف آجائے۔ میں نے ان سے مزید نصیحت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے مجھے تین آداب سکھلائے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ پیارے بیٹے! بُرے ہم نشین کے ساتھ بیٹھنے والا کبھی محفوظ نہیں رہتا۔ جو شخص بُرائی کے رستوں میں داخل ہوتا ہے اس پر تہمت لگائی جاتی ہے اور جو شخص اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا وہ نادم ہوتا ہے۔

(ظاہری اور باطنی کبیرہ گناہ از علامہ ابن حجر مکیؒ)

4.1 - گناہِ کبیرہ

مندرجہ ذیل میں گناہِ کبیرہ لکھے گئے ہیں جن کا ذکر محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ نے اپنی تفسیر قرآن (انوارالبیان) میں کیا ہے۔

1) شرک
2) وہ عقائد واعمال جن پر کفر لازم آتا ہو۔
3) کسی جان کو قصداً قتل کرنا
4) جادو کرنا
5) فرض نماز چھوڑنا
6) مال کا عیب چھپا کر بیچنا
7) زکوٰۃ نہ دینا
8) بلا عذر رمضان کا روزہ چھوڑنا
9) بلا عذر رمضان کا روزہ رکھ کر توڑ دینا
10) فرض ہوتے ہوئے حج کیئے بغیر مر جانا
11) والدین کو تکلیف دینا یا نافرمانی کرنا
12) رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا
13) زنا کرنا
14) غیر فطری طریقہ سے عورت سے جماع کرنا
15) کسی مرد یا لڑکے سے اغلام بازی کرنا

16) سود کا لین دین کرنا یا سود کا کاتب یا شاہد بننا

17) یتیم کا مال کھانا

18) اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا

19) میدانِ جنگ سے بھاگنا

20) حکمران کا رعیت سے دھوکہ کرنا اور خیانت کرنا

21) تکبر کرنا

22) جھوٹی گواہی دینا

23) کسی کا حق مارا جارہا ہو تو جانتے ہوئے گواہی نہ دینا

24) شراب پینا یا کسی نشہ آور چیز کا کھانا پینا

25) جوا کھیلنا

26) کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

27) مالِ غنیمت میں خیانت کرنا

28) چوری کرنا

29) ڈاکہ ڈالنا

30) جھوٹی قسم کھانا

31) کسی پر ظلم کرنا۔ (مار پیٹ سے یا گالی گلوچ سے یا مال کھا کر)

32) ظلماً ٹیکس وصول کرنا

33) حرام مال کھانا، پینا، پہننا، یا خرچ کرنا

34) خودکشی کرنا

35) بلاشرعی عذر اپنا کوئی عضو کاٹنا

36) جھوٹ بولنا

37) شرعی قانون کے خلاف فیصلے کرنا

38) رشوت لینا

39) عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا

40) مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیا کرنا۔

(اس میں داڑھی مونڈ نا شامل ہے)

41) اپنے اہل وعیال میں فحش کلامی یا بے حیائی کرنا

42) تین طلاق یافتہ عورت کا شرائط کے ساتھ حلالہ کرانا

43) بدن یا کپڑوں پر پیشاب لگنے سے پرہیز نہ کرنا

44) دکھاوے کے لئے اعمال کرنا

45) دنیا کمانے کے لئے دین کا علم حاصل کرنا

46) دین کا علم ہوتے ہوئے موقعہ پر چھپانا

47) خیانت کرنا

48) گھٹیا مال سے زکوٰۃ ادا کرنا

49) تقدیر کو جھٹلانا

50) لوگوں کے خفیہ حالات کی ٹوہ لگانا یا تجسس کرنا

(51) چغلی کرنا

(52) لعنت کرنا

(53) کسی کو دھوکہ دینا

(54) وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرنا

(55) نجومی یا قسمت کا حال بتانے والے کے پاس جانا

(56) بیوی کا شوہر کی نافرمانی کرنا

(57) تصویر بنانا یا گھر میں لٹکانا

(58) کسی کی موت پر نوحہ کرنا، منہ پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، کفریہ کلمات کا ادا کرنا

(59) سرکشی کرنا، اللہ کا باغی ہونا

(60) مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا یا ان کو برا بھلا کہنا

(61) اللہ کی مخلوق پر دست درازی کرنا

(62) پڑوسی کو تکلیف دینا

(63) خصوصاً اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف دینا اور ان سے دشمنی رکھنا

(64) ٹخنوں پر یا اس سے نیچے کوئی کپڑا پہننا یا لٹکانا

(65) مردوں کا ریشم یا سونا پہننا

(66) غیر اللہ کے نام کا ذبح کرنا اور کھانا

(67 جانتے بوجھتے ہوئے اپنے باپ کو چھوڑ کے دوسرے کو باپ بنانا

(68 فساد کے طور پر لڑائی جھگڑا کرنا

(69 ضرورت کے وقت دوسروں کو پانی نہ دینا

(70 ناپ تول میں کمی کرنا

(71 اللہ کی گرفت سے بے خوف ہو جانا

(72 نماز با جماعت کا اہتمام نہ کرنا

(73 بغیر شرعی عذر جمعہ کی نماز چھوڑنا

(74 ایسی وصیت کرنا جس سے کسی وارث کو نقصان پہنچے

(75 مکر وفریب کرنا

(76 کسی صحابیؓ کو گالی دینا

(77 کسی ظالم کا مددگار بننا

(78 قرآنِ کریم یاد کر کے بھول جانا

(79 کسی جانور کا مثلہ کرنا، اس کے منہ پر داغنا، اس پر ظلم کرنا یا اس کو زندہ جلانا

(80 اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا

(81 حرام چیز، مردار، یا خنزیر بغیر اضطرار کے کھانا

(82 صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا

(83 گناہوں پر مدد کرنا اور ان پر آمادہ کرنا

84) گانے کا پیشہ اختیار کرنا

85) لوگوں کے سامنے ننگا ہونا

86) ناچنا، ڈانس کرنا

87) بیوی کے سوا کسی کا شہوت سے بوسہ لینا

88) حفاظِ اکرام یا علماءِ دین کو برا بھلا کہنا

89) اپنے امیر سے غداری کرنا

90) کسی کے نسب میں طعن کرنا

91) گمراہی کی طرف دعوت دینا

92) حرام مال کا ہدیہ قبول کرنا

93) اپنے کسی ماتحت یا مزدور کا کوئی عضو کاٹنا یا خصی کرنا

94) کسی محسن کی ناشکری کرنا

95) وہ کھیل کھیلنا جس کی حرمت پر امت کا اجماع ہے

96) بھنگ پینا (ہیروئن اور نشہ کی تمام اقسام اسی حکم میں شامل ہے)

97) کسی مسلمان کو کافر کہنا

98) بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنا

99) مشت زنی کرنا

100) حالتِ حیض میں جماع کرنا

(101) مسلمانوں کو تکلیف پہنچے تو خوش ہونا

(102) جانور کے ساتھ بدفعلی کرنا

(103) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا

(104) کھانے میں عیب نکالنا

(105) بے ریش لڑکے کو تکنا

(106) کسی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا

(107) کسی کے گھر میں جھانکنا

(108) غصہ کرنا

(109) غیبت سن کر خاموش رہنا

(110) دل میں نیت رکھتے ہوئے کسی سے وعدہ کر لینا کہ پورا نہیں کروں گا

(انوار البیان)

مندرجہ بالا گناہوں کے علاوہ کچھ اور گناہوں کا ذکر حضرت علامہ ابن حجر مکی ہیتمیؒ نے اپنی کتابوں "معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج" اور "ظاہری اور باطنی کبیرہ گناہ" میں کیا ہے۔ ذیل میں ان کو بیان کیا گیا ہے۔

(111) فال نکالنا اور بدشگونی کرنا

(112) قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

(113) قبروں پر چراغ جلانا

114) اللہ کو چھوڑ کر مزاروں کو بت بنا کر ان سے چمٹے رہنا

115) قبروں یا مزاروں کے گرد چکر یا پھیرے لگانا

116) قبروں کو چومنا

117) قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

118) جان بوجھ کر نماز چھوڑنا

119) بلا عذر نماز کے وقت کو ٹال کر پڑھنا

120) کافروں اور مشرکوں سے دوستی گانٹھنا اور ان کی ہم نوائی کرنا

121) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا

122) ترکِ سنت اور اس پر اصرار کرنا

123) دین میں بدعت کا آغاز کرنا

124) راستے پر پیشاب کرنا یا کرتے وقت پردہ نہ کرنا

125) مزدور کی مزدوری نہ دینا

126) ورثاء کو ستانا

127) والدین کو گالی دینا

128) رسول اللہ ﷺ یا آپؐ کی آل واصحاب کی زندگی کی تصویر کشی کرنا

129) کسی مسلمان کو گالی دینا۔ اس کی عزت وآبرو پر ہاتھ ڈالنا

130) غیر مسلموں کی پیروی کرنا

131) بے پردگی اور خواتین کا بن سنور کر نکلنا

132) جسموں پر نشان اور نقش و نگار بنانا

133) حسین بننے کے لئے بھنوؤں کو نوچنا

134) مسلمانوں کی کوئی خفیہ بات کسی دشمن کو پہنچانا

135) علم کا چھپانا

136) اللہ تعالیٰ سے بدگمانی اور اس کی رحمت سے ناامید ہونا

137) حق یا ضرورت کے بغیر اپنے علم کے متعلق فخریہ دعویٰ کرنا

138) اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف جان بوجھ کر جھوٹی نسبت کرنا

139) ظالموں اور فاسقوں سے محبت اور صالحین سے نفرت کرنا

140) زمانے کو برا بھلا کہنا

141) رسول اللہ ﷺ کا ذکرِ مبارک سن کر بھی درود شریف نہ پڑھنا

142) شر اور بے حیائی اور عریانیت کے ساتھ چمٹے رہنا

143) منّت کا پورا نہ کرنا

144) نمازی کے آگے سے گزرنا

145) جماعت کی نماز میں امام سے پہلے ارکان ادا کرنا

146) عورت کا تنہا ایسے رستے سے سفر کرنا جس میں اس کی عزت کو

خطرہ ہو

147) عورتوں کا قبرستان جانا

148) قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کرنا

149) صدقہ کر کے احسان جتلانا

150) ذخیرہ اندوزی

151) مرد کا بلوغت کے باوجود ختنہ نہ کروانا

4.2 - گناہِ صغیرہ

1) جہاں نظر ڈالنا حرام ہو وہاں دیکھنا

2) دنیا سے محبت کرنا

3) بیوی کے سوا کسی کو شہوت سے چھونا

4) اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا

5) سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا

6) کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا

7) کسی نمازی کا نماز پڑھتے ہوئے اپنے اختیار سے ہنسنا

8) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

9) تکبر کی چال چلنا

10) فاسق کے ساتھ بیٹھنا

(11 مکروہ وقت میں نماز پڑھنا

(12 مسجد میں نجاست پھیلانا

(13 پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا

(14 تنہائی میں بلا وجہ شرم گاہ کھولنا

(15 کسی عورت کا بغیر شوہر اور محرم کے سفر کرنا

(16 کسی دوسرے خریدار سے زیادہ قیمت دلوانے کے لئے مال کے زیادہ دام لگانا جبکہ خریداری کا ارادہ نہ ہو۔

(17 ضرورت کے وقت مہنگائی کے انتظار میں غلہ روکنا

(18 کسی مسلمان کے رشتہ پر رشتہ دینا۔
(یعنی کسی جگہ کسی کے رشتہ کی بات چل رہی ہو اور ابھی فیصلہ نہ ہوا ہو تو اپنا رشتہ پیش کر دینا)

(19 کسی مسلمان کی کسی سودے میں بات چل رہی ہو تو اپنی آفر دے دینا

(20 باہر سے مال لانے والوں سے شہر کے باہر ہی سودا کر لینا

(21 اذانِ جمعہ کے وقت خرید وفروخت کرنا

(22 حسنِ سلوک کر کے جتلانا

(23 شکار یا مویشی کی حفاظت کی ضرورت کے بغیر کتا پالنا

(24 مسجد میں نمازیوں کی گردنیں پھلاند کر آگے جانا

25) زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہونے کے بعد تاخیر کرنا
26) عام راستوں میں کھڑے ہوکر سامان فروخت کرنا جس سے راہ گیروں کو تکلیف ہو
27) بحالتِ جنابت اذان دینا یا مسجد میں داخل ہونا یا مسجد میں بیٹھنا
28) نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا یا کپڑے سے کھیلنا
29) نماز میں گردن موڑ کر دائیں بائیں دیکھنا
30) مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا یا وہ کام کرنا جو عبادت نہیں
31) روزہ دار کو بوسہ کرنا
32) اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا
33) ذبح کرنے میں پوری گردن کاٹ دینا
34) بالغ عورت کا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لینا
35) ایک وقت میں ایک سے زیادہ طلاق دینا
36) زمانۂ حیض میں طلاق دینا
37) جس طہر میں جماع کیا ہو اس میں طلاق دینا
38) اولاد میں سب کے ساتھ برابری کا سلوک نہ کرنا
39) مزاح یا کسی کی تعریف میں غلو کرنا
40) کسی کی زمین پر بلا اجازت چلنا

41) زبردستی امام بننا

42) نماز پڑھتے ہوئے تصویر پر سجدہ کرنا یا تصویر کے سامنے نماز پڑھنا

43) کافر کو سلام کرنا

44) بچوں کو ایسے لباس پہنانا جس سے شرعی ستر نہ ڈھکے

45) پیٹ بھر کھانے کے بعد بھی کھاتے رہنا

46) مسلمان سے بدگمانی کرنا

47) لہو ولہب کی باتیں سننا

48) خطبہ کے وقت باتیں کرنا

(انوار البیان)

صغیرہ گناہ بھی گناہ ہوتا ہے اس سے بھی بچنا واجب ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا بھی مواخذہ ہوگا۔ یعنی فرشتے جو نیکی بدی لکھنے پر مامور ہیں وہ ان کو بھی لکھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

صغیرہ گناہ کا ارتکاب اگر عذاب اور مواخذے کے ڈر سے کرلیا تو صغیرہ ہے اور اگر یہ سمجھ کر کیا جائے کہ کوئی بات نہیں تو پھر یہ کبیرہ گناہ ہو جاتا ہے۔ جس عمل

کی جو ممانعت قرآن اور حدیث میں آئی ہے اس کو کوئی حیثیت نہ دینا کفر ہے خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ (انوارالبیان)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے۔ بہترین کپڑے پہنے پھر نکل کر مسجد پہنچے اور جتنی ہو سکے رکعتیں پڑھے اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ پھر خطبہ سننے کے لئے خاموش بیٹھا رہے تو اس کا یہ عمل اگلے جمعہ تک صغیرہ گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز سردی کے موسم میں جس درخت کے پتے (خزاں) کی وجہ سے گرتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور اس درخت کی ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ (مسند احمد)

5.0 - جنت کی اقسام

علماءِ دین نے جنت کی آٹھ قسمیں لکھی ہیں لیکن جنتوں کے اندر بیشمار جنتیں ہیں ان میں سے کچھ کے نام قرآنِ کریم میں بیان کئے گئے ہیں

5.1 - جنت الفردوس (ٹھنڈی چھاؤں کا باغ)

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلا☆

جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اُن کیلیۓ جنت کے باغ مہمانی ہوں گے۔

(سورۃ الکہف ۔ 107)

فردوس گھنے باغ کو کہتے ہیں۔جس میں درخت خوب زیادہ ہوں اور آپس میں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ جنت کا اعلیٰ حصہ ہے۔ اس پر رحمان جلِ جلالہ کا عرش ہے اور اس سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ (رواہ البخاری)

سب جنتیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اور جنت الفردوس ان میں سب سے اوپر ہے۔ یہ عالمِ جبروت کی جنت ہے جو نفس کو سفرِ معرفت مکمل کرنے کے بعد ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ان نیک لوگوں کی خصوصی مہمان نوازی کا ذکر

فرماتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ☆ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ☆ نُزُلاً مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ☆

[سورۃ فصیلت (حٰم السجدہ): 32-30]

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشیاں مناؤ اور سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)۔ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

قرآنِ حکیم میں ان لوگوں کا ذکر آیا ہے جو جنت الفردوس میں ہوں گے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ☆ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ☆ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ☆ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ☆ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ☆ إِلَّا عَلَى

أَزْوَاجِهِمْ أوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ☆ فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاء ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ☆ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ☆ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ☆ أُوْلَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ☆ الَّذِيْنَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ☆

(سورۃ المؤمنون: 1-11)

بیشک ایمان والے فلاح پا گئے۔ جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے دور رہتے ہیں۔ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا (کنیزوں سے) جو اُن کی مِلک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں۔ اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں۔ اور جو امانتوں اور اِقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ہیں۔ یہی لوگ میراث (جنت) حاصل کرنے والے ہیں۔(یعنی جو جنت کی میراث حاصل کریں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے)۔ یہ لوگ جنت کے سب سے اعلیٰ باغات (جہاں تمام نعمتیں، راحتوں، اور قربِ الٰہی کی لذتوں کی کثرت ہو گیا) ان کی وراثت (بھی) پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت میں سو درجے ہیں ان میں ہر دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کے درمیان۔ فردوس اپنے درجہ کے اعتبار سے سب جنتوں پر اعلیٰ اور برتر ہے۔ اسی فردوس سے بہشت کی چار نہریں نکلتی ہیں اور فردوس ہی کے اوپر عرشِ الٰہی ہے۔ پس جب تم خدا سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔

(رواۃ الترمذی)

چار نہروں سے مراد پانی، دودھ، شہد، اور شراب کی نہریں ہیں۔ جنت میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا برابر بھی خرابی پیدا نہیں ہو گی، بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلہ ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والے کو بہت لذیذ معلوم ہوں گی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف شفاف ہوں گی۔ (مظاہرِ حق)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! سیحان، جیحان، فرات اور نیل۔ ان کا تعلق جنت کی نہروں اور چشموں سے ہے۔

(رواۃ المسلم)

5.2 - جنت العدن (عدن کا باغ)

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِیْ جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ☆

(سورۃ التوبہ۔72)

اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنت میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

یعنی ان خواتین وحضرات کے لئے عمدہ مکان ہوں گے جن میں وہ رہیں گے۔ اور ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہوں گے۔ پہلے باغوں کا ذکر فرمایا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ پھر عمدہ مکانوں کا تذکرہ فرمایا جو ان باغوں میں ہوں گے اور عدن کی طرف ان باغوں کی اضافت فرما کر یہ بتایا ہے کہ یہ باغ واقعی رہنے کی جگہیں ہیں۔ جہاں سے نہ کبھی منتقل ہونا چاہیں گے اور نہ انہیں وہاں سے نکالا جائے گا۔ (انوار البیان)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِیَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاء بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ O

(سورۃ السجدہ۔17)

کوئی نفس (انسان) نہیں جانتا کہ اُن کیلئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ اُن اعمال کا صِلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو جسمانی حجابات اور طبعتوں کی کدورتیں جو بندے اور پروردگار کے درمیان حائل تھیں دور ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی کبریائی وعظمت اور ہیبت وجلال کا پردہ باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس پردہ کو بھی اٹھا دیں گے اور نظروں کو وہ طاقت و صلاحیت بخش دیں گے کہ جنتی اپنی انکھوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کے جلوے دیکھیں گے۔ (مظاہرِ حق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ سامان تیار کیا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا گزر ہوا۔ (صحیح بخاری)

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

جَنَّاتُ عَدْنٍ یَدْخُلُونَهَا یُحَلَّوْنَ فِیهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤاً وَلِبَاسُهُمْ فِیهَا حَرِیرٌ ☆

(سورۃ فاطر۔33)

(ان لوگوں کے لئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو

سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔

جنتیوں کی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا کہ یہ لوگ ہمیشہ رہنے کے باغیچوں میں ہوں گے۔ جن میں انہیں سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اوران کا لباس ریشم کا ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤاً وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ☆

(سورۃ الحج۔23)

جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ اُن کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں اُن کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور موتیوں کے اور وہاں اُن کا لباس ریشمی ہوگا۔

ان کنگنوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ سونے کے کنگن ہوں گے جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہوں گے۔ دنیا میں تو عورتیں ریشم پہنتی ہیں اور زیور بھی پہنتی ہیں اور اسلام میں مردوں کو ریشم کا کپڑا پہننا اور سونا پہننا حرام ہے لیکن جنت میں مرد بھی ریشم کے کپڑے پہنیں گے اور زیور بھی پہنیں گے۔ حضرت ابو موسیٰ

الاشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال کیا گیا اور مردوں پر حرام قرار دیا گیا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ یعنی وہاں اس نعمت سے محروم رہے گا۔ (رواہ البخاری)

حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جنت کا زیور اور وہاں کا ریشم چاہتے ہو تو اس دنیا میں مت پہننا۔

(رواہ النسائی کما فی مشکوٰۃ)

یہاں اس بات پر شک نہیں ہونا چاہیے کہ زیور تو عورتوں پر اچھا لگتا ہے مردوں کو کیا زیب دے گا۔ بات یہ ہے کہ ہر جگہ کا ایک مزاج اور رواج ہوتا ہے۔ اہلِ جنت کا یہ مزاج ہوگا کہ مرد بھی رغبت سے زیور پہنیں گے جیسا کہ دنیا میں کبھی راجہ اور بادشاہ پہنتے رہے ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ میں مردوں کو زیور پہننا منع ہے۔ لیکن وہاں ان کے لئے حلال بھی ہوگا اور ان کو مرغوب بھی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہوگا۔ اسی طرح ریشم کو سمجھ لیا جائے کہ مردوں کے لئے اس کا لباس پہننا اس دنیا میں جائز نہیں ہے لیکن جنتی مردوں کو وہاں ریشم کا لباس عطا کیا جائے گا۔

(انوار البیان)

5.3 - جنت النعیم (نعمتوں یا خوشیوں کا باغ)

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ يَهْدِ يْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ تَجْرِىْ مِن تَحْتِهِمُ الأَنْهَارُ فِىْ جَنَّاتِ النَّعِيْم☆ دَعْوَاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلاَمٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

(سورۃ یونس:10-9)

(اور) جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کواللہ تعالیٰ اُن کے ایمان کی وجہ سے (ایسے محلوں کی) راہ دکھائے گا (کہ) اُن کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (جب وہ) اُن میں (اُن کی نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ) کہیں گے سبحان اللہ! اور آپس میں اُن کی دعا السلام علیکم ہوگی اوراُن کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ الحمد اللّٰہ رب العالمین۔ حمد (اوراُس کا شکر) ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنتی وہاں اپنے اپنے گھر کا راستہ اس سے زیادہ پہچاننے والے ہوں گے جیسا کہ دنیا میں اپنے اپنے گھروں کا راستہ پہچانتے تھے۔ یہ خواتین وحضرات باغوں میں ہوں گے جو چین اورآرام کے باغ ہوں گے ان کا تحیہ سلام ہوگا۔ اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کہ تسبیح وتحمید میں ہمیشہ اور ہر وقت مشغول رہیں گے اور وہاں کی زندگی کی بقا کا ذریعہ تسبیح وتحمید ہی ہوگا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ان کی تسبیح وتحمید ایسے جاری ہوگی جس طرح دنیا میں تمہارا سانس جاری رہتا ہے۔ یعنی تسبیح وتحمید سے نہ تھکیں گے نہ اکتائیں گے۔ نہ نعمتوں کی مشغولیت انہیں تسبیح وتحمید سے غافل کرے گی۔ جیسے فرشتے تسبیح وتحمید میں لگے ہوئے تمام کام انجام دیتے رہتے ہیں جن کا انہیں حکم ہوتا ہے۔ اسی طرح اہلِ جنت ہر وقت ہی اللہ کی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوں گے۔ وہاں کی نعمتیں اور عجیب چیزیں معائنہ کریں گے تو ان کی منہ سے سبحان اللہ نکلے گا۔

تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن جریج ؒ سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی پرندہ گزر رہا ہوگا اور اہلِ جنت کو اس کو کھانے کی خواہش ہوگی تو وہ

" سُبحَانَکَ اللّٰھُمَ "

کہہ دیں گے۔ ان کی خواہش کے مطابق فرشتہ انہیں حاضر کردے گا۔ اور جب فرشتہ آئے گا تو سلام کے الفاظ ادا کرے گا جس کا وہ حضرات جواب دیں گے۔ جب وہ اپنی خواہش کی چیزیں کھالیں گے تو آخیر میں کہیں گے۔

اَلْحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

سورۃ الواقعہ: آیت 89 -88 میں ارشاد ہوا ہے۔

فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ☆

فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ ☆

پھر اگر وہ (اللہ کے) مقربوں میں سے ہے۔ تو (اس کے لئے) آرام اور

خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔

یہ عالمِ ملکوت کی جنت ہے جو نفس کا سفرِ طریقت مکمل ہونے کے بعد ملتی ہے۔ اور یہ مقامِ ابرار ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ☆ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ☆ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ☆ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيْقٍ مَّخْتُومٍ ☆ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِيْ ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ☆

(سورۃ المطففین :26-22)

بیشک نیک لوگ نعمتوں (کے باغ) میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے ہوئے (اللہ کی نعمتوں کا) نظارے کریں گے۔ تم ان کے چہروں ہی سے راحت و نعمت کی تازگی اور شگفتگی معلوم کرلو گے۔ ان کو خالص شراب طہور سر بمُہر پلائی جائے گی۔ جس کی مہر مشک (کستوری) کی ہوگی تو (نعمتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ اسی سے رغبت کریں۔

(کوئی شرابِ نعمت کا طالب و شائق ہے، کوئی شرابِ قربت کا، اور کوئی شرابِ دیدار کا، ہر کسی کو اس کے شوق کے مطابق پلائی جائے گی)۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوراً ☆

عَیْناً یَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ یُفَجِّرُونَهَا تَفْجِیْراً ☆ یُوفُونَ بِالنَّذْرِ
وَیَخَافُونَ یَوْماً کَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِیْراً ☆ وَیُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَی
حُبِّهِ مِسْکِیْناً وَیَتِیْماً وَأَسِیْراً ☆ إِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِیْدُ
مِنکُمْ جَزَاء وَلَا شُکُوراً ☆ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا یَوْماً عَبُوساً
قَمْطَرِیْراً ☆ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِکَ الْیَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً
وَسُرُوراً ☆ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِیْراً ☆ مُتَّکِئِیْنَ فِیْهَا
عَلَی الْأَرَائِکِ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْساً وَلَا زَمْهَرِیْراً ☆ وَدَانِیَةً
عَلَیْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِیْلاً ☆وَیُطَافُ عَلَیْهِم بِآنِیَةٍ
مِّن فِضَّةٍ وَأَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا ☆قَوَارِیْرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا
تَقْدِیْراً ☆ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا کَأْساً کَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِیْلاً ☆عَیْناً
فِیْهَا تُسَمَّی سَلْسَبِیْلاً ☆ وَیَطُوفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا
رَأَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤاً مَّنثُوراً ☆ وَإِذَا رَأَیْتَ ثَمَّ رَأَیْتَ نَعِیْماً
وَمُلْکاً کَبِیْراً ☆ عَالِیَهُمْ ثِیَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا
أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَاباً طَهُوراً ☆ إِنَّ هَذَا کَانَ
لَکُمْ جَزَاء وَکَانَ سَعْیُکُم مَّشْکُوراً ☆

(سورۃ الدہر: 22-5)

جو نیکو کار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے (خاص) بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے۔ یہ لوگ (ابرار) نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہو گی (یعنی قیامت) کا خوف رکھتے ہیں۔ اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) کے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) کہ ہم تم کو خالص اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں نہ شکر گزاری کے (طلبگار) ہیں۔ ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے جو (چہروں کو) کریہہ المنظر اور (دلوں کو) سخت (مضطر کر دینے والا) ہے۔ تو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے بچالے گا اور تازگی اور خوشدلی عنایت فرمائے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلے ان کو بہشت (کے باغات) اور ریشم (کے ملبوسات) عطا کرے گا۔ ان میں وہ تختوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں نہ دھوپ (کی حدت) دیکھیں گے نہ سردی کی شدت۔ ان سے (پھل دار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ (خدام) چاندی کے برتن لئے ہوئے ان کے اردگرد پھریں گے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس۔ اور شیشے بھی چاندی کی جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کے پاس لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ (ایک ہی

حالت پر) رہیں گے جب تم ان پر نگاہ ڈالو تو خیال کرو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے۔ ان (کے بدنوں) پر دیبا کے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یہ تمہارا صِلہ ہے اور تمہاری کوشش (اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے) مقبول ہوئی۔

5.4 - جنّت الماویٰ (پناہ کا باغ)

أَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَى نُزُلاً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ☆

(سورۃ السجدہ۔19)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے (رہنے کے) لئے (محفوظ) باغ ہیں یہ مہمانی اُن کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

اہلِ ایمان ہمیشہ رہنے والی جنت میں ہوں گے اور وہاں ان کے ساتھ مہمانوں جیسا برتاؤ ہوگا۔ یہ عالم ملک کی جنت ہے۔ جب شریعت پر عمل کرتے ہوئے نفس حضورِ الٰہی کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کو یہ جنت نصیب ہوتی ہے جس کا مقام سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہے۔

سورۃ النجم آیت 15-13 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى (13)عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى (14)

عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى (15)

اورانہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے۔ (یعنی) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔
اسی کے پاس رہنے کی جنت الماویٰ ہے۔

ماویٰ کے معنی ہیں ٹھکانا پکڑنے کی جگہ۔ علامہ قرطبیؒ نے اس کے بارے میں مختلف اقوال لکھے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ اس سے وہ جنت مراد ہے جس میں متقی حضرات داخل ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس جنت میں شہداء کی ارواح پہنچتی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ وہ جنت ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام قیام پزیر تھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ تمام مومنین کی روحیں جنتِ ماویٰ میں ٹھہرتی ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کا ٹھکانا ہے۔ واللہ اعلم بصواب

5.5 - دارالسلام (سلامتی کا گھر)

وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِى مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ☆

(سورۃ یونس۔ 25)

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے

چونکہ اس جنت میں جانے والے ہمیشہ جنت ہی میں رہیں گے وہاں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ وہاں نہ موت آئے گی اور نہ وہاں سے کہیں جانا ہوگا۔ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ نہ رنج وغم ہوگا اور نہ بیماری کا خطرہ ہوگا۔ نہ فنا ہونے یا حالت بدلنے کی فکر ہوگی۔ اس جنت میں رہنے والوں کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا۔ وہ فرشتوں سے جس خواہش کا اظہار کریں گے وہ اس کو پورا کریں گے۔ اس لئے اس کا نام دار السلام ہے یعنی " سلامتی کا گھر " ۔ جنت میں لے جانے والے عقائد واعمال کو " **سُبُلَ السَّلَامِ** " فرمایا گیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ ؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹے ! تجھے اللہ تعالیٰ نے دارالسلام کی طرف بلایا ہے تو اس دعوتِ الٰہیہ کی طرف کب اور کہاں سے قدم اٹھائے گا، خوب سمجھ لے کہ اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے اگر تو نے دنیا ہی سے کوشش شروع کردی تو وہ کامیاب ہوگی اور تو

دارالسلام میں پہنچ جائے گا۔ اگر تو نے دنیا کی عمر ضائع کرنے کے بعد یہ چاہا کہ قبر میں پہنچ کر اس دعوت کی طرف چلوں گا تو تیرا راستہ روک دیا جائے گا۔ تو وہاں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے گا کیونکہ وہ جگہ دارالعمل نہیں۔

(تفسیر معارف القرآن)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ دارالسلام جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (تفسیرِ قرطبی)

دنیا میں کسی گھر کا نام دارالسلام رکھنا مناسب نہیں اسی طرح جنت الفردوس بھی نہیں رکھنا چاہیے۔

سورۃ الواقعہ۔ 26-25 میں فرمایا ہے کہ!

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْواً وَلَا تَأْثِيماً ☆ إِلَّا قِيلاً سَلَاماً سَلَاماً ☆

وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں ان کا کلام سلام سلام (ہوگا)۔

5.6 - دارالقرار (آرام یا ہمیشگی کا گھر)

قرآنِ کریم میں آیت ہے!

يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ☆

(سورۃ مؤمن/غافر۔39)

اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی (چندروز) فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

یعنی یہ دار القرار ہے۔ لازوال اور قرار و ہیشگی والی جگہ جہاں کی رحمت ابدی اور غیر فانی ہے۔ جہاں نیکی کا بدلہ بے حساب دیا جائے گا۔ نیکی کرنے والا مرد ہو یا عورت شرط صرف یہ ہے کہ باایمان ہو۔ حقیقت میں رہنے کی یہی جگہ ہے۔

5.7 - دارالمقامہ (ٹھہرنے کی جگہ)

قرآنِ کریم میں آیت ہے!

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ☆ الَّذِیْ أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ☆

((سورۃ فاطر۔35-34))

وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دُور کیا بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا (اور) قدردان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اتارا یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہوگی۔

جنت میں جانے کے بعد اہلِ جنت شکرگزاری کے کلمات کہیں گے کہ اس نے ہمارا غم دور کر کے ہمارے گناہوں اور لغزشوں کو بخش دیا اور ہماری نیکیوں کی قدر دانی فرمائی اور وہ نعمتیں عطا فرمائیں جس کہ ہم مستحق نہ تھے۔ جس نے ہمیں اپنے

فضل سے دار المقامۃ عطا فرمایا۔ جس کے بارے میں فرمایا کہ جنتی وہاں سے کہیں اور منتقل ہونا نہ چاہیں گے۔ اور نہ اس سے اچھی کوئی جگہ ہے جہاں جانے کا خیال آئے۔ وہاں کوئی دکھ، تکلیف یا تھکن کا احساس تک نہ ہوگا۔ آرام ہی آرام ہو گا۔ کسی طرح کی کمائی کی کوئی حاجت نہیں ہوگی اس لئے نہ محنت ہوگی، نہ مشقت اور نہ تھکن سے واسطہ پڑے گا۔

سورۃ الحجر۔ 48 میں فرمایا گیا!

لاَ یَمَسُّھُمْ فِیْھَا نَصَبٌ وَمَا ھُم مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ ☆

نہ اُن کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

یعنی اہلِ جنت کو جنت میں کسی طرح کی تکلیف جسمانی روحانی ظاہری باطنی نہ پہنچے گی۔ ہر طرح کے دکھ، تھکن، رنج وغم سے محفوظ ہوں گے۔ ہر چیز خواہش کے مطابق ہوگی۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے کبھی نکالے نہ جائیں گے۔ بھرپور نعمتوں میں ہوں گے نعمتوں کے چھن جانے کا یا وہاں سے نکالے جانے کا کبھی کوئی خطرہ نہ ہوگا۔

5.8 - عُقْبَی الدَّارِ (عاقبت کا گھر)

وَالَّذِیْنَ صَبَرُواْ ابْتِغَاء وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَأَنفَقُواْ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَعَلاَنِيَةً وَيَدْرَؤُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُوْلَئِكَ

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ☆ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ☆ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ☆

(سورۃ الرعد: 24-22)

اور جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے بُرائی کو دُور کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کیلئے عاقبت کا گھر ہے۔

(یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور اُن کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہوں گے وہ بھی (جنت میں جائیں گے) اور فرشتے (جنت کے) ہر ایک دروازے سے اُن کے پاس آئیں گے۔ اور (کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلا ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مؤمن کی چند صفات بیان کر کے ان کے اعمال کا نتیجہ اور انجام کی خوبی اس طرح ظاہر کی کہ یہ لوگ ایسے باغیچوں میں ہوں گے جن میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ نہ صرف یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے بلکہ ان کے باپ داداؤں (ان میں مائیں بھی داخل ہیں) میں، اور ان کی بیویوں میں اور ان کی

اولاد میں جو بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے اپنے بڑوں اور چھوٹوں اور بیویوں کو جنت میں دیکھ کر خوشی دوبالا ہوگی اور فرحت ہی فرحت حاصل ہوگی۔

بعض مفسرین نے آیت کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک بندوں کو جنت میں جو مقام اور مرتبہ ملے گا اللہ تعالیٰ وہی درجہ ان کی رعایت فرماتے ہوئے ان کے متعلقین کو بھی عطا فرمادے گا۔ فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور یوں کہیں گے کہ دنیا میں جو تم نے صبر کیا اس کے عوض تم ہر دکھ تکلیف اور مصیبت سے محفوظ ہو ہمیشہ تمہارے لئے سلامتی ہے۔ سو اس جہاں میں اچھا انجام ہے، دنیا والے گھر میں ایمان اور اعمالِ صالحہ کو اختیار کیا تو اس کے عوض اس جہاں میں بہترین عیش اور آرام نصیب ہوگا۔ (انوارالبیان)

5.9 - جنت غرفہ (جنت کا گھر)

وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفاً تَجْرِىْ مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ☆

(سورۃ العنکبوت۔58)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم جنت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنتی اپنے اوپر کے بالا خانے والے لوگوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق پر ہوتا ہے۔ اس بالا خانے کی بلندی اور خوشنمائی کا تعلق مراتب کے فرق سے ہوگا جو اہلِ جنت کے درمیان پایا جائے گا۔ صحابہ ؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! بالا خانے اوپر کے شاندار محلات کیا انبیاءؑ کے مکان ہوں گے جن تک انبیاءؑ کے سوا کسی کی رسائی نہیں ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! کیوں نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان بلند و بالا محلات اور بالا خانے تک ان لوگوں کی بھی رسائی ہوگی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

ایمان دار، نیک اعمال لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت کے بلند و بالا منزلوں پر پہنچا دے گا۔ جس کے نیچے قسم قسم کی نہریں بہ رہی ہیں کہیں صاف شفاف پانی کی، کہیں شرابِ طہور کی، کہیں شہد کی اور کہیں دودھ کی۔ یہ چشمے خود بخود جہاں جنتی چاہیں گے بہنے لگیں گے۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے نہ نکالے جائیں گے نہ ہٹائے جائیں گے نہ وہ نعمتیں ختم ہوں گی اور نہ ان میں کسی قسم کی کمی واقعہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے ظاہر باطن سے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے لئے بنایا ہے جو کھانا کھلائیں، خوش کلام نرم گو ہوں، روزہ نماز کے پابند ہوں اور راتوں کو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں یہ نمازیں پڑھتے ہوں۔ ان کے کل احوال دینی ہوں یا دنیاوی اپنے رب تعالیٰ

پر کامل بھروسہ رکھتے ہوں۔ (تفسیر ابنِ کثیرؒ)

اتنی بڑی جنت کا چھوٹا سا گھر ہی اس دنیا کو چھوڑ کر جانے کے بدلے مل جانا بہت بڑی کامیابی ہے۔

5.10 - جنت زمرہ (اجتمائی باغ)

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَراً حَتَّى إِذَا جَاؤُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ☆

(سورۃ الزمر۔73)

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام تم بہت اچھے رہے اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

اہلِ ایمان کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ در گروہ ہو کے جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔ تقویٰ کا ابتدائی درجہ تو یہ ہے کہ کفر کو چھوڑ کر ایمان کو قبول کرے۔ پھر اعمالِ صالحہ اختیار کرنے اور گناہوں کے بچنے کے اعتبار سے گروہ گروہ بنا دیے جائیں گے۔ جنت کے پاس پہنچیں گے

تو اس کے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے پائیں گے۔ جیسا کہ مہمان کے اکرام میں ایسا کیا جاتا ہے۔ اور وہاں کے محافظ فرشتے ان سے کہیں گے تم پر سلامتی ہو اور تم اچھی طرح رہو اور اس جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ یہاں سے کہیں جانا اور نکلنا نہیں ہے۔ نہ یہاں سے نکلو گے اور نہ نکالے جاؤ گے۔

خوش نصیب جنتی خوبصورت سواریوں پر جنت کی طرف پہنچائے جائیں گے۔ ان کی بھی جماعتیں ہوں گی۔ مقربین خاص کی جماعت، پھر ابرار کی پھر اس سے کم درجہ والوں کی۔ ہر جماعت اپنے مناسب لوگوں کے ساتھ ہوگی۔ انبیاء انبیاء کے ہمراہ، صدیقین اپنے جیسوں کے ساتھ، شہید لوگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ، علماء کی جماعت۔ غرض ہر ہم جنس اپنے میل کے ساتھ ہوں گے۔

(تفسیر ابنِ کثیرؒ)

مسند احمد میں ہے کہ پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے۔ تھوک، رینٹ، پیشاب پاخانہ وہاں کچھ نہیں ہوگا۔ ان کے برتن اور سامانِ آرائش سونے چاندی کے ہوں گے ان کی انگیٹھیاں بہتریں خوشبو دے رہی ہوں گی۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ ان میں ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا گودا حسن ونزاکت، صفائی اور نفاست کے گوشت کے پیچھے سے نظر آرہا ہوگا۔ کسی دو میں کوئی اختلاف، حسد اور بغض نہیں ہوگا۔ سب کے دل مل کے ایسے ہوں گے جیسے ایک شخص کا دل۔ صبح شام اللہ کی تسبیح میں گزرے گی۔

5.11 - جنت عالیہ (اعلیٰ درجہ کی جنت)

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ☆ فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ☆
قُطُوۡفُهَا دَانِيَةٌ ☆

(سورۃ الحاقہ۔23-21)

پس وہ (شخص) من مانے عیش میں ہوگا۔ (یعنی) اونچے (اونچے محلوں کے) باغ میں۔ جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔

سو یہ شخص ایسی زندگی میں ہوگا جس سے راضی اور خوش ہوگا۔ بہشتِ بریں یعنی اونچی جنت میں ہوگا اور اس کے پھل اس کے قریب ہوں گے یعنی جو پھل بھی چاہیگا بآسانی کھڑے ہوئے لیٹے بیٹھے توڑ سکے گا اور کھا سکے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

لِسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ ☆ فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ☆

(سورۃ الغاشیہ : 10-9)

اپنے اعمال (کی جزا) سے خوش وخرم ہوں گے۔ عالی شان جنت میں (قیام پزیر) ہوں گے۔

یعنی خوب خوش وخرم ہوں گے۔ اپنی عمدہ حالت اور نعمتوں کی خوبی اور

فراوانی کی وجہ سے ان کے چہرے دمک رہے ہوں گے۔ دنیا میں انہوں نے اعمالِ صالحہ والی زندگی گزاری اور اللہ کے احکامات پر عمل کرنے کے سلسلہ میں جو محنت اور کوشش کی اس کی وجہ سے خوش ہوں گے۔ کیونکہ دنیا میں جو اچھے عمل کئے تھے وہ نعمتیں ملنے کا سبب بنے۔ وہ جنت مقام کے اعتبار سے بھی بلند ہوں گی اور نعمتوں کے اعتبار سے بھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ اور مشک کے ٹیلوں سے نکلتی ہیں۔ اس میں اونچے اونچے بلند و بالا تخت ہیں جن پر بہترین فرش ہیں اور ان کے پاس حوریں بیٹھی ہوئی ہیں۔ تخت بہت اونچے اور ضخامت والے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کے یہ دوست ان پر بیٹھنا چاہیں گے تو یہ جھک جائیں گے۔ شراب کے بھرپور جام اِدھر اُدھر سجے ہوئے رکھے ہوں گے۔ جو چاہے جس قسم میں چاہے جس مقدار میں چاہے لے کر پی سکیں گے۔ اور قطار میں لگے ہوئے بہترین تکیہ، بسترے اور فرش بچھے ہوئے ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

5.12 - جنت مکریمون (اکرام کی جگہ)

أُولَئِکَ فِیْ جَنَّاتٍ مُّکْرَمُونَ ☆

(سورۃ المعارج۔35)

یہی لوگ باغہائے بہشت میں عزت و اکرام سے ہوں گے۔

وہاں قسم قسم کی لذتوں اور خوشبوؤں سے عزت و اقبال کے ساتھ مسرور و محفوظ ہوں گے۔ وہاں ان سے نہ کوئی کسی قسم کی بدتمیزی کرے گا اور نہ ان کی کبھی کوئی تحقیر ہوگی۔ تمام حورین و ملائک ان سے انتہائی احترام اور اکرام سے پیش آئیں گے۔ جو حکم دیں گے فوراً اس کی تعمیل ہوگی۔ خلافِ مزاج کوئی بات نہیں ہوگی۔

5.13 - جنت العلّیین (اعلیٰ قسم کا باغ)

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ☆

(سورۃ المطففین۔ 18)

یہ (بھی) حق ہے کہ بیشک نیکوکاروں کا اعمال نامہ علّیین

(یعنی دیوان خانۂ جنت) میں ہے۔

جو لوگ علیین میں جائیں گے ان کے پاس ہر آسمان کے مقرب فرشتے استقبال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ان پر بارش کی طرح برس رہے ہوں گے۔ یہ اپنے بستروں پر بیٹھے ہوئے اپنے مِلکیت و مال، نعمتوں و راحتوں اور عزت و جاہ جو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے۔

حضرت براءؓ کی مرفوع روایت ہے کہ علیین ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے ہے۔ مومن کی روح کو اوپر چڑھایا جاتا ہے یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک

لے جایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو کتابِ علیین میں لکھ دو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علیین سبز زمرد کی ایک تختی ہے جو عرش کے نیچے آویزاں ہے۔ مومنوں کے اعمال اسی میں لکھے جاتے ہیں۔

5.14 - جنتِ سوق (جنت کے بازار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کو لوگ جمع ہوا کریں گے۔ وہاں شمالی ہوا چلے گی اور جنتیوں کے چہرے اور کپڑوں پر طرح طرح کی خوشبوئیں اور مہک ڈالے گی جس سے وہاں موجود جنتیوں کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا اور جب وہ لوگ بہت زیادہ حسین وجمیل بن کر اپنے گھروں کو واپس آئیں گے تو گھر والے ان سے کہیں گے کہ خدا کی قسم! ہم سے الگ ہو کر تم نے اپنے حسن و جمال کو کتنا بڑھا لیا۔ وہ جواب دیں گے کہ بخدا باقی لوگوں نے بھی اپنے حسن و جمال کو بڑھایا ہے۔ (صحیح المسلم)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں ملائے۔ اس پر حضرت سعید رحمہ اللہ نے پوچھا کہ جنت میں بھی بازار ہوں گے۔ فرمایا! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے اور اپنے اپنے

مراتب کے مطابق درجے پائیں گے۔ تو دنیا کے اندازے کے مطابق جمعہ والے دن انہیں ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت ملے گی۔ جب وہ جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا، اس کا عرش ظاہر ہوگا۔ وہ سب جنت کے باغیچہ میں نور کے، لوءلو اور یاقوت کے، زبرجد اور سونے چاندی کے منبروں پر بیٹھیں گے۔ بعض اور لوگ جو نیکی کے اعتبار سے کم درجہ پر ہیں لیکن جنتی ہونے کے اعتبار سے کوئی کسی سے کم نہیں ہیں وہ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوں گے لیکن اپنے جگہ اتنے خوش ہوں گے کہ اونچے مراتب والوں کو اپنے سے افضل مجلس میں نہ سمجھیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ہاں دیکھو گے آدھے دن کے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو جس طرح صاف دیکھتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ اس مجلس میں ایک ایک سے اللہ تعالیٰ باتیں کرے گا۔ یہاں تک کہ کسی سے فرمائے گا کہ یاد ہے فلاں دن تم نے فلاں خلاف کیا تھا۔ وہ کہے گا کیوں باری تعالیٰ! تو تو خطا معاف کر چکا ہے پھر اس کا کیا ذکر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں ٹھیک ہے اسی میری مغفرت کی وسعت کی وجہ سے ہی تو تم اس درجہ پر پہنچے ہو۔

یہ لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک بادل ان کو ڈھانک لے گا اس میں ایسی خوشبو ہوگی کہ کبھی کسی نے نہیں سونگھی تھی۔ پھر رب العالمین فرمائے گا کہ

اٹھواور میں نے جوانعام واکرام تمہارے لئے تیار کے رکھے ہیں انہیں لےلو۔ پھر یہ سب ایک بازار میں پہنچیں گے جسے چاروں طرف سے فرشتے گھیرے ہوئے ہوں گے۔ وہاں وہ چیز دیکھیں گے جو نہ کبھی دیکھی، نہ سنی اور نہ کبھی خیال میں گزری۔ جو شخص جو چیز چاہے گا لے لے گا۔ خرید وفروخت وہاں نہیں ہوگی بلکہ انعام ہوگا۔

وہاں تمام اہلِ جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ایک کم درجہ کا جنتی اعلیٰ درجہ کے جنتی سے ملاقات کرے گا تو اس کے لباس وغیرہ کو دیکھ کر دل میں خیال آئے گا۔ وہیں اپنے جسم کو دیکھ کر دل میں خیال کرے گا کہ اس کے کپڑے اس سے بھی اچھے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی کو کوئی رنج وغم نہیں ہوگا۔ پھر سب لوٹ کر اپنی اپنی منزلوں میں جائیں گے۔ وہاں ان کی بیویاں ان کو مرحبا کہیں گی اور کہیں گی کہ جب آپ یہاں سے گئے تھے تب یہ تروتازگی اور نورانیت آپ کے پاس نہیں تھی۔ لیکن اس وقت تو جمال وخوبی، خوشبو اور تازگی بہت ہی بڑھی ہوئی ہے وہ جواب دیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے ہم اللہ تعالیٰ کی مجلس میں تھے اور یقیناً ہم بہت بہتر ہو گئے۔

(رواۃ الترمذی ۔ تفسیر ابنِ کثیر)

6.0 - دوزخ کی اقسام

قرآنِ حکیم میں دوزخ کے سات درجے بیان ہوئے ہیں۔ دوزخ میں انیس (۱۹) فرشتے متعین کئے گئے ہیں جو کہ نہایت ہی سخت ہوں گے۔ دوزخ کو خواہشاتِ نفس سے گھیر دیا گیا ہے۔

6.1 - دارالخلد (ہمیشہ رہنے کی جگہ)

ذَلِكَ جَزَاء أَعْدَاء اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاء بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ☆

[سورۃ فصلت (حٰم السجدہ) ۔28]

یہ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ ان کے لئے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

وہ لوگ جو اللہ کا کلام نہ خود سنتے تھے اور نہ دوسروں کو سننے دیتے تھے۔ اور اگر کہیں دوسرا کوئی سنا رہا ہوتو مختلف طریقوں سے یا شور شرابہ کر کے چاہتے تھے کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان نافرمان لوگوں کے لئے یہ دوزخ تیار کی ہے تا کہ ان کے بُرے بُرے کاموں پر سخت عذاب کا مزا چکھائیں۔ یہ اللہ کے دشمنوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھکانا ہوگا۔ جب یہ گمراہ لوگ عذابِ الٰہی میں

مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ یا الٰہی! ہم کو وہ دونوں شیطان اور انسان دکھلا دیجیے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا ہم ان کو اپنے پیروں تلے روند دیں گے تا کہ وہ خوب ذلیل وخوار ہوں۔

6.2 - جہنم (دوزخ کا گڑھا)

یہ درجہ گناہگار مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے جہاں وہ اپنے گناہوں کے مطابق وقت گزارنے کے بعد جنت میں منتقل کر دیے جائیں گے۔

أَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِىْ مِن دُونِىْ أَوْلِيَاء إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ نُزُلاً☆

(سورۃ الکہف۔102)

کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے سوا (اپنا) کارساز بنائیں گے (تو ہم خفا نہیں ہوں گے) ہم نے (ایسے) کافروں کیلئے جہنم کی (مہمانی) تیار کر رکھی ہے۔

کافروں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں پہلے بتا دیا تھا کہ کفر کا انجام برا ہے۔ ان کے لئے دوزخ ہے پھر بھی کفر پر جمے ہوئے ہیں اور شرک اختیار کئے ہوئے ہیں۔ میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے اور اس کو اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ کفر اور شرک کو بہتر سمجھنا حماقت اور جہالت ہے۔ کافروں کے لئے ہم نے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔ اسی سے ان کی مہمان نوازی ہوگی۔

کافروں کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کے قائل نہیں اور دنیا کمانے میں لگے ہوئے ہیں اور اسی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو تو مانتے ہیں لیکن شرک میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے جو دین بھیجا ہے اسے نہیں مانتے دوسرے دینوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو عبادت کے عنوان سے بڑی بڑی محنتیں اور ریاضتیں کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جو دنیا ہی میں لگے ہوئے ہیں ان لوگوں کی دنیاوی محنتیں اور مذہبی ریاضتیں سب برباد ہیں یہ لوگ اعمال کے اعتبار سے بدتریں خسارے میں ہیں۔ کیونکہ آخرت میں ان اعمال پر کچھ نہیں ملنا۔ نتیجہ تو یہ ہوگا کہ یہ نہ صرف انعام سے محروم ہوں گے بلکہ عذاب میں پڑیں گے اور یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں۔ (انوارالبیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أُوْلَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ O

(سورۃ البیّنہ ۔ 6)

جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہلِ کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔

دینِ اسلام کا ہر منکر کافر ہے۔ اسلام کے جھوٹے دعویدار منافق بھی کافر

ہیں کیونکہ یہ دل سے اسلام کے منکر ہیں۔ یہ لوگ اگر کفر پر مر جائیں تو ان کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہوگا اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جو حال منکرینِ اسلام اہلِ کتاب اور مشرکیں کا ہوگا وہی دوسرے کافروں کا بھی ہوگا۔ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے جانے والوں کو سب سے زیادہ بدترین مخلوق بتایا ہے۔ کیونکہ دنیا میں انہوں نے اپنے مالک اور خالق کو نہ پہچانا۔ اس کے بھیجے ہوئے دین کو قبول نہ کیا۔ یہ لوگ آخرت میں بدترین عذاب میں ہوں گے جس سے کبھی بھی چھٹکارا نہ ہوگا۔ یہ اپنے عقائد اور عمل کے اعتبار سے بھی بدترین اور انجام کے اعتبار سے بھی بدترین ہوں گے۔

مسند احمدؒ کی ایک حدیث میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں کافروں کو گرایا جائے گا۔ چالیس سال تک اندر ہی اندر گرتا رہے گا لیکن پھر بھی تہ تک نہ پہنچے گا۔ صعود جہنم کے ایک ناری پہاڑ کا نام ہے۔ اس پر کافروں کو چڑھایا جائے گا۔ ستر سال تک وہ چڑھتا رہے گا پھر وہاں سے نیچے گرا دیا جائے گا۔ ستر سال تک نیچے لڑھکتا رہے گا اور اسی ابدی سزا میں گرفتار رہے گا۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ صعود جہنم کی ایک چٹان کا نام ہے جس پر کافروں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص چالیس روز تک اللہ کی خوشنودی کے لئے اس طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا رہے کہ ہمیشہ پہلی تکبیر میں شامل ہو تو اس کے لئے دو قسم کی نجات لکھ دی جاتی ہے ایک عذابِ جہنم سے نجات اور دوسری منافقت سے نجات۔ (رواۃ الترمذی)

6.3 - لظیٰ (تپتّی ہوئی آگ)

مفسرین کے خیال میں یہ نصاریٰ کا ٹھکانہ ہے۔

كَلَّا إِنَّهَا لَظَى ○

(سورۃ المعارج۔15)

(لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا بیشک وہ آگ شعلہ مارنے والی ہے۔

وہاں کوئی فدیہ نہیں لیا جائے گا اور ہر شخص کو اپنا اپنا عذاب بھگتنا ہوگا۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ کوئی اپنی جان کا بدلہ دے کر چھوٹ جائے۔ جب دوزخ کی سخت گرم ترین آگ جلائے گی جو اونچے اونچے اور تیز تیز شعلے پھینکنے والی اور سخت بھڑ کنے والی ہے جس سے سر کی چمڑی اتر کر علیحدہ ہو جائے گی۔ جو بدن کی کھال دور کر دیتی ہے اور کھوپڑی پلپلی کر دیتی ہے۔ ہڈی کو گوشت سے الگ کر دیتی ہے۔ رگ و پٹھے کھچنے لگتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں۔ پنڈلیاں کٹی جاتی ہیں اور چہرہ بگڑ جاتا ہے۔ ہر ہر عضو بگڑ جاتا ہے، چیخ و پکار کرتا رہتا ہے، ہڈیاں چورا کی جاتی ہیں اور کھال جلائی جاتی ہے۔ یہ آگ اپنی فصیح زبان اور اونچی آواز سے اپنے لوگوں کو جنہوں نے بدکاریاں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیں تھیں پکارتی ہے اور پھر جس طرح پرندہ، جانور دانہ چگتا ہے اسی طرح میدانِ حشر میں سے ایسے بدکردار لوگوں کو ایک ایک کر کے دیکھ بھال کر چن لیتی ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیرؒ)

6.4 - حطمہ (توڑنے پھوڑنے والی)

یہ یہود کے لئے وقف ہے۔

كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ☆ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ☆ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ☆

(سورة الهمزه . 6-4)

ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا۔ اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے؟ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

حطمہ کے معنی ہیں وہ جو کوٹ پیٹ کر بھوسہ بنا دے۔ جو سارے جسموں کو جلا دے گی یہاں تک کہ دلوں کو بھی جلا ڈالے گی۔ جب بھی ان کی کھال جل چکے گی تو اس کی جگہ نئی کھال پیدا ہو جائے گی تا کہ ہمیشہ عذاب میں رہیں۔

حضرت محمد بن کعبؒ فرماتے ہیں کہ یہ آگ جلاتی ہوئی حلق تک پہنچ جاتی ہے پھر لوٹتی ہے پھر پہنچتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ان دوزخیوں کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی۔ یہ لمبے لمبے ستونوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اوپر سے دروازے بند کر دئے جائیں گے۔ ان آگ کے ستونوں میں انہیں بدترین عذاب دیے جائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

6.5 - سعیر (بھڑکنے والی آگ)

یہ صابیوں کے لئے مخصوص ہے۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ☆ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقاً لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ)☆

(سورۃ الملک۔10-11)

اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہ کا اقرار کریں گے سو دوزخیوں کے لئے (رحمتِ الٰہی سے) دُوری ہے۔

جب دوزخ انہیں دور سے دیکھے گی تو غصہ میں بھری ہوئی اس کے جوش کی آواز سنیں گے۔ جب بھی کافروں کی کوئی جماعت دوزخ میں ڈالی جائے گی تو جھڑکنے اور ڈانٹنے کے طور پر دوزخ کے محافظین ان سے سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی طرف اپنے رسول بھیجے تھے ان میں سے کوئی تمہارے پاس نہیں پہنچا تھا۔ جس نے تمہیں منکرین کے عذاب سے باخبر کیا اور جھٹلانے والوں کی سزا بیان فرمائی ہو۔ کافر یہ سن کر جواب دیں گے ہاں ڈرانے والا تو آیا تھا لیکن ہم نے ان کو جھٹلایا اور یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا اور صرف جھٹلایا ہی نہیں بلکہ یہ بھی کیا کہ اللہ کے رسولوں ہی کو بڑی گمراہی میں بتلایا۔ کافر لوگ یوں بھی کہیں گے کہ اگر ہم سمجھنے کے طور پر ان حضرات کی بات سنتے اور ان کی بات کو سمجھتے تو آج ہم جلنے کے عذاب میں نہ

ہوتے۔ یہ مان لیں گے کہ ہم نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا۔ سو جلتی ہوئی آگ میں داخل ہونے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے اور یہ دوری ہمیشہ کے لئے ہے کبھی بھی ان پر رحم نہ کیا جائے گا۔

یہ بلند اور مکروہ گدھے کی سی آوازیں مارنے والی اور جوش مارنے والی دوزخ ہے جو ان پر جل بھن رہی ہے۔ اور جوش وغضب سے کچ کچا رہی ہے گویا ابھی ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ ان دوزخیوں کو زیادہ ذلیل کرنے اور آخری حجت پوری کرنے اور اقبالی مجرم بنانے کے لئے داروغہ جہنم ان سے پوچھتے ہیں کہ بدنصیبو! کیا اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے تمہیں اس سے ڈرایا نہ تھا۔ تو یہ ہائے ہائے کرتے ہوئے اپنی جانوں کو پیٹتے ہوئے جواب دیں گے کہ رسول تو آئے تھے لیکن ہم نے ان کو جھوٹا سمجھا اور اللہ کی کتابوں کو بھی نہ مانا اور پیغمبروں کو گمراہ بتایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب تو تم نے خود یہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا ہے اس لئے تم پر لعنت ہو اور دوری ہو۔ (تفسیر ابنِ کثیرؒ)

قیامت والے دن اس طرح حجت قائم کی جائے گی کہ خود انسان سمجھ لے گا کہ میں دوزخ میں جانے کے قابل ہوں۔ (مسند احمدؒ)

6.6 - سقر (جلا دینے والی آگ)

یہ ساحروں کا ٹھکانہ ہے۔

سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ☆ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ☆
لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ☆

(سورۃ المدثر۔ 26-28)

ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے۔ اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟
(وہ آگ ہے کہ) نا باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی۔

سقر زبردست ، خوفناک عذاب کی آگ ہے جو گوشت پوست، رگ و پٹھوں کو کھا جاتی ہے۔ پھر یہ سب نئے آتے ہیں اور پھر جلائے جاتے ہیں۔ نہ موت آئے گی اور نہ راحت والی زندگی ملے گی۔ کھال ادھیڑ دینے والی وہ آگ جو ایک ہی لپک میں جسم کو رات سے زیادہ سیاہ کر دیتی ہے۔ جسم اور جلد کو بھون اور جھلسا دیتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

6.7 - جحیم (آگ کا ڈھیر)

انتہائی نچلے درجہ کی دوزخ۔

ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ☆

(سورۃ المطففین ۔16)

پھر دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

وہ گمراہ لوگ جنہوں نے گناھوں کے انبار لگا کر اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے نور سے محروم کر لیا تھا جس سے حق اور باطل کی پہچان کر سکتے۔ یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی فطرت اور جبلّت میں رکھی ہے۔ وہ گمراہ لوگ اللہ کے احکامات کا انکار اور انبیاء اکرام کی تکذیب بغیر دلیل اور وجہ کے کرتے رہے۔ اب یہاں دوزخ کے کارندے ان سے کہیں گے کہ یہ وہی عذاب ہے جس کو تم دنیا میں نہیں مانتے تھے۔ اس روز یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے سے روک دئے جائیں گے اور دوزخ میں دھکیل دئے جائیں گے۔

6.8 - ہاویہ (آگ کا گڑھا)

منافقین کے لئے ہے۔

فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ☆ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ☆ نَارٌ حَامِيَةٌ ☆

(سورۃ القارعہ ۔9-11)

اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

ہاویہ کے معنی ہیں گہرائی میں گرنے والی چیز۔ دوزخ کی گہرائی میں گرنے

والی چیز انسان ہیں۔ حضرت عتبہ بن غزوان ؓ نے بیان فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ پتھر کو دوزخ کے منہ سے اندر پھینکا جائے گا تو وہ ستر سال تک گرتا رہے گا پھر بھی اس کی آخری گہرائی تک نہیں پہنچ سکے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

وہ سخت تیز حرارت والی آگ ہے، بڑے شعلے مارنے والی جھلسا دینے والی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری یہ آگ اس کا سترواں حصہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہلاکت کے لئے تو یہ ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں لیکن آتشِ دوزخ اس سے انہتر حصے تیز ہے۔(بخاری)

مسند احمدؒ میں ہے کہ یہ آگ باوجود اس آگ کا سترواں حصہ ہے پھر بھی دو مرتبہ سمندر کے پانی میں بجھا کر بھیجی گئی ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو اس سے بھی نفع نہ اٹھا سکتے۔

طبرانی میں ہے کہ جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ اور جہنم کی آگ کے درمیان کیا نسبت ہے۔ تمہاری اس آگ کے دھویں سے بھی ستر حصہ زیادہ سیاہ خود وہ آگ ہے۔

ترمذی اور ابنِ ماجہ میں حدیث ہے کہ جہنم کی آگ ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔ پس اب یہ سخت سیاہ اور اندھیرے والی ہے۔

7.0 - اللہ کے ناپسندیدہ لوگ

7.1 - کفر کرنے والے:

فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ☆ (سورۃ آلِ عمران-32)

تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِىْ الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ☆ (سورۃ المائدہ-67)

بیشک اللہ منکروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

قَالُواْ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ ☆ (سورۃ الاعراف-50)

وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے جنت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کر دیا ہے۔

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ☆ (سورۃ التوبہ-49)

اور دوزخ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

وَّعُقْبَى الْكَافِرِيْنَ النَّارُ ☆ (سورۃ الرعد-35)

اور کافروں کا انجام دوزخ ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ☆ (سورۃ الرعد۔42)

اور کافر جلد معلوم کرلیں گے کہ عاقبت کا گھر (یعنی انجامِ محمود) کس کیلئے ہے۔

وَيْكَأَنَّهُ لا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ☆ (سورۃ القصص۔ 82)

ہائے خرابی کافر نجات نہیں پا سکتے۔

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ☆

(سورۃ العنکبوت۔ 54)

یہ تم سے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں اور دوزخ تو کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔

إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ☆ (سورۃ الروم۔45)

بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيراً ☆

(سورۃ الفتح۔13)

اور جو شخص اللہ پر اور اس کے پیغمبر پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔

7.2 - ظلم کرنے والے:

وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنصَارٍ ☆ (سورۃ البقرہ۔270)

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

وَأَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيْهِمْ أُجُورَهُمْ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔57)

اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کو اللہ پورا پورا صلہ دے گا اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ☆ (سورۃ آلِ عمران- 140)

اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔

إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِىْ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ☆ (سورۃ المائدہ۔51)

بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنصَارٍ☆ (سورۃ المائدہ۔72)

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

إِنَّهُ لاَ يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ☆

(سورۃ الانعام۔21)

کچھ شک نہیں کہ ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے۔

إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِىْ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ☆

(سورۃ الانعام۔144)

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللّهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ☆

(سورۃ الاعراف۔44)

تو (اُس وقت) اُن میں ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بے انصافوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

وَاللّهُ لاَ يَهْدِىْ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ☆ (سورۃ التوبہ۔19)

اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ☆ (سورۃ التوبہ۔47)

اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ☆

(سورہ ھود۔18)

سن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّکَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ☆

(سورہ ھود۔83)

جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کئے ہوئے تھے اور وہ (عذاب ان بستی میں ان) ظالموں سے کچھ دور نہیں ہے۔

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ☆ (سورۃ یوسف۔23)

بیشک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ☆ (سورۃ الحج۔71)

اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔

فَبُعْداً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ☆ (سورۃ المومنون۔41)

پس ظالم لوگوں پر لعنت ہے۔

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ☆ (سورۃ القصص۔37)

بیشک ظالم نجات نہیں پائیں گے.

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ ☆

(سورۃ القصص۔40)

تو ہم نے ان کو اوران کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا سو دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ ☆ (سورۃ الشوریٰ۔40)

اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَذَلِکَ جَزَاء الظَّالِمِيْنَ ☆ (سورۃ الحشر۔17)

اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ☆ (سورۃ الجمعہ۔5)

اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

7.3 - تکبر کرنے والے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً ☆

(سورۃ النساء۔36)

کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ☆

(سورۃ النحل۔29)

پس تکبر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانہ ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ☆

(سورۃ لقمان۔18)

اور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اِترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

7.4 - خیانت کرنے والے:

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّاناً أَثِيماً ☆

(سورۃ النساء۔107)

کیونکہ اللہ خائن اور مرتکبِ جرائم کو دوست نہیں رکھتا۔

7.5 - فساد کرنے والے:

وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ ☆ (سورۃ البقرہ۔205)

اور اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔

وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ☆

(سورۃ المائدہ۔64)

اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ☆

(سورۃ الاعراف۔103)

سو دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔

وَمِنهُم مَّن يُؤمِنُ بِهِ وَمِنهُم مَّن لاَّ يُؤمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعلَمُ بِالمُفسِدِينَ ☆

(سورۃ یونس۔40)

اوران میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ایمان نہیں لاتے اور تمہارا رب شریروں سے خوب واقف ہے۔

إِنَّ اللّهَ لاَ يُصلِحُ عَمَلَ المُفسِدِينَ ☆ (سورۃ یونس۔81)

اللہ شریروں کے کام سنوارا نہیں کرتا۔

وَلَا تَبخَسُوا النَّاسَ أَشيَاءهُم وَلَا تَعثَوا فِي الأَرضِ مُفسِدِينَ ☆

(سورۃ الشعراء۔183)

اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔

فَانظُر كَيفَ كَانَ عَاقِبَةُ المُفسِدِينَ ☆ (سورۃ النمل۔14)

سو دیکھ لو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ المُفسِدِينَ ☆ (سورۃ القصص۔77)

کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

7.6 - حد سے بڑھنے والے:

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔190)

کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ☆ (سورۃ المائدہ۔87)

کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ رَبَّکَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ☆

(سورۃ الانعام۔119)

کچھ شک نہیں کہ ایسے لوگ جو (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے باہر نکل جاتے ہیں تمہارا رب خوب جانتا ہے۔

اُدْعُواْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ☆

(سورۃ الاعراف۔55)

(لوگو) اپنے رب سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔
وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

7.7 - بے جا اڑانے والے:

إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ☆

(سورۃ الانعام۔141)

کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وكُلُواْ وَاشْرَبُواْ وَلاَ تُسْرِفُواْ إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ☆

(سورۃ الاعراف۔31)

اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اڑاؤ کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

7.8 - دغاباز لوگ

إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ الخَائِنِيْنَ ☆

(سورۃ الانفال۔58)

بے شک اللہ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَأَنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ☆

(سورۃ یوسف۔52)

اور بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کے مکروفریب کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

7.9 - سرکش لوگ:

أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ
لاَ يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ☆

(سورۃ النحل۔23)

یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اللہ ضرور اُس کو جانتا ہے وہ
سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔۲۳

7.10 - کفرانِ نعمت اور خیانت کرنے والے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ☆

(سورۃ الحج۔38)

بیشک اللہ کسی خیانت کرنے والے اور کفرانِ نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ☆

(سورۃ الشعراء۔181)

(دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو۔

7.11 - اِترانے والے لوگ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ☆ (سورۃ القصص۔76)

اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

7.12 - فاسق لوگ

وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ☆ (سورۃ البقرہ۔26)

اور گمراہ بھی کرتا ہے تو صرف نافرمانوں ہی کو۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ☆

(سورۃ المائدہ۔47)

اور جو اللہ کے نازل کیئے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے گا تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ☆

(سورۃ المائدہ۔59)

کہو اے اہل کتاب تم ہم میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو سوا اس کے کہ ہم اللہ پر اور جو

(کتاب) ہم پر نازل ہوئی اس پر اور جو (کتابیں) پہلے نازل ہوئیں اُن پر ایمان لائے ہیں اور تم میں اکثر بدکردار ہیں۔

وَاللّٰہُ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ☆ (سورۃ المائدہ۔108)

اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وَاللّٰہُ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ☆ (سورۃ التوبہ۔24)

اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَاللّٰہُ لاَ یَھْدِیْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ☆ (سورۃ التوبہ۔80)

اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللّٰہَ لاَ یَرْضَی عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ☆ (سورۃ التوبہ۔96)

اللہ تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔

وَلِیُخْزِیَ الْفَاسِقِیْنَ ☆ (سورۃ الحشر۔5)

کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے۔

وَلا تَکُونُوا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُوْلَئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ☆ (سورۃالحشر۔19)

اوران لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے یہ بدکردار لوگ ہیں۔

وَاللَّهُ لَا یَهْدِیْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ ☆ (سورۃالصّف۔5)

اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

إِنَّ اللَّهَ لَا یَهْدِیْ الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ ☆ (سورہ منافقون۔6)

بیشک اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

7.13 - لعنتی لوگ

إِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدَی مِن بَعْدِ مَا بَیَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِیْ الْکِتَابِ أُولَـئِکَ یَلعَنُهُمُ اللّهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ☆ (سورۃالبقرہ۔159)

جو لوگ ہمارے احکام اور ہدایات کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے اُن کو لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے

اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے ایسوں پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔۱۵۹۔

7.14 - جھوٹے لوگ

لَّعۡنَةَ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔61)

اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

قُلۡ إِنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ لاَ يُفۡلِحُونَ☆

(سورۃ یونس۔69)

کہہ دو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں فلاح نہیں پائیں گے۔

وَمِنۡهُم مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلاَلَةُ فَسِيۡرُواۡ فِيۡ الأَرۡضِ فَانظُرُواۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ☆

(سورۃ النحل۔36)

اور بعض ایسے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہوئی سو زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

7.15 - مجرم لوگ

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ☆

(سورۃ یونس۔13)

ہم گنہگاروں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِباً أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ☆

(سورۃ یونس۔17)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے اور اُس کی آیتوں کو جھٹلائے

بیشک گنہگار فلاح نہیں پائیں گے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ

عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ☆

(سورۃ النمل۔69)

کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا انجام کیا ہوا ہے۔

7.16 - ناشکرے لوگ

وَاللّٰهُ لاَ يَهْدِىْ الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ☆ (سورۃ البقرہ۔264)

اوراللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ ☆ (سورۃ البقرہ۔276)

اوراللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَشْكُرُوْنَ☆ (سورۃ یوسف۔38)

لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ☆

(سورۃ لقمان۔32)

اور ہماری نشانیوں سے وہی انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لاَ يُقْضَى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلاَ يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذَٰلِكَ نَجْزِىْ كُلَّ كَفُوْرٍ ☆

(سورہ الفاطر۔36)

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئے

گی کہ مرجائیں اور نہ ان کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

7.17 - گمراہ لوگ

وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّآلُّونَ ☆ (سورۃ الحجر۔56)

کہ اللہ کی رحمت سے (میں مایوس کیوں ہونے لگا اس سے) مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے۔

7.18 - نقصان اٹھانے والے لوگ

وَالَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُوْلَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ☆

(سورۃ العنکبوت۔ 52)

اور جن لوگوں نے باطل کو مانا اور اللہ سے انکار کیا وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

8.0 - اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ

8.1 - صبر کرنے والے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَعِينُواْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ

إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ☆

(سورۃ البقرہ۔156)

ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

وَاللّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ☆ (سورۃ آلِ عمران ۔ 146)

اور اللہ تعالیٰ استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

وَاصْبِرُواْ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ☆

(سورۃ الانفال۔46)

اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ اللہ صبر کرنے والے کا مددگار ہے۔

وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ☆

(سورۃ الانفال۔66)

اور اللہ صبر کرنے والوں کا مدد گار ہے۔

سَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ☆

(سورۃ الرعد۔24)

اور (کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری صبر کا بدلا ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ☆

(سورۃ القصص۔80)

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہنے لگے کہ تم پر افسوس مومنوں اور نیکو کاروں کیلئے (جو) ثواب اللہ (کے ہاں تیار ہے وہ) کہیں بہتر ہے اور وہ صرف صبر کرنے والوں کو ہی ملے گا۔

8.2 - متقی لوگ

وَاتَّقُواْ اللّٰہَ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔194)

اوراللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کیساتھ ہے۔

وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ☆ (سورۃ آلِ عمران۔15)

اوراللہ تعالیٰ (اپنے نیک) بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ☆ (سورۃ آلِ عمران۔76)

تواللہ ڈرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ☆ (سورۃ آلِ عمران۔115)

اوراللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ☆ (سورۃ المائدہ۔27)

اُس نے کہا کہ اللہ پرہیز گاروں ہی کی (نیاز) قبول فرمایا کرتا ہے۔

إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ☆

(سورۃ الاعراف۔128)

زمین تو اللہ کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بناتا ہے اور آخر بھلا تو متقیوں کا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ☆ (سورۃ التوبہ۔4)

(کہ) اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ☆

(سورۃ التوبہ۔7)

بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ☆ (سورۃ التوبہ۔36)

اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے۔

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ☆ (سورۃ التوبہ۔44)

اور اللہ ڈرنے والوں سے واقف ہے۔

وَاعۡلَمُوۡاۤ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ☆

(سورۃ التوبہ۔123)

اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے۔

اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ☆ (سورہ ھود۔49)

کہ انجام پرہیزگاروں ہی کا (بھلا) ہے۔

مَثَلُ الۡجَنَّةِ الَّتِىۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا تِلۡكَ عُقۡبَى الَّذِيۡنَ اتَّقَوا ☆

(سورۃ الرعد۔35)

جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اُس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں اُس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اُس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں۔

اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ☆

(سورۃ الحجر۔45)

جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ☆

(سورۃ النحل۔30)

جولوگ نیکوکار ہیں اُن کیلئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے اور پرہیزگاروں کا گھر بہت خوب ہے۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآؤُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللّهُ الْمُتَّقِيْنَ ☆

(سورۃ النحل۔31)

(وہ) باغات جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، وہاں جو چاہیں گے اُن کیلئے میسر ہوگا اللہ پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلا دیتا ہے۔

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ☆ (سورۃ القصص۔83)

اور (نیک) انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ☆ (سورۃ الجاثیہ۔19)

اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔

8.3 - توابین و متطہرین

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ☆

(سورۃ البقرہ۔222)

کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

أَن تَقُومَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ☆

(سورۃ التوبہ۔108)

اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

8.4 - ایمان دار لوگ

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔68)

اور اللہ مومنوں کا کارساز ہے۔

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ☆

(سورۃ التوبہ۔51)

کہہ دو کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہو، وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسا رکھنا چاہئیے۔

8.5 - نیکی اوراحسان کرنے والے

وَقُولُواْ حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ☆

(سورۃ البقرہ۔58)

اور حِطَّة (یعنی توبہ) کہنا ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔

إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ☆ (سورۃ البقرہ۔195)

بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاء وَالضَّرَّاء وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔134)

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔148)

اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ☆ (سورۃ المائدہ۔13)

کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ☆ (سورۃ المائدہ۔93)

اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ☆ (سورۃ الانعام۔84)

اور ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔

وَادْعُوهُ خَوْفاً وَطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ☆

(سورۃ الاعراف۔56)

اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ☆

(سورۃ الاعراف۔161)

ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ☆ (سورۃ التوبہ۔120)

کچھ شک نہیں کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ☆

(سورہ ھود۔115)

اور صبر کیئے رہو کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاء وَلاَ نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ☆

(سورۃ یوسف۔56)

ہم اپنی رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے

فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ☆ (سورۃ یوسف۔90)

تو اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِىْ الْمُحْسِنِيْنَ ☆ (سورۃ القصص۔14)

اور ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ☆

(سورۃ العنکبوت۔ 69)

اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھائیں گے

اور اللہ تو نیکوکاروں کیساتھ ہے۔

هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ☆ (سورۃ لقمان۔3)

نیکوکاروں کیلئے ہدایت اور رحمت۔

إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِىْ الْمُحْسِنِيْنَ ☆ (سورہ الصافات۔80)

نیکوکاروں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّؤۡيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِي الۡمُحۡسِنِينَ ☆

(سورہ الصافات۔105)

تم نے خواب کو سچا کر دکھایا ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ نَجۡزِي الۡمُحۡسِنِينَ ☆

(سورہ الصافات۔110)

نیکو کاروں کو ہم ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔

لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمۡ ذٰلِكَ جَزَاءُ الۡمُحۡسِنِينَ ☆

(سورۃ الزمر۔34)

وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے
نیکوکاروں کا یہی بدلا ہے۔

إِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِي الۡمُحۡسِنِينَ ☆

(سورۃ المرسلات۔44)

ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔

8.6 - شکر گزار بندے

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِينَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔144)

اوراللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ☆

(سورۃ سبا۔19)

اس میں ہر صابر و شاکر کے لئے نشانیاں ہیں۔

8.7 - توکل کرنے والے

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ☆

(سورۃ آلِ عمران۔159)

بیشک اللہ تعالیٰ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

8.8 - اصلاح یافتہ لوگ

إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ☆ (سورۃ الاعراف۔170)

ہم نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

8.9 - متصدقین

إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِیُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ ☆ (سورۃ یوسف۔88)

کہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے۔

إِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ☆ (سورۃ سبا۔9)

اس میں ہر بندے کیلئے جو رجوع کرنے والا ہے ایک نشانی ہے۔

8.10 - ہدایت یافتہ لوگ

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِیُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ☆

(سورۃ القصص۔56)

بلکہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ☆

(سورۃ لقمان۔22)

اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار کردے اور نیکوکار بھی ہو تو اُس نے مضبوط کڑا ہاتھ میں لے لیا اور (سب) کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔

تَّبِعُوا مَن لَّا يَسۡأَلُكُمۡ أَجۡراً وَهُم مُّهۡتَدُونَ ☆ (سورۃ یٰس۔21)

ایسوں کی جو تم سے صِلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے رستے پر ہیں۔

8.11 - انصاف کرنے والے

وَأَقۡسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِينَ ☆

(سورۃ الحجرات۔9)

اور انصاف سے کام لو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِينَ ☆

(سورۃ الممتحنہ۔8)

اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

8.12 - فلاح پانے والے

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِ فَأُوۡلَئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُونَ ☆

(سورۃ الحشر۔9)

اور جو شخص حرصِ نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

8.13 - کامیاب لوگ

لَا يَسْتَوِىٓ أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ☆ (سورۃ الحشر-20)

اہلِ دوزخ اور اہلِ بہشت برابر نہیں اہلِ بہشت تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

دُرُود تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِخْوَانِہٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ✦

یا قاضی الحاجات	یا مجیب الد عواۃ
یا شافی الامراض	یا دافع البلیّات
یا حل المشکلات	یا کافی المھمّات
یا را فع الد رجا ت	یا ارحم الرٰحمین

(آمین)

اے اللہ! ہمارے سرداراور آقا حضرت محمد ﷺ اوران کی آل اوراصحاب اور پیغمبروں پر درود بھیج اوراس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوف و ہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرمادے اورہمیں تمام گناہوں سے پاک و صاف کردے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے اورہمیں زندگی میں اورموت کے بعد تمام بھلائیوں سے نوازدے۔

بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

دعا برائے حفاظت

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ. اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ

غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ

☆☆☆

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)
2- ثانی اثنین ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ
3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ
4- سیرت ِ امام ِ اعظم ۔ ابوحنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)
5- آئمہ حدیثؒ کے مختصر حالات
6- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)
7- نفس کا بیان
8- بشر و شجر
9- تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)
10۔ غفلت اور جہالت
11۔ اخلاقِ مومن
12۔ نفاق
13۔ اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات
14۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)
15۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (اور جلد دوم)
16۔ دجال۔ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
17۔ عظیم مسلمان مائیں
18۔ امۃِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین
19۔ جہاد اور مجاہد
20 سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ
21۔ خانوادۂ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

English publications of Sikander Naqvi

1- Biography of The Greatest Prophet (ﷺ)
(According to the Calendar)
2- Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)
3- Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza(RA)
4- HEARTS - In the light of Quran
5- What is Soul (Nafs)
6- Historical Trees of Islam
7- Biographies of Muhadeseen
8- Biograpy of Imam-e-Azam (Hazrat Abu Hanifa ra)
9- Great Women in Islamic History - !
10- Great Women in Islamic History - 2
11- Seerat Saydna Amir Muawiyah (RA)
12- Muslim Protocols
13- Carelessness and Negligance
14- Hypocrisy
15- Dajjal, Imam Mehdi and Hazrat Esa (AS)
16- Tasawwuf
17- Naqshbandia Family
18- Stories of Auliya Karam (ra)

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1-- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)
2- ثانی اثنین۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ
3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ
4- سیرتِ امامِ اعظم۔ ابو حنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)
5- آئمہ حدیثؒ کے مختصر حالات
6- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)
7- نفس کا بیان
8- بشر و شجر
9- تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)
10۔ غفلت اور جہالت
11۔ اخلاقِ مومن
12۔ نفاق
13۔ اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات
14۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)
15۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (اور جلد دوم)
16۔ دجال۔ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
17۔ عظیم مسلمان مائیں
18۔ امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین
19۔ جہاد اور مجاہد
20 سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ
21۔ خانوادہ ٔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi
Email: Sikander.naqshbandi@gmail.com